ہو الحق المبین

الحمد للہ و المنۃ کہ یہ کتاب نایاب مشہور و بار دوم بعد خواہش شائقین اہل البصار

عات الانوار فی دفع ظلمات الانکا

معروف باسم تاریخی

گلدستۂ چشتی چمن

۱۳۲۵ ہجری

کہ بپاس خاطر جناب شیخ المشائخ دیوان غیاث الدین علیخان صاحب سجادہ نشین دار اجمیر

بہ تردید منکرین اولاد امجاد اور اثبات حسب نسب خاندان الاشراف سنہ ۱۲۹۵ ہجری میں

تالیف ہوئی تھی فی الحال بایمائے قاضی سید امام الدین خان صاحب بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ

کمشنر و سرپرست دودمان خواجہ خواجگان سلطان الہند غریب نواز رضی اللہ عنہ کے

بل المطابع دہلی میں بحسن سعی کمترین عبد الغفار مطبوع ہوا

هو المعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۝ والعاقبۃ للمتقین ۝ رب ھب لی حکما و الحقنی
بالصالحین ۝ واجعل لی لسان صدق فی الآخرین وصل وسلم علی رسولک و
حبیبک سیدنا محمد و علی آلہ و اصحابہ و احزابہ اجمعین ۔ **اما بعد** ماس
ہی بندہ درگاہ ابو المناخسہ **محمد عبد اللہ** قادری جہان آبادی غفرہ اللہ تعالیٰ کہ ان دنوں ایک چھپا
رسالہ میری نظر سے گزرا جسکے عنوان پر لکھا ہے کہ حصہ اول رسالہ تحقیقات اولاد خواجہ صاحب۔ اس تحقیقات
کے پڑھنے میں خلاصہ اس کا تین باتیں ہیں۔ اول قطعی انکار وجود اولاد امجاد جناب سلطان الاولیاء برہان
الاصفیاء قطب الواصلین شمس الکاملین غیاث الاسلام والمسلمین المستغنی جنابہ عن التوصیف والتبیین خواجہ
بزرگ حضرت خواجہ معین الحق والدین حسن سنجری چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ والرضوان کا۔ دوسرے یہ کہ گزشتہ
زمانہ میں جس کسی نے دعوے فرزندی حضرت خواجہ بزرگ کا کیا تھا بے اصل نکلا۔ تیسرے یہ کہ جو کچھ نذر و نیاز
نقد و جنس کہ بادشاہان سلف نے حضرت خواجہ بزرگ کی درگاہ میں چڑھایا وہ سب سوائے خادم صاحبان درگاہ
کے اور کسی کو نہیں ملا۔ ان تینوں باتوں کے ثبوت میں بزعم خود مولف رسالہ نے دس کتابوں کی اصلی عبارتیں
بطور سند پیش کی ہیں۔ اور خلاصہ مضمون ہر ایک عبارت کا قبل از نقل سند کے اپنی طرف سے اردو میں لکھ
دیا ہے۔ اور کہیں کہیں حاشیوں پر بھی بطور فائدہ کے اپنی عبارتیں لکھ دی ہیں تاکہ مولف رسالہ کی کوشش کا

نتیجہ یہ ہی انکار اولاد امجاد وغیرہ امور حسب المراد پیدا ہو فقط ۔

مگر حق یہ ہے کہ رسالہ کا مؤلف ناحق پر اور اس کی کوشش بے فائدہ اور رسالہ کا مطلب بتلایا
نادرست تحریفات لفظی ومعنوی سے بھرا ہوا ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۔ اور نیز مضامین مذکورہ
محض غلط ہیں ۔ اور منشائے تالیف اس رسالہ کا ہرگز کوئی تحقیق وتصحیح نہیں ہے بلکہ فی الحقیقت منشا اس کا
صرف یہ امر ہے کہ اگر اس سعی وتحقیقات کی بدولت وجود اولاد حضرت خواجہ بزرگ کا ناواقفوں کی نظر میں
کالعدم تصور جانے اور عوام کی خاطر میں خاندان گرامی اولاد عالی دودمان کا بے اصل قرار پاوے تو آئندہ ہر
قسم کی فتوحات اور نذر نیاز کا فائدہ مخصوص واسطے گروہ خادم صاحبوں کے رہے ۔ کیونکہ مؤلف رسالہ ہذا
القادمین رئیس المادحین جناب حافظ محمد حسین صاحب چشتی حنفی اجمیری خود بھی برائے نام ایک خادم ہیں زمرہ
خادمان درگاہ حضرت اجمیر کے ۔ اگرچہ اہل علم ودانش کو بہت تعجب ہی کہ قطعی انکار وجود اولاد حضرت خواجہ
بزرگوار کا جن کا شہرہ مانند شمس رابعۃ النہار ہے کمال جرأت اور بڑی بہادری کا نام ہے ۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا
نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ الآیۃ ۔ ولنعم ما قیل **شعر** چراغے را کہ ایزد برفروزد ۔ کسے کو تف زند ریشش بسوزد
علی الخصوص گروہ خادمان درگاہ سے یہ انکار گویا وہ مثل ہے کہ جس کا کھاویں اسی پر گھر اویں ۔ مگر بمقتضائے حُبُّكَ
الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ ۔ پیشتر بھی ایسے ہی حضرات نے زبانی انکار کرکے کچھ بھیڑہ ڈالنا چاہا تھا کہ خدا کے فضل سے
پھر حق نے اپنے مرکز پر قرار پایا ۔ اب زمانہ کی آزادی دیکھکر اسی طمع خام کی تحریک سے یہ لیری تحریر رسالہ کی
جناب حافظ انکار مآب کو پیدا ہوئی ۔ جس سے عموماً گروہ خادم صاحبوں کو اعلےٰ درجہ کی شادمانی حاصل ہے
یہاں تک کہ بعض خدمہ آستان حضرت اجمیر جناب مؤلف منکر اولاد امجاد کو بعد تحریر اس رسالہ کے ولی اور قطب سے
تعبیر فرماتے ہیں ۔ اور نہایت خوشی سے اپنے جامہ میں پھولے نہیں سماتے ۔

اگرچہ انکار وجود اولاد امجاد حضرت خواجہ بزرگ کا غلط صریح اور کذب فضیح ہے **مصرع** چھپے ہی کہیں
خاک ڈالے سے چاند ۔ لیکن واسطے رفع اوہام ناواقفوں کے اور تسکین فتنۂ غوغائے جاہلوں کے کہ صورت

رسالۂ منکرہ کو دیکھکر دھوکہ نہ کھاویں اور صاحبزادگان جو اولاد امجاد کے شبہ میں نہ پڑجاویں اور بغرض اظہار و اعلان صحت جو اولاد کرام حضرت خواجہ بزرگ کے کہ بالیقین ثابت ہے بتوفیق حقیقیہ کثیر التصریح سے حضرت خدائے تعالیٰ سے مدد اور جناب خواجہ رضی اللہ عنہ سے ہمت مانگ کر با وجود قلت لیاقت اور کمی فرصت کے اس رسالۂ منکرہ کی تردید میں یہ رسالہ لکھکر ایک مقدمہ اور دو مسلک اور خاتمہ پر ترتیب کیا اور لمعات الانوار لدیہم فظلمات الانکار اس کا نام رکھا ۔

حضرت رب العزت جل شانہ سے دعا ہے کہ میری نیت کی صادقہ اور محنت شاقہ کو شرف قبول ارزانی فرماوے اور درگاہ حضرت خواجہ میں عز پذیرائی بخشے اور حضرات ناظرین با تمکین سے التجا ہے کہ چونکہ فقیر نے محض احقاق حق اور ابطال باطل کی غرض سے یہ رسالہ جوابیہ لکھا ہے خود نمائی یا کسی ایک کی تحقیر خواہ دوسرے کی رعایت اصلا مقصود نہیں ہے پس سہو و خطا کہ لازمہ بشریت ہے جہاں کہیں پاویں اس کی اصلاح فرما کر دعائے خیر سے یاد فرماویں اور جناب منکر اور انکے ہم مشرب سے استدعا ہے کہ فقیر نے کمال نیک نیتی اور نہایت خیر خواہی سے مقتضائے اَلدِّینُ النَّصِیحَۃ انکی تحقیقات فاسدہ کو بیان اور انکے اغلاط و اشتہ کو خود انکی خواہش کے مطابق عیاں کر دیا ہے پس اگر وہ اپنے خیالات فاسدہ کی اصلاح کریں اور حق کی طرف رجوع لاویں اور اس تحریر فقیر سے اتفاق کریں تو نعم الوفاق اور حبذا الاتفاق ۔ حق تعالیٰ اس فقیر اور عامۂ مومنین کو توفیق خیر رفیق فرماوے ۔ ورنہ فقط شیخ ابو الفضل ناگوری علیہ ما علیہ کی حمایت کے بھروسہ پر حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ کی نسل پاک کا انکار اور ابطال کرنے والے بری الذمہ نہیں ہو سکتے ۔ **شعر** بچے نہیں مواخذۂ روز حشر سے + قاتل اگر رقیب ہے تو تم گواہ ہو + وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ +

قطعۂ تاریخ

چون خواجۂ خواجگان چشتی	ماہ افلاک و شاہ اصفیا	قطب اسلام و شمس ارشاد	یعنی کہ معین ملت و دین

صاحب گویا ایک افسانہ تازہ اس مضمون کے لیئے پیدا ہو گیا ہے۔ اور اگر یہ غرض ہے کہ جیسے اور شہروں میں کوئی نہ کوئی ایک واقعہ تاریخی قابل یادداشت ہے اس شہر اجمیر میں یہ ماجرا ایسا ہی قابل واقفیت ہے تو بھی غلط ہے اس واسطے کہ شہر دہلی میں مثلاً واقعہ عظیمہ نادرشاہی اور ہنگامہ رستخیز ۱۲۷۳ھ جا میں لکھنؤ کی تباہی ایسے واقعات عبرت آیات ہو گزرے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ مگر اب اسکا بھی کچھ چرچا نہ رہا۔ اس طرح کہ جو کوئی وہاں وارد ہو وہ واقفیت حاصل کرے چہ جائے کہ مقدمہ تحقیقات اولاد حضرت خواجہ بزرگ جسکو تین سو برس سے زیادہ عرصہ گزرا کہ ایک بار جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی عنایت نے مطلقا وجود اولاد امجاد کو برائے نام بے اصل قرار دیکر چند مدت تولیت موروثی ان سے لیلی تھی فقط مگر پھر خود بادشاہ ممدوح اور اہل انصاف نے تولیت بھی ان کو دیدی اور منصب موروثی بھی انکا بحال کردیا کہ بدستور قدیم اجمیر میں متمکن ہو گئی اور انکے بعد بھی ہر ایک بادشاہ کے وقت میں انکا اعزاز اور منصب سجادگی بحال رہا کہ آج تک ہے۔ پس اس تحقیقات اور انکار پر تو خود اکبر بادشاہ کے ہاتھوں سے ہی خاک پڑگئی تھی لیکن اب بیادگاری منکران عہد قدیم سیکڑوں برس کے بعد جناب منکر الزمانی صاحب رسالہ کو اغوائے نفس امارہ سوجھی پھر ایسا آمادہ انکار کردیا کہ اُسی تقویم پارینہ اکبری کو نیا غلاف چڑھاکر ہر شخص کو دکھاتے اور ناحق عہد اکبر شاہی کی یاد دلاتے پھرتے ہیں **شعر** ہے میرے سامنے ذکر اگلے دوستداروں کا۔ پُرانے مردوں کی وہ ہڈیاں اُکھیڑتے ہیں ❖

قولہ اور دیگر اہل اسلام کو تو ضرور ہے کہ اس حال سے خبردار ہوں۔ **اقول** منکر صاحب نے اوپر تو یہ فرمایا ہے کہ جو کوئی اجمیر میں وارد ہو خصوصا علم تاریخ کے شایق اور چشتیہ کرام کے پیرو لوگوں کو واقفیت مضمون اولاد حضرت خواجہ بزرگ کی چاہیئے۔ اور اب یہ فرماتے ہیں کہ دیگر اہل اسلام کو تو ضرور ہے الخ معلوم نہیں کہ ضرورت کی وجہ کیا ہے جسکو جناب نے بیان نہیں کیا۔ تعجب ہے کہ واردان اجمیر اور پیروان سلسلہ چشتیہ کو تو حصول واقفیت معاملہ اولاد سر حلقہ پیران چشت خواجہ اجمیری رضی اللہ عنہ کی ضروری نہیں مگر دیگر اہل اسلام کو خواہ وارد اجمیر بھی نہ ہوں یا داخل سلسلہ چشتیہ بھی نہ ہوں واقفیت ضروری ہے سبحان اللہ۔ اور اگر لفظ

خصوص ہے تا لفظ (خبر داد) سب ایک ہی فقرہ ہے اور شائقانِ علم تاریخ و پیروانِ سلسلہ چشتیہ کرام
پر دیگر اہل اسلام کا حظف ہی تو قطع نظر حسن فصاحت و لطف عبارت کے منکر صاحب کے تصحیح اور ان کے
کاتب کی تحریر غلط صریح ہے کہ نقطہ پڑے آگے خط کھینچکر دونوں جملوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا ہے **قولہ**
اس جھگڑے کی بنیاد درست سے قائم ہوئی ہے **اقول** جب کسی منکر نے بنائے انکار ڈالی فوراً منکر کے
سر پر گر پڑی کبھی نام نہیں رہی۔ اور كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِّلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ کا مضمون ثابت ہوا۔
سلطان محمود خلجی اور جلال الدین محمد اکبر غیرہما جس بادشاہ کے عہد میں منکروں نے انکار کیا اسی زمانہ میں
علی الرغم منکرین فیصلہ ہو گیا۔ ہاں حاسدوں کا حسد ازل سے ہی اور ابد تک قائم رہے گا۔ چنانچہ کئی سو برس کے
بعد اب منکر الزمانی حافظ محمد حسین صاحب کو پھر جوش آگیا **شعر** ہر بیست کہ آن قصہ منصور کہن شد +
کس از سر نو تازہ کند دار و رسن را + **قولہ** اولاد کا دعوے کرنے والوں نے جب سے دعوے شروع کیا
آج تک کسی طرح اپنے دعوے کی پیروی کرنے سے غافل نہیں رہے **اقول** یعنی مدعیان اولاد سے
مراد ان سے حضرات سجادہ نشین اور انکے بنی اعمام اہل خاندان ہیں کبھی اپنے دعوے کی پیروی میں غفلت
نہیں کی۔ اگرچہ موافق اعتقاد منکر صاحب کے ثبوت کی حد کو نہیں پہنچایا۔ جیسا کہ عبارت آئندہ کے مفہوم
اور تمامی رسالہ منکرہ کے مضمون سے ظاہر ہے۔ لیکن اب اس کتاب کے مطالعہ اور اس بہشتی چمن کے ملاحظہ سے اربابِ
عقل و دین اور عامۂ ناظرین کو ثبوت اولاد حضرت خواجہ بزرگ کا مثل آفتاب نصف النہار کے ظاہر و باہر
ہو جائے گا۔ فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ۔ اور واضح رہے ناظرین ہو کہ حضرات سجادہ نشین اور
انکے اہل خاندان جب سے کہ پیدا ہوئے پشت در پشت اولاد امجاد حضرت خواجہ کے ہیں جیسے کہ دنیا میں ہر
اولاد اپنے آباؤ اجداد کے فرزند ہوتے ہیں پس اولاد کا دعوے شروع کرنا جیسا کہ جناب منکر نے تحریر فرمایا ہے
چہ معنی دارد مناسب تھا کہ جناب انکار مآب بصراحت تحریر فرماتے کہ اول مدعی اولاد کون ہوئے تھے ان کا کیا
نام تھا کس سال میں کون سے بادشاہ کے روبرو انھوں نے دعوے کیا تھا بغیر اسکے یہ بیان منکر صاحب کا

کہ دعوے کرنے والوں نے جب سے دعوے شروع کیا الخ ناتمام اور قابل ملام ہے **قولہ** مگر دعوے کی تردید کرنے والوں نے بھی ایسی تردید کی کہ حد کو پہنچا دیا اور کوئی بات اس دعوے کے رد کرنے میں باقی نہیں چھوڑی **اقول** ظاہرا اس دعوے بے دلیل اور فقرہ عدیم المثیل کے عند المنکر یہ معنی ہیں کہ منکرین نے جس سے مراد حافظ محمد حسین صاحب رسالہ اور انکے اہل طائفہ ہیں تردید متعلق دعوے اولاد میں کوئی بات باقی نہیں چھوڑی۔ بالکل وجود دشمنان اولاد حضرت خواجہ کا صفحہ ہستی سے محو کر دیا۔ مگر عنقریب اس چشتی چمن کی سیر سے ظاہر ہو جاوے گا۔ کہ اس دعوے ہمہ دانی اور نعرہ لن ترانی سے جناب منکر صاحب کی حقیقت کیا ہے **شعر** بگفتن چہ حاجت کہ ہنگام کار + ہنرہائے خود را کند آشکار + اور اس فقرہ کے الفاظ سے صاف صاف عیاں ہے کہ جناب منکر اپنے اس دعوے کے موافق لم تحقیقات وجود اولاد امجاد حضرت خواجہ بزرگ میں متعصب اور شدید اللائکا ہیں محقق احوال اور مورخ بے رعایت نہیں ہیں **قولہ** اس اولاد کی بحث ان دنوں عدالت حضور مسٹر وائٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر اجمیر میں بھی پیش ہوئی تھی اور اکثر ہوتی رہتی ہے **اقول** اس مضمون ناتمام سے کوئی نتیجہ صحیح وسقیم نہیں نکلا جس کا جواب لکھا جاوے۔ ہاں اس قدر اس سے ہدایۃ مستنبط ہوتا ہے کہ صاحب عدالت نے کوئی فیصلہ اس بحث کا مفید مقصود منکرین ہرگز نہیں لکھا کہ جس کو منکر صاحب نقل فرما سکتے۔ لہذا اگول ہو رہے **قولہ** جو اولاد کا دعوے کرتے ہیں وہ دیوان کہلاتے ہیں **اقول** یہ بھی غلط ہے اس واسطے کہ نہ فقط دیوان صاحب سجادہ نشین اولاد میں ہونے کا دعوے کرتے ہیں بلکہ اور بھی حضرات اولاد امجاد حضرت خواجہ کے اجمیر میں موجود ہیں کہ وہ دیوان صاحب نہیں کہلاتے۔ بلکہ عموماً بلقب پیرزادگان مشہور ہیں۔ پس نہ فقط دیوان صاحب اولاد میں سے ہیں بلکہ اور بھی ہیں اور نہ سب حضرات اولاد امجاد دیوان صاحب کہلاتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ جناب منکر کو کہ اجمیر شریف کے متوطن اور آستان پاک کے خادم ہیں۔ ہنوز یہ خبر نہیں کہ دیوان جی فقط ایک صاحب سجادہ کا لقب ہے نہ کہ عموماً سب اولاد امجاد یعنی پیرزادگان کا۔ علاوہ اس کے اجمیر شریف میں جسقدر چھوٹے بڑے ہندو مسلمان بلکہ بڑے بڑے حکام والاشان ہیں

وہ سب خطاب و غیبت میں سجادہ نشین صاحب کو دیوان جی یا دیوان جی صاحب کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ لقب گویا قائم مقام نام کے ہوگیا ہے مگر منکر صاحب تعصب سے تحقیراً فقط لفظ دیوان لکھا ہے۔ باوجودیکہ منکر اثنائی اول درجہ کی تہذیب کا دعوے رکھتے ہیں۔ اور علی ما ہو المشہور جناب نجم الہند سی ایس آئی بہادر کا مرتبہ خلافت بالفضل عقاید و اعمال میں حاصل کیا ہے حتیٰ کہ تقاضائے مذہبی سے بڑھکر تشبیہ صوری بھی اختیار کر لی ہے یعنی کہ ترکی ٹوپی بھی اوڑھتے ہیں فقط پھندنے کی کسر ہے۔ باایں ہمہ صاحب سجادہ درگاہ شریف ارم شرفائے شہر و امجد عظمائے وقت سر آمد خاندان قدیم اسوہ دودمان فخیم کے حق میں ایسی تحقیر اور تصغیر روا رکھتے ہیں کہ نہ فقط خلاف شائستگی قدیم بلکہ انکی نئی روشنی کے بھی خلاف ہے پس یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔ اس موقع پر مجھے یاد آیا ہے کہ تھوڑا عرصہ گزرا میں نے ایک بزرگ کی خدمت میں پاک پٹن کو ایک خط بھیجا۔ اتفاقاً وہ وہاں نہ ملے خط واپس آیا ایک ہندو چٹھی رساں نے جس کا نام گنیدا رام ہے ہاں اسد تعالیٰ لیے الاسلام یہ عبارت اسکے لفافہ پر لکھی تھی کہ جناب حضرت دیوان صاحب سجادہ نشین سے دریافت کیا الخ سبحان اللہ **مصرع** کافر نئے نئے ہیں مسلماں نئے نئے۔ وہ ہندو ایسے معتقد اخلاص شعار اور یہ مسلمان ایسے متعصب بالانکار۔ فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ۔ قطع نظر اس کے منکر صاحب کے الفاظ بھی انکے مضمون کو مساعدت نہیں کرتے۔ مطلب جناب منکر کا یہ ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو حضرت خواجہ بزرگ کی اولاد میں جانتے ہیں وہ دیوان کہلاتے ہیں اور عبارت منکرہ کی یہ ہے کہ جو اولاد کا دعوے کرتے ہیں وہ دیوان کہلاتے ہیں۔ المعنی فی بطن الشاعر اسی کا نام ہے **قولہ** جو گروہ دیوانکے اولاد خواجہ صاحب ہونے سے انکار کرتے ہیں وہ صاحبزادہ یا خادم خواجہ صاحب یا مجاور کہلاتے ہیں۔ **اقول** منکر صاحب کا مقصود کما ہو المشہود یہ ہے کہ جو لوگ اولاد امجاد حضرت خواجہ کے منکر ہیں وہ بنام صاحبزادہ وغیرہ کہلاتے ہیں لیکن اس موقع پر معلوم نہیں ہوتا کہ تخصیص لفظ دیوان سے جناب منکر کا کیا مطلب ہے۔ اگر یہ مطلب ہے کہ خادم صاحبان فقط دیوان جی صاحب کے منکر ہیں یعنی کہ ایک

ؔ۱ سر سید احمد خاں ۱۲

دیوان جی حضرت خواجہ کی اولاد نہیں ہیں۔ باقی اور حضرات پیرزادگان اجمیر شریف وغیرہم جہاں کہیں ہوں بے شبہ اور بے شک اولاد پاک نہاد حضرت کے ہیں تو یہ خلاف مقصود منکر صاحب کے ہے صریحا عقلاً اور نقلاً۔ اس واسطے کہ منکر صاحب نے کسی جگہ یہ اقرار نہیں فرمایا ہے کہ سوائے دیوان جی صاحب کے اور حضرات جو اولاد حضرت خواجہ بزرگ کے اور نیز اہل قرابت کہ بلقب پیرجی اور پیرزادگان ملقب ہوتے ہیں اور جاگیرات اور اعزاز پاتے ہیں اور انکے کئی گھر شہر اجمیر میں آباد ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک بھی اولاد میں حضرت خواجہ کے ہے۔ پس پردہ اولاد امجاد کا انکار اور ظاہر ہیں فقط دیوانجی کے نام کا اظہار محل تعجب ہے بلکہ جناب منکر کی عامہ عبارات سے قطعاً اور بداہتاً انکار تمامی اولاد امجاد کا نہایت صاف عیاں ہے جیساکہ آغاز دیباچہ میں لکھا ہے کہ اجمیر میں ایک فرقہ اولاد حضرت خواجہ کا الخ اور اسکے بعد اسکے لکھا ہے کہ اولاد کا دعوے کرنے والوں نے الخ اور اسی انکار عام کو مؤید ہے یہ کہ اس رسالہ منکرہ میں بالکل کسی موقع پر دیباچہ انتخاب خلاصہ حاشیہ میں ایک تلمیح و اشارہ کہیں اقرار وجود اولاد حضرت خواجہ کا نہیں کیا۔ بلکہ برخلاف اسکے خلاصہ طبقات اکبری میں صفحہ ۲۲ رسالہ منکرہ پر اور خلاصہ تاریخ فرشتہ میں صفحہ ۳۰ پر یہ لکھا ہے کہ دیوان کا یا اولاد کا کہیں ذکر نہیں۔ حالانکہ تاریخ فرشتہ میں ذکر شادی و ولادت فرزندان حضرت خواجہ کا مفصل مذکور ہے مصرع چہ دلاورست منکر کہ بکف چراغ دارد۔ اور تزک جہانگیری کے خلاصہ میں صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے کہ (دیوان کا یا اولاد کا کچھ ذکر نہیں لکھا ممکن نہیں ہے کہ بادشاہ کے نزدیک اولاد ثابت ہوجاتی اور اولاد کا ذکر نہیں لکھتے[۱]) اور صفحہ ۲۹ پر خلاصہ سیر المتاخرین

---

[۱] اس خیال رکیک کی تردید نقل فرمان حرف الف مندرجہ ذیل سے ہوسکتی ہے جس میں خود جہانگیر بادشاہ نے شیخ معین کی نسبت الفاظ نبیرہ و صاحب مقام آنحضرت کا استعمال کیا ہے۔ محمد صباح الدین

(حرف الف)

نقل طغرا

فرمان ابوالمظفر نورالدین جہانگیر بادشاہ غازی

اللہ اکبر

یا ماحی — ابن اکبر بادشاہ — ابن ہمایون بادشاہ — ابن بابر بادشاہ — ابن عمر شیخ میرزا — ابن سلطان ابوسعید — ابن میران شاہ — ابن امیر تیمور صاحبقران — ابن سلطان محمد میرزا

نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی

چون رعایت و مراعات حال سالکان مسالک حقیقت و ناہجان مناہج تقوی و صلاحیت سیما جمعی را کہ قامت باقامت ایشان بہ ہر حیثیت مدد نسب آراستہ باشد

یا حافظ

(بقیہ فرمان بر صفحہ ۱۱)

میں لکھا ہے کہ دیوان یا اولاد کا کچھ ذکر تک تحریر نہیں کیا ۔ ہرگاہ کہ ایں شدہ ۔ اور مکررات کے ساتھ جدا
جدا دیوانجی اور علمہ اولاد کا انکار جابجا جناب منکر تحریر فرماتے ہیں پھر اسکے کیا معنی ہیں کہ اس موقع پر فقط
دیوان صاحب کا رقم فرمایا ہے اور تصورات خاطر تہذیب ستاط کو چھپایا ہے ۔ اسیطرح اور ہے کہ عنوان
رسالہ منکرہ پر اس آیت کریمہ کو لکھوایا ہے کہ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا
اس قطعی انکار عامہ اولاد اجمیر پر اس آیہ شریفہ سے استناد ہے ۔ صاف پایا جاتا ہے کہ یہ انکار ایسے واسطے میدان حشر
میں بحضور رب العالمین حضرت سید المرسلین و حضرت جناب خواجہ معین الاولیاء والدین ابن شریعت انکار اور
اس آیہ کریمہ کے اشتہار کا کیا جواب دینگے ۔ حق تعالی عامہ منکرین کو توفیق توبہ و انابت کی رفیق فرمائے
قطع نظر عبارات مذکورہ سے ایک اور امر صریح اور بالعموم شدید الانکار ہے کہ منکر صاحب کے بادی دلیل
واضح ہی کہ باوجود دعوی تحقیقات بے رعایت اور کثرت مداولت اور مطالعہ کتب قدیمہ مثل مونس
الارواح وغیرہ جو کہ خانوادہ خادم صاحبان حضرت اجمیر میں بکثرت موجود ہے اور ... الانتیا
کہ مشہور و متداول ہر شہر و دیار ہے ہرگز جناب انکار آپ نے کسی جگہ اس طرح بھی اقرار نہیں فرمایا کہ

(بقیہ صفحہ ۱۰) از فرائض مہمات امور سلطنت خلافت عظمی میدانیم لهذا درین ولا فرمان عالیشان ... ...
لطف و احسان شرف صدور و عز یافت کہ از ابتدائے فصل ربیع ... منصب ... مرتبت
قطب الاقطاب کہف السالکین برہان المحققین غوث الاسلام والمسلمین خواجہ معین الدین حسن سجزی قدس سرہ ...
بسیادت فضائل مآب کمالات اکتساب ... الکبار شیخ حسین کہ نبیرہ و صاحب مقام آنحضرت است ...
بلوازم مرقوم قیام و اقدام نموده در رواج و رونق آن مزار کثیر الانوار دقیقہ نا مرعی نگزارد ۔ میباید کہ حکام کرام و دیوانیان عظام و عمال کفایت
فرجام و متصدیان مہمات دیوانی صوبہ اجمیر آن مشیخت پناہ را متولی آن مقام عرش احترام دانستہ دست تصرف خود ...
دانند ۔ خدام و موذنان و سائر عملہ و فعلہ آن مزار فیض بخش مشار الیہ را متولی خود دانستہ آنچہ شرائط اعزاز و احترام باشد در جمیع امور تعظیم
رسانیده از صلاح و صواب دید موصی الیہ بیرون نروند
سبیل مختار الدولۃ العلیۃ العالیہ مستشار الخلافۃ البہیۃ السلطانیہ عمدۃ الملکی مدار المہامی اعتماد الدولہ ... یک نفر نویسنده مراد آن فضائل مآب
نمود کہ آنچہ بدستور قدیم آبا و اجداد موصی الیہ داشتہ ... باز گذارند و آنچہ ... باشد

بدستور سابق ... میباید کہ از فرموده تخلف انحراف نه ورزند ... تحریر تاریخ ... مطابق ... ہجری

دعوے فرزندی جناب شیخ حسین سجادہ نشین حضرت اجمیر کا بعہد اکبر بادشاہ (خدانخواستہ غلط نکلا
تھا مگر فی الواقع حضرت خواجہ کے اولاد امجاد پیدا ہوئی تھی کہ وہ اب مثلاً مفقود الخبر و مجہول الاحوال
ہیں یا بعد حضرت کے ان میں سے کوئی باقی نہ رہا تھا۔ یا سواے حضرت اجمیر کے حضور خواجہ کی اولاد امجاد
کسی اور شہر میں بود و باش رکھتے ہیں۔ بلکہ اردو خلاصہ تاریخ فرشتہ یا اُسکے فائدہ میں بھی ذکر شادی اولاد
حضرت خواجہ کا زبان قلم انکار رقم سے نہ نکلا۔ حالانکہ تاریخ فرشتہ میں تفصیل مذکور ہے کما سبق۔ اور اسکی
نقل بھی صفحہ ۴۹ رسالہ منکرہ میں مسطور ہے۔ مگر جناب منکر کو اپنی عبارت خلاصہ میں درج کرکے لکھنے کی
توفیق نہوئی۔ یا دیدہ و دانستہ تعامی کو کام میں لائے وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ
مقتضاے انصاف و دیانت و لازمہ تحقیقات بے رعایت یہ تھا کہ منکر صاحب عموماً وجود اولاد امجاد حضرت
خواجہ کا اقرار کرتے۔ پھر اگر ان میں سے کسی ایک کی نسبت انکار تھا تو بوجوہ اُسکو پیش کرتے نہ یہ کہ براہ
تعصب بتقلید شیخ ناگوری کہی ایک جگہ بھی مقر نہوئے۔ اور اپنی معتمد تاریخ فرشتہ کو دیکھ بھال کر بھی حافظ
جی بن گئے۔ لیکن یاد رہے کہ **شعر** اگر گیتی سراسر باد گیرد ٭ چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد ٭ شیخ ابو الفضل
ناگوری باایں ہمہ طمطراق و سینہ زوری و اقتدار و شور اشوری شمع اقبال جناب خواجہ حسین اجمیری کی
نہ بجھا سکی۔ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کو باوجود شاہنشاہی و سطوت سلطنت دین الٰہی چندے پرخاش
کے انکے لیے آخر سر جھکانا پڑا۔ تو بیچارہ منکر الزمانی اور تنے چند اُنکے ہم زبانی کرکے خاندان خواجہ
حسین علیہ الرحمۃ کی قدر کو کیونکر گھٹا سکتے ہیں **شعر** شیطان نتوانست کز آدم برد اقبال ٭ از آدمیاں
دیو خصالاں چہ ربایند ٭ اور یہ بھی یاد رہے کہ جیسا منکروں کا انکار ازلی و ابدی ہے مقبلوں کا اقبال اور
اُنکے مخلصوں کا اخلاص و توثیق و اقرار بھی ازلی و ابدی ہے کہ **مصرع** با شیر درون آمد و با جان بدر آید ٭
حضرات سجادہ نشین اجمیر خدا کے فضل سے قدیماً مطاع و مخدوم طوائف انام و متبوع خاص و عام ہے ہیں اور
یوں ہی باجاہ و اقبال رہیں گے و نعم ما قیل **شعر** متابع اند تراچوں سپہر خورد و بزرگ ٭ بحر اند تراچوں زمانہ

پیروجوں ۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ جو کوئی منکر یا بدخواہ دودمان عالیشان حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ
عنہ کا ہوگا اُسکو خیر اور فلاح سے محرومی ہوگی پس یہ حضرات اولاد خواجہ کی بدخواہی و بدگوئی کو اپنی ہی خرابی
سمجھیں **شعر** از اں خانداں خیر بیگانہ دان ہو کہ باشد بدگوے ایں خانداں ۔ القصہ بصورت مذکورہ بالا
بخوبی ظاہر ہے کہ جناب منکر کو عامۂ اولاد حضرت خواجہ بزرگ سے انکار ہے اور تخصیص لفظ دیوان کی
اس فقرہ میں باطل ہے۔ اور واضح ہو کہ تعریف خادم صاحبوں کی جناب منکر ثانی نے یہ تحریر فرمائی ہے کہ
جو گروہ دیوان سے انکار کرتے ہیں الخ حالانکہ یہ تعریف بھی مہمل اور غلط ہے۔ اسواسطے کہ خادم کے معنی ہیں
خدمت کرنے والا پس ظاہر ہے کہ جو لوگ درگاہ شریف کی خدمت کرتے ہیں وہی خادم صاحب کہلاتے ہیں نہ
کہ جیسا منکر صاحب نے تعریف کی ہے کہ جو گروہ دیوان جی صاحب کے اولاد خواجہ صاحب ہونے سے منکر ہیں خادم صاحب
وغیرہ کہلاتے ہیں۔ اور نیز اس تعریف پر کہ جو دیوان سے انکار کرتے ہیں صاحبزادہ خادم وغیرہ کہلاتے
ہیں ممکن نظر آتا ہے کہ اگر کوئی شخص سوائے خادم صاحبان کے (خدانا کردہ) دیوان جی صاحب سے منکر ہے
تو وہ بھی صاحبزادہ یا خادم خواجہ صاحب یا مجاور کہلاتا ہے۔ حالانکہ یہ امر عند المنکرین بھی باطل ہے
بلکہ مختص منکر صاحب اور عامۂ خادم صاحبان کے ہے۔ اور اگرچہ لفظ صاحبزادہ جو نسبت خادم صاحبان
اجمیر کے لکھا ہے اُسکی بنا یہ ہے کہ بعض حضرات مشائخ کبار کے آستانوں پر کہ اہل قرابت یا دودھ سے
مشائخ عظام کی اولاد مجاور و خدمت گزار ہیں کہ بپاس آداب قرابت و انتساب مذکورہ صاحبزادے کہلاتے
ہیں۔ جیسا کہ خادم صاحبان آستان عالیشان حضرت خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی جو حضرت قاضی
حمید الدین ناگوری کی اولاد ہیں۔ اور خادم صاحبان روضہ متبرکہ حضرت سلطان المشائخ نظام الاولیاء
کہ بعضے حضرت گنج شکر کی اولاد امجاد ہیں اور بعضے حضرت کی خواہر نیک اختر سے پیوند نسب رکھتے ہیں
اور خادم صاحبان درگاہ والا جاہ حضرت چراغ دہلی کہ حضرت کے ہمشیر زادہ علامہ زین الدین سے سلسلہ رکھتے
ہیں قدس اللہ اسرارہم و فاض علینا برکاتہم و انوارہم۔ لیکن اجمیر شریف میں آستان پاک حضرت خواجہ

بزرگ کے خادم صاحبان اگرچہ اولاد کسی اہل قرابت حضرت خواجہ کے نہیں ہیں اور نہ کسی شیخ مشہور کی
اولاد منجملہ مشائخ ہندوستان کے ہیں صرف وہ لوگ جو کہ دوسرے آستانوں کے مجاورات سے عادی ہوئے ہیں
لوگ جو کہ حق آداب احترام اپنی ارادت سے بجالاتے ہیں تفخیماً اور تعظیماً - ان خادم صاحبان حضرت اجمیر کو بھی
صاحبزادہ کہتے ہیں - بلکہ راقم الحروف کے نزدیک بھی خادمیت مجاورت روضہ قدسیہ حضرت اجمیر کی بجائے
خود ایسا اعزاز و افتخار خداداد ان حضرات خادم صاحبوں کو حاصل ہے کہ باعتبار اسکے صاحبزادہ سے بالاتر
اور جو الفاظ تعظیم اور تبجیل کے انکے حق میں کہے جاویں یہ بیشک اسکے مستحق ہیں **مصرع** نرخ بالا کن کہ
ارزانی ہنوز + اور یہ جو منکر صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ خادم خواجہ صاحب یا میاں و خواجہ صاحب کہلاتے ہیں
سو یہ غلطی ہے کہ فقط خادم یا مجاور کہلاتے ہیں خادموں کا محلہ خادموں کا امام باڑہ خادموں کا تعزیہ دنیا میں
بہت مشہور ہے کوئی شخص خادمون خواجہ صاحب کا محلہ خادمون خواجہ صاحب کا امام باڑہ وغیرہ نہیں کہتا
اور مثلاً کوئی سائل جناب منکر کو باین جامہ تہذیب دیکھکر کسی اجمیر کے باشندہ سے پوچھے کہ یہ بزرگ کون ہیں
تو اسکا جواب فقط یہی ہوگا کہ جناب حافظ محمد حسین صاحب خادم ہیں اور ناظرین با تمکین غور فرماویں کہ سجادہ
نشین جنکو کوئی متنفس اجمیر کا سوائے دیوان جی یا دیوان صاحب کے فقط دیوان نہیں کہتا ہے - جناب منکر
نے انکو محض دیوان لکھا - اور خادم صاحبان جن میں سے ہر ہر فرد کو فقط خادم کہا جاتا ہے - انکے حق میں
صاحبزادہ رقم فرمایا ہے گویا بے حسد یا بے رعایتی کو جو کچھ کہ دل میں ہے منکر صاحب نے دیباچہ میں خود ہی ظاہر
کر دیا ہے - **مصرع** می تراود چہ کند آنچہ در آوند دل است + **قولہ** ان میں دو گروہ ہیں - ایک گروہ سیدوں
کا جو سید فخر الدین صاحب پیر بھائی حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کی اولاد ہے **اقول**
اس قدر صحیح ہے کہ خادم صاحبان روضہ حضرت اجمیر دو گروہ ہیں ایک سید کہلاتے ہیں - دوسرے شیخ مگر یہ
بات کہ سید صاحبان موصوف اولاد انہیں جناب سید فخر الدین کے ہیں - جو بقول منکر صاحب کے حضرت
خواجہ بزرگ کے پیر بھائی تھے بے دلیل اور طالب تصحیح اور قابل تفصیل ہے - اول اس بابت کہ سید مجمع الاتقیاء

پیر بھائی تھے یا نہ تھے۔ کیونکہ عبارت تاریخ فرشتہ سے جسکی نقل منکر صاحب نے رسالہ کے صفحہ تیرہ
پر کی ہے صرف اسقدر ثابت ہے کہ حضرت خواجہ اعظم شیخ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہٗ اپنے خادم سید
فخر الدین سے یہ فرمایا کہ افطار کے واسطے روٹی پکاؤ۔ فقط۔ اور چونکہ کوئی خادم یا روٹی پکانے والا ضروری
نہیں ہے کہ اپنے مخدوم اور آقا کا مرید بھی ہو۔ لہذا با ثبوت اس امر کا کہ سید فخر الدین مرید حضرت
خواجہ عثمان رضی اللہ عنہ کے تھے جناب منکر کے ذمہ ہے جبتک کہ سید فخر الدین علیہ الرحمۃ کو مرید
حضرت خواجہ اعظم کا ثابت نہ کیا جائے انکو پیر بھائی حضرت خواجہ بزرگ کا لکھنا محض زبردستی اور ناحق ہے۔
علاوہ اسکے یہ بات کہ سید فخر الدین موصوف آیا حضرت خواجہ کے ہمراہ اجمیر شریف میں آئے تھے یا کس عہد
میں۔ کیونکہ حضرات خادم صاحبان سادات اس زمانہ میں جو مزار اپنے مورث اعلیٰ سید فخر الدین کا قریب
دروازہ شرقی گنبد مزار شریف حضرت خواجہ کے بتاتے ہیں اگر وہی سید فخر الدین پیر بھائی حضرت
خواجہ کے ہیں تو ان کا آنا بھی کسی کتاب سے ثابت کریں کہ کب خراسان سے ہندوستان میں آئے۔ فقیر مؤلف
نے ہر چند کتابوں کی ورق گردانی کی مگر ہمراہیان حضرت خواجہ میں کوئی سید فخر الدین نامی خادم کا ذکر
نہیں پایا۔ بلکہ صاحب سیر العارفین نے مولانا احمد ایک خادم خاص حضرت خواجہ کا نام لکھا ہے۔ اگر وہ
سید صاحبان جو آج کے دن خادمان آستان فیض نشان رفیع الشان حضرت خواجہ اجمیری کے ہیں یہ
اولاد انہیں سید فخر الدین خادم حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ کے ہیں یا نہیں۔ اس کا
ثبوت بھی کتب معتبرہ اور وثایق معتمدہ سے جناب رئیس المنکرین پیش فرمادیں۔ اور بغیر ثبوت اور
تحقیق ان امور کے وہی مثل ہے کہ اپنے منہ میاں مٹھو۔ علی الخصوص اس سبب سے کہ درباب نسب ان
سادات خدام کرام کی بہت بڑا اختلاف پڑا ہوا ہے کتب مراۃ الاسرار و حالات مشائخ میں کہ عہد شاہ
جہاں بادشاہ تالیف ہوئی۔ اس طرح لکھا ہے کہ سید فخر الدین گردیزی مانک پور کے رہنے والے تھے اپنی محبت
و اعتقاد کے باعث کہ ساتھ روحانیت پاک حضرت خواجہ پاک کے تھا وطن سے انتقال کر کے اجمیر میں

چلے آئے۔ اور یہاں کی سکونت اختیار کی انھیں کی اولاد خدمت آستان پاک میں اب تک ثبت
ہے۔ اور یہ بات خود خادم صاحبان کی زبانی اس کتاب میں نقل کی ہے۔ کجا خراسان کے بلاد دور دراز
اور کہاں کٹرہ مانک پور مصرع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ لطف یہ کہ عہد شاہجہانی میں
خادم صاحبان اپنے مورث سید فخرالدین کو مانک پوری بتلاتے تھے۔ زمانہ حال میں انکو پیر بھائی حضرت
خواجہ کا بیان فرماتے ہیں۔ اور بسبب اعتقاد روحانیت کے آنا انکا کٹرہ یا مانک پور سے دلیل اس امر کی بھی ہے
کہ بعد وصال شریف حضرت خواجہ کے اجمیر میں آئے تھے۔ اور بھی کئی کتابوں میں سید فخرالدین کو
متوطن کٹرہ لکھا ہے اور بہادر شاہ بادشاہ ابن سلطان اورنگ زیب کے عہد میں جو کتاب تذکرۃ السادات
متکفل حالات نسب کل سادات ہندوستان کے حسب الحکم بادشاہ تالیف ہوئی تعجب ہے کہ اس میں نہ
سید فخرالدین کا ذکر ہے نہ خادم صاحبان قوم سادات روضۂ اجمیر کا۔ اگر جناب منکر یا کسی طالب تحقیق
کو شوق ہو تو مرآت الاسرار و اقتباس الانوار و ملفوظات ابراہیمی و تذکرہ سادات بہادر شاہی وغیرہ
کتابوں کو دیکھ لیں۔ بعد اس کے اس روایت کا ذکر کرتے۔ مجھے بہت ہی شرم و پاس ادب مانع ہے جو
شہر اجمیر میں ضرب المثل کے طور پر زدزبان پیر و جوان ہے جس سے کچھ اور ہی کیفیت و راز حال اس کا عیاں ہے
وہ بجائے خود ایک پوری حکایت ہے کہ لاکھا بار جا بجا مذکور ہوئی اور خاص عام میں مشہور رہ دی۔ غالباً
جناب منکر الزمانی کے بھی گوش آشنا ہوا ہوگا۔ یہ **شعر** چوں مسلماں گشت و آورد اعتقاد۔ الخ لہذا حاجت
اعادہ کی نہیں ہے **قولہ** دوسرا گروہ شیخوں کا جو شیخ محمد یادگار صاحب مرید حضرت خواجہ صاحب کی
اولاد ہیں **اقول** تاریخ فرشتہ کی عبارت مندرجہ صفحہ ۳۶ و ۳۷ رسالہ منکرہ سے صرف اس قدر
ثابت ہے کہ شیخ یادگار محمد نامی جو حاکم ہرات تھے بالآخر حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوکے
مال اور دولت لٹا کر فقیر بن گئے غلاموں کو انھوں نے آزاد کر دیا منکوحہ بی بی کو طلاق دیدی
حضرت کے ساتھ ہوئے حصار شادمان میں پہنچکر موافق حکم کے وہیں مقیم ہو گئے فقط اور صاحب

سیر العارفین نے لکھا ہے کہ اُن کا مزار شریف بھی اسی حصہ میں ہے۔ اُن کے فرزندوں کا کچھ ذکر
شیخ فرشتہ و سیر العارفین میں نہیں ہے۔ تیسرا اول یہ بات دریافت طلب ہے کہ جناب شیخ محمد یادگار رحمۃ اللہ
علیہ سید تھے یا شیخ مغل تھے یا پٹھان کیونکہ لفظ شیخ کا ام قوموں کے نام پر بڑھانے سے دلیل واضح
نہیں ہوا بلکہ باعتبار بزرگی اور شیخی کے بولا جاتا ہے۔ دوسرے یہ تحقیق ہونا چاہیے کہ انکی اولاد بھی باقی
تھی۔ اگر تھی تو وہ اب حضرت اجمیر میں آتی تھی کیونکہ خادمان قدیم آستانہ اقدس حضرت خواجہ کے
انہیں شیخ محمد یادگار صاحب علیہ الرحمۃ کی اولاد و احفاد ہیں۔ اسکا ثبوت بھی بذمہ ملک صاحب کے ہے۔ راقم کو
ایک رسالہ احوال پاک حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ کے دیکھنے کا اتفاق ہوا اُسکے مولف کو بھی اس امر
میں شبہہ ہی بلکہ اسکو غیر صحیح لکھا ہے۔ چنانچہ بجنسہ عبارت اُسکی یہ ہے (کہ در شہر دار الخیر اجمیر اکثر خادمان از اولاد
آں پاک نہاد یعنی محمد یادگار علیہ الرحمۃ میگویند و جانبہ اند لیکن ایں روایت بزبان خادمان ہست اصلے نیست بیچ
ملفوظے ازاں محمد یادگار ننوشتہ اند و بصحت نرسیدہ انتہی مختصراً) لیکن اگر کتب معتبرہ اور وثائق معتمدہ سے صحت
نسب خادمان سادات کے ساتھ سید فخر الدین علیہ الرحمۃ پیر بھائی حضرت خواجہ کے اور صحت نسب خادمان
شیوخ کے ساتھ شیخ محمد یادگار علیہ الرحمۃ کے حسب تصریح بالا ہو جاوے گی تو کسی مخلص معتقد کو بلکہ کسی منصف
مزاج کو اسکے قبول میں عذر نہیں ہوگا **مصرع** چشم ما روشن دل ما شاد ۔ **قولہ** یہ دونوں دو گروہ سید
شیخ ملک صاحب زادے یا خادم خواجہ صاحب یا مجاور خواجہ صاحب کہلاتے ہیں **اقول** یہ بھی غلط ہے
کیونکہ دونوں گروہ ملک صاحب زادے یا خادم یا مجاور نہیں کہلاتے بلکہ گروہ سادات کے حضرات میں سے اکثر
گروہ شیوخ کے سادات بھی اگرچہ نسب جدا جدا ہوں یا کوئی ایک فرد بھی ان دونوں گروہوں میں سے ہو وہ بھی
موافق اسی محاورہ مذکور کے صاحبزادہ یا مجاور یا خادم کہا جا سکتا ہے۔ سبحان اللہ ملک صاحب کو بوجہ صاحبزادگی
باوجود صاحبزادگی کے ہنوز یہ خبر نہیں ہے کہ دونوں گروہ خادمان ملک صاحب زادہ وغیرہ کہلاتے ہیں یا ایک
جماعت بھی بلکہ ایک شخص بھی۔ اور دونوں گروہ کا ملا ہوا ہونا واسطے خطاب صاحبزادگی کے شرط ہے تو خط

محمد حسین صاحب مولف رسالہ جب کہ وہ بذات خود اسکمپین رونق افروز ہوں گے تو اس حالت انفراد میں کوئی
مرید صادق الاعتقاد بھی جناب انکا آپ کو صاحب زادہ نہ کہے گا۔ اب جناب منکر سے کون پوچھے کہ حضرت
در حقیقت صاحب زادگی کی آیا معلوم نہ تھی کہ تنہا ایک خادم کو بھی صاحب زادہ کہہ سکتے ہیں۔ **شعر**[1] فان
کنت لا تدری فتلک مصیبۃ + وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم +

قولہ چونکہ یہ بحث صحیح حال دریافت کرنیکے لائق ہے۔ اسواسطے میں نے ارادہ کیا کہ جہانتک ہو سکے اسکی
تحقیقات بلا طرفداری کیجائے اور جو حال دریافت ہو وہ دوسروں تک بھی بعینہ پہنچا یا جاوے **اقول** گو
کہ جناب منکر نے پیشتر خود یہ فیصلہ تحریر فرمادیا ہے کہ منکروں نے اولاد امجاد کے دعوے کی تردید حد کو
پہنچادی اور کوئی بات ہی باقی نہیں چھوڑی کا سبق پھر کیا جانت اور کون سی چیز باقی رہی تھی جس کا صحیح
حال دریافت کرنے پر جانفشاں صاحب متوجہ ہوئے شاید کہ مقتضائے قول مشہور کہ ...... حافظ نباشد
اپنا ہی قول مرقومہ جناب منکر الربانی عشق دورانی کو یاد نہ رہا اور حال یہ ہے کہ صحت وجود اولاد حضرت خواجہ
بزرگ رضی اللہ عنہ ان معتبر کتابوں اور معتمد تحقیقوں سے کہ جن کی صحت اور وثوق پر نوبۂ اجماع واتفاق ہے
بخوبی ثابت ہے۔ اس کثرت اور تواتر سے کہ جس میں انکار کو مجال نہیں۔ اور چند بار بادشاہان سابقین نے
بھی وجود اولاد امجاد حضرت کا ثابت اور وظیفہ و ادرار و منصب و تعدد جاگیر انکے لیے بحیثیت فرزندی حضرت
خواجہ کے بحال اور مستمر رکھا ہے کہ آج تک قائم و برقرار ہے چنانچہ اسی کتاب میں انشاء اللہ تعالیٰ بیان کیا
جاوے گا۔ کوئی حاجت خامہ فرسائی اور عبارت آرائی جناب منکر کی نہیں تھی۔ لیکن جناب رئیس المنکرین قطب
المعاندین نے سلسلۂ انکار قدیم کو پھر از سر نو تازہ اور اپنے نام نامی کو بوسیلۂ انکار اولاد امجاد اپنے مخدوم
مربی دوجہان کے بلند آوازہ فرمایا ہے۔ اور یہ دعوے کہ بلا طرفداری کے تحقیقات کرینگے محض غلط ہی کچھ تو
بلا طرفداری کا حال اس سے پہلے معلوم ہو گیا ہے اور آگے چلکر تفصیلات سے سب حال ناظرین با انصاف

[1] جو تم نہیں جانتے تو یہ ایک مصیبت ہے۔ اور جو تم جانتے ہو تو یہ بڑی مصیبت ہے ۱۲

کو عیاں ہو جاوے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ منکر صاحب نے اس رسالہ میں بھی طرح طرح الٹ پھیر کرکے جہاں تک
ہوسکا ہے کتابوں کے مطالب کا خلاصہ اپنے دل کی مراد پر اپنی قوم کی حمایت سے مالامال کرکے لکھا ہے منکر
صاحب سے امید ہے کہ اس لفظ بلاطرفداری کو براہ مہربانی یاد رکھیں اور اگر وہ بھول جاوینگے تو عقبہ حقیر انکو
جا بجا یاد دلاتا جاویگا۔ اور انکی تحریفات لفظی اور معنوی انکے موقع پر بتا دے گا انشاء اللہ تعالیٰ **قولہ**
لہذا میں نے یہ مناسب سمجھا کہ اول کل بادشاہوں کی تصنیفات یا بادشاہی حکم سے جو تصنیف و تالیف
ہوئی یا کسی مورخ نے لکھی ہوں انمیں جن مقام پر درگاہ یا حضرت خواجہ یا اولاد خواجہ صاحب یا خادم
صاحبوں یا مجاور صاحبوں کا خاص ذکر لکھا ہے اسکا انتخاب کرکے ایک رسالہ میں درج کردوں **اقول** مجھے
اب تک عجیب معلوم ہوتا کہ جس کی طرف اشارہ لفظ لہذا میں ہے یعنی کہ جب ارادہ جناب کے الخادمین کا
واسطے تحقیقات بلاطرفداری کے ہوا تو اسواسطے یہ کیوں مناسب سمجھا کہ اول تصنیفات بادشاہی سے
درگاہ شریف اور اولاد امجاد حضرت خواجہ بزرگ کا انتخاب کیا جائے۔ ایسے سلطان الاولیا سر حلقہ مشائخ ہندوستان
رضی اللہ عنہ کی تحقیقات اولاد امجاد اول میں ملفوظات مشائخ و تصنیفات علمائے دین اقوال عارفین کی
طرف رجوع فرماتے اور جو کتابیں کہ مخصوص واسطے ذکر خیر حضرات مشائخ چشتیہ کی تالیف ہوئیں بلکہ بعض ان
میں سے خاصۃ واسطے ذکر خیر حضرت خواجہ غریب نواز کے ہیں اول انسے سند لاتے۔ یہ الٹی چال کیوں
چلے کہ اس تحقیقات کو کتب تالیفات بادشاہان و مورخان سے شروع فرمایا کہ جس میں بخلاف تخصیص ذکر
حضرات کے تمام دنیا کے قصے مذکور ہیں اور احوال حضرات مشائخ عظام کے بہت ہی مختصر اور مجمل مسطور ہیں
مگر سچ یہ ہے کہ جناب منکر اس چال کے چلنے میں بسبب رعایت نفس و حمایت قوم کے مجبور ہیں **شعر**
چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ٭ صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد ٭ یہ طرفداری قوم نہیں ہے تو اور کیا
ہے کہ باوجود دعوے پیروی سلسلہ چشتیہ کرام کے اور ادعائے تحقیقات بلاطرفداری کے حضرت خواجہ
خواجگان چشتی کے احوال میں تحریرات و تحقیقات علمائے اعلام و مشائخ عظام و مصنفان والامقام بجامع سلطانیہ

دیانت سے قطع نظر کرکے اول اُن تالیفات کی طرف رجوع فرماویں جو سلاطین نامدار کے واسطے لکھی گئی ہوں کہ اُسمیں اغراض و اغراق شاعرانہ و مغالطے و اغلاق منشیانہ کو بہت بڑی گنجایش ہو کما ہو ظاہر[1] عن قریب علیحدہ تفصیل انشاء اللہ تعالے کے کیا کتب تذکرہ اولیاء و ملفوظات و حالات اصفیاء مصنفہ اتقیاء امت و شیوخ شریعت و فضلاے ملت و علماے والا درجت کم ہیں اور کیا اُن کا مرتبہ اِن تاریخہا سلاطین اعلی اور سے ارفع تھا اور کیا درجہ عتبارہ ولغان کتب ملفوظات چشتیہ کا منشیان قلم نگار و ملازمان شاہی دربار سے کم تھا لہذا اول اُن کتابوں کیطرف تو جہ نہوئی لیکن مافی الضمیر جناب منکر کا اکبر نامہ میں تھا لہذا اُن کی کتابوں کو چھوڑ دریوزہ کتب تاریخ اکبری کو دوڑ گئے اُسپر لطف یہ ہے کہ بلا طرفداری کا دعویٰ ہنوز باقی ہے اور ابھی کیا ہے خدا چاہے تو بہت جگہ اس بلا طرفداری کو یاد دلاؤنگا۔ اور منکر صاحب نے آغاز دعوے میں الفاظ تو یہ رقم فرمائے ہیں (کہ کل بادشاہوں کی تصنیفات اور بادشاہی حکم کی تالیفات سے انتخاب کرونگا) مگر کل بادشاہوں کی تصنیفات میں سے سوائے تُوزک جہانگیری کے کسی تالیف بادشاہی کا خلاصہ نہیں و بادشاہی حکم کی کتابوں میں سے بجز اکبر نامہ کے اور کسی ایسی کتاب کا انتخاب نہیں ہے۔ پس یہ الفاظ (کہ کل بادشاہوں کی تصنیفات الیٰ آخرہ سب غلط نمائی ہے مطابق اس جملہ مشہورہ کے کہ لیتفخر بہ بین الجہلا[2]

تیسری قسم مورخوں کی کتابوں سے بھی انتخاب کا وعدہ فرمایا ہے وہ بھی غلط ہے یعنی کہ اِن کتب مستندہ منکر صاحب میں ایک سفینۃ الاولیا ہے کہ اُسکا مصنف شاہزادہ ہے اور یہ کتاب تذکرہ اولیا ہے کہ مانند سیر کے کتب تاریخ سے یہ جُدا ہے۔ اور یہ التزام جو منکر صاحب نے کیا ہے کہ جس مقام پر درگاہ یا حضرت خواجہ صاحب یا اولاد خواجہ صاحب یا خادم صاحبوں مجاور صاحبوں کا ذکر لکھا ہے اُسکا انتخاب اس رسالہ میں درج کیا جاوے۔ یہ بھی عبث تطویل ہے کیونکہ جب یہ رسالہ مخصوص بابت بحث اولاد کے ہے تو سوائے ذکر اولاد امجاد کے دوسرے امور کا لکھنا بجز طرفداری قوم اور نمایش اپنے نفس کے اور کیا سمجھا جاوے و عجب یہ ہے کہ

---

[1] جیسا کہ وہ ظاہر ہے اور عنقریب تفصیل وار صاف کھل جاویگا اگر خدا نے چاہا ۱۲

[2] تاکہ اس سے جاہلوں میں افتخار کیا جاوے ۱۲

جناب منکر لزماقی اس التزام اور وعدہ پر بھی قائم نہ رہے بلکہ بہت سی عبارات فضول نہایت طویل
بھرتی کردی ہیں کہ جس میں درگاہ شریف کا ذکر ہے نہ خواجہ غریب نواز کا نہ اولاد کا بیان ہے نہ خادم
صاحبوں کا نہ کا نہ نیاز کا نہ دراسکے خلاف یہ بھی کیا ہے کہ کہیں جگہ حاصل لر موعود کو چھوڑ بھی دیا ہے
جیسا کہ جہانگیر بادشاہ کا ذکر کان چھدوانے اور حلقہ بگوش حضرت خواجہ کا ہونا جو توزک جہانگیری سے
اور عالمگیر بادشاہ کا ذکر درگاہ شریف میں آنے کے بعد پانچ ہزار روپیہ نذر پر حاضت کا ماثر عالمگیری سے جناب
منکر نے نقل نہیں فرمایا یہ شقہ موضع انہ خورد ادا تی ہے۔ الغرض منکر صاحب کا مصرع ہے کیونکہ یہ
سب کا انشاء **قولہ** اپنی طرف سے کچھ کم زیادہ نہ کروں کہ دیکھنے والا خود دیکھ اُس کا نتیجہ نکال لیوے
والے جائیں اور کتاب بنانے والے جائیں۔ **اقول** یہ دعوے بھی غلط ہے آیندہ ہر موقع پر اسکی تصریح
کیجاوے گی۔ اس جگہ صرف منکر الخدمین کو بطور تنبیہ اس قدر کہتا ہوں کہ وہ اس دعوے کو بھی یاد رکھیں
اگر بھول گئے تو فقیر یاد دلادیگا انشاء اللہ تعالی۔ کہ لفظا اور معنا کمی بھی کی ہے اور زیادتی بھی فرمائی ہے اور
یہ ارشاد کہ دیکھنے والا خود نتیجہ نکال لیوے۔ اول تو خلاف تحقیقات کے ہے یعنی محقق کو واجب ہے کہ اپنی تحقیقات
کا نتیجہ خود ظاہر کرے نہ یہ کہ محقق تحقیقات کرے اور نتیجہ دوسرے لوگ نکالیں۔ دوم یہ بیان بھی غلط ہے
اسواسطے کہ خلاصہ اُردو میں منکر صاحب نے اپنی مراد کے موافق بخوبی نتیجہ تحقیقات کو جابجا لکھ دیا ہے بلکہ نتیجہ
تحقیقات کے علاوہ بھی اپنی طرف سے تحریف اور تبدیل کرکے اپنے دل کا غبار خوب نکالا ہے اور طرفداری
قوم کو انتہائے درجہ تک پہنچادیا ہے۔ بلکہ عبارات کتب مستند تو ایکطرف رہیں ہنوز کوئی سند پیش نہیں
ہوئی۔ اور کسی کتاب بادشاہی کا انتخاب نقل نہیں ہوا ہے کہ اول بسم اللہ عنوان رسالہ پر جاء الحق وزھق
الباطل ثبت فرمایا ہے اور پھر ارشاد کیا ہے کہ تردید کرنے والوں نے حد کو پہنچادیا ہے اور کوئی بات باقی نہیں چھوڑی
الخ تعجب ہے کہ اور کون ساخلاصہ اور نتیجہ ہے کہ جناب منکر نے لکھنے سے باقی چھوڑا اور وہ کون ساجلا پھپولا ہے
کہ نہ پھوڑا۔ اور ناظرین باتمکین ملاحظہ فرمائیں گے کہ منکر صاحب نے جو کتابوں سے سند لیکر خلاصہ اردو کے

ذریعہ سے قطعی انکار کا اعلان کیا ہے بلکہ کوئی دقیقہ تحقیر اور توہین میں بانسبت خود نسبت اولاد امجاد کے باقی نہیں رکھا۔ درحمل تذبذب اون کا نام کیا اور اس پر خلاصہ میں اپنا کام کیا۔ پرلے کندھے پر بندوق رکھکر نشانہ لگانا اسے کہتے ہیں۔ مگر اہل دانش کو یہ مغالطہ اندازی جناب منکر راست گفتار کی مانند آفتاب نصف النہار کے عیاں ہوگئی **شعر** باقدر ہست کہ دارد منکر ٭ کج ادائی ست کہ من میدانم ٭ **قولہ** تو بہ ایک آدھا ہے اتفاق کے اول اسکا خلاصہ مطلب بھی انہیں لفظوں میں جو اس کتاب میں لکھے ہوں لکھ دوں کہ دیکھنے والوں کو آسانی ہو۔ **اقول** خلاصہ مطالب میں کہیں نتیجہ تحقیقات اور خلاصہ مکنونات منکر صاحب ہے جناب منکر اپنے مطلب کے واسطے تحریف مطالب تبدیل الفاظ کو بخوبی کام میں لاتے ہیں اور خلاصہ کے بیرونہ میں سے خوب خوب رنگ کھاتے ہیں کہ ہر موقع پر ان تحریفات کا بیان کیا جاوے گا جس سے کوئی دقیقہ منکر صاحب کی انشا پردازی اور سخن سازی کا مخفی نہ رہے گا۔ انشاء اللہ تعالی **مصرع** قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید ٭ **قولہ** سوائے کتابوں کے جو اور کاغذات اولاد کی بحث میں ہیں انکو بھی درج کردوں **اقول** اگر یہ سوال ہے تو ہم امیدوار شوق سے انسے بھی درج فرما دیجیے تاکہ جناب کا کوئی ارمان اور منتظران کا کوئی اشتیاق باقی نہ رہے۔ موقع تو بہت اچھا ہے **مصرع** بیا تا چہ داری کہ میدان خوش ہست ٭ **قولہ** مگر میں کم فرصتی سے مجبور ہوں اور یہ امر وقت طلب ہے تلاش و محنت کا محتاج **اقول** بس ہنے تو جانا تھا کہ کچھ اور بھی تحقیقات مزید درج فرمائیں گے خیر یار باقی صحبت باقی۔ اگر منکر صاحب کو حوصلہ تالیف دفعہ دیگر کا باقی ہے تو بفضلہ تعالی وہ عمدہ ذخیرہ مستند کاغذات کا اور ایسا کچھ سامان تردید منکرین کی ہفوات کا میرے پاس جمع ہے کہ جسکو دیکھکر دشمنوں کو تارے دکھائی دینے لگیں گے۔ آیندہ وقتاً فوقتاً میں اسکو ہدیہ ناظرین اور نذر جناب رئیس المکابرین کرتا جاؤنگا اور منکر صاحب کو مشایعت کرکے انکے دروازہ تک پہنچاؤں گا۔ انشاء اللہ تعالی۔ باللہ التوفیق۔ اور بالفعل **شعر** مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز ٭ ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست ٭ علاوہ ازیں فقیر کو اس مسلک میں جناب

منکر کے قدم بقدم تعاقب میں چلنا منظور ہے۔ حتی الوسع انھیں کی کتابوں سے اور انھیں کے اقوال سے
انکو الزام دونگا۔ الا ماشاء اللہ تعالیٰ **قولہ** اس واسطے میں نے ایسا انتظام کیا کہ جو کچھ بہم پہنچتا جاوے
درج رسالہ کرکے ناظرین کی خدمت میں پیش کرتا جاؤں جسقدر تیار ہو جاوے۔ گو نہیں تحقیق سے بہتر ہوگا
اسواسطے اول بادشاہوں و مورخین کی تصنیفات سے شروع کرتا ہوں **قول** ایسے ہی شتابزدگی کا کیا
ٹھکانا ہے جسکی بدولت عبارت میں بھی بدنظمی واقع ہوگئی۔ یہ عبارت بطور مرقوم بالا پڑھ کر دیکھا
جاوے۔ چونکہ یہ بحث صحت کے لائق ہے اسواسطے جناب منکر نے ارادہ تحقیقات کا فرمایا۔ پھر اسواسطے
ایسا سبب بنایا کہ اول کل بادشاہوں کی **تصنیفات** غیرہ سے انتخاب فرماویں پھر اسواسطے ایسا انتظام
فرمایا کہ جو کچھ بہم پہنچے درج رسالہ ہوتا ہے۔ پھر اسواسطے اول بادشاہوں وغیرہ کی **تصنیفات** سے شروع کر
دیں خدا جانے یہ تفریع کہاں اور تسبیب متواتر کس بنا پر ہے اور اسواسطے در اسواسطے کس واسطے ہے
المعنی فی بطن الشاعر۔ اور یہ بدانتظام تحقیقات کی کتب تواریخ و تواریخ بادشاہی سے اور قطع نظر فرمائیے
کی کتب احوال مشائخ سے اوپر تحریر ہوچکی ہے اعادہ کی حاجت نہیں ہے **قولہ** اگر کسی جگہ ناظرین
غلطی پاویں تو مہربانی سے مطلع فرماویں کہ خوشی اور ممنونی کے ساتھ اسکی درستی کیجاوے گی **قول** فقیر
نے اس رسالہ میں مفصلاً ان غلطیوں کو لکھا ہے کہ جو لفظاً و معنیً رسالہ منکرہ میں بکثرت موجود ہیں
کیا عجب ہے کہ جناب منکر صداقت شعار اپنے خیالات سابقہ سے باز آویں اور اپنے اعتقاد کی اصلاح
اور اقرار اولاد امجاد حضرت خواجہ بزرگ اور سجادہ نشینان زمانہ گزشتہ و حال کی طرف صدق دل سے
بجہت لاویں وباللہ التوفیق وھو الھادی الی سواء الطریق[1]۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ اس تحریر حقیقی کی
سیر کرکے جناب منکر کیا رنگ لاتے ہیں اور اپنے رسالہ کی کیا اصلاح فرماتے ہیں **شعر** ہمارا خدا کی خدائی
برحق ہے ✤ پر ہمیں تو اثر کی آس نہیں ✤ **قولہ** اس رسالہ کا نام تحقیقات اولاد خواجہ صاحب رکھا اور

---

[1] توفیق اللہ کی طرف سے ہے اور وہی سیدھے رستہ کا رہنما ہے ۱۲

یہ اس رسالہ کا حصہ اول ہے **اقول** چونکہ جناب منکر نے ابھی تک صرف اپنا قصد واسطے تالیف ایک رسالہ کے ظاہر فرمایا ہے جیسا کہ ابھی خود لکھ چکے ہیں کہ جو کچھ ہم پہنچا جاوے پیش کرتا جاؤں اور جس قدر تیار ہو جاوے گا نہیں ہونے سے بہتر ہوگا۔ فقط۔ اور اب لکھتے ہیں کہ یہ رسالہ یعنی جو کچھ تحقیقات کے بعد چھاپا گیا ہے حصہ اول ہے رسالہ تحقیقات اولاد خواجہ صاحب کا حالانکہ اُسکا ہنوز وجود نہیں۔ اس صورت میں حاصل عبارت منکر صاحب کا یہ ہوا کہ موافق اپنے ارادہ اور قصد تحقیقات کے جناب منکر نے ایک رسالہ خیالیہ حاضر فی الذہن غائب عن النظر تالیف فرمایا ہے۔ اگرچہ اُسکا وجود ظاہر میں نہیں ہے مگر اُسکا نام رسالہ تحقیقات اولاد خواجہ صاحب رکھا ہے۔ اور یہ رسالہ مطبوعہ کہ فی الواقع غیر مطبوعہ ہے اُس رسالہ خیالیہ کا پہلا حصہ ہے۔ یہ حُسن عبارت کہ قابلِ داد اور لائقِ صد ہا صاد ہے جناب منکر کا حصہ ہے **مصرع** مُردم اندر حسرتِ فہم درست ❊ ہرگاہ کہ منکر صاحب اپنے کلام میں آگے پیچھے کی خبر نہیں رکھتے اُسپر ربط و ضبط عبارت کی کچھ ہے۔ پھر جناب کو رسالہ تالیف فرمانا کیا ضرور تھا **مصرع** ناحق ہو لگا کے شہیدوں میں ملگئے ❊ صاحبِ بہار عجم کی منقولہ یہ حکایت آپ پر صادق آتی ہے کہ مرزا فرمود این چیست گفت ضرورت شعر فرمود شعر گفتن چہ ضرور ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ❊ الحمد للہ کہ دیباچہ رسالہ منکرہ حافظ محمد حسین صاحب اجمیری کا خاتمہ ہو گیا۔ اسکے بعد انتخاب اُن کتابوں کا قابلِ غور ہے جسکی بنا پر جناب منکر کا اس قدر زور و شور ہے ❊

مسلک اوّل مُلقب بہ چشتی چمن

متضمن ابطال استشہاد اور اغلاط تحقیقات منکر صاحب کے۔ اور اس میں دس لمعہ ہیں

لمعہ اوّل متعلق اکبرنامہ

قال المنکر کتاب اکبر نامہ **اقول** وَاستَعِینُ بِرَبِّ العٰلَمِینَ چونکہ مدار انکار جناب منکر کا یہی اکبر نامہ ہے۔ اور کارنامہ تحقیقات منکر صاحب کا یہی اکبر نامہ ہے۔ اور سب سے افضل سمجھ کر منکر صاحب نے اول اسی کا نام لیا ہے۔ اور بزعم منکرین بلکہ حسب المراد منکرین نتیجہ ابطال اولاد امجاد اسی اکبر نامہ سے پیدا ہی اور اسی کتاب کی عبارات متعددہ سے منکر صاحب نے غایت درجہ حسن اعتقاد اکبر بادشاہ کا نسبت درگاہ حضرت اجمیری سے استنباط فرمایا ہے۔ اور اسی اکبر نامہ کی انشا اگرچہ لفظاً اور معنیً بعض معاصرین اور متاخرین نے اسپر طنز و تعریض کی ہے۔ لیکن منکرین کے خیال میں حق ترجمان ہی۔ لہذا حقیر نے جواب لکھنے سے پیشتر کچھ مختصر بیان اکبر بادشاہ کا کہ انکے حکم سے یہ کتاب تالیف ہوئی اور مجمل حال شیخ ابوالفضل کا جن کے قلم براعت رقم سے تصنیف ہوئی اور تھوڑی سی کیفیت تالیف کتاب اکبر نامہ کی لکھنی مناسب سمجھی ہی۔

بیان عقائد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ

یہ ہے کہ بادشاہ ممدوح الالقاب عقائد دینی میں قدم استوار اور دم راسخ نہیں رکھتے تھے یعنی کبھی یکساں حال انکے معتقدات کا نہیں رہا۔ اور نہ امور شریعت اور احکام دینی کی طرف انکی توجہ برابر رہی اکثر حال انکا مصداق اس شعر کے تھا۔ **شعر** یار ما ہر ساعتے آید ببازارے دگر + تا بود حسن جمالش را خریدارے دگر +

اوائل دور سلطنت میں نہایت اعتقاد حضرت خواجہ بزرگوار اجمیری کی جناب میں رہا۔ ہر سال زیارت کو بھی آتے۔ نذور و خیرات بھی بہت کچھ پیش اور عطا فرماتے تھے۔ یا معین بھی کچھ مدت ورد زبان رہا اور قبلۂ حاجات و کعبہ مرادات حضرت خواجہ کا آستان زمین آسمان رہا۔ باوجود عدیم الفرصتی کے ڈیڑھ ڈیڑھ سو کوس سے جریدہ پچاس پچاس کوس کی لمبی منزلیں طے کر کے گو ایک ہی دن ٹھیرتے مگر اجمیر آنا ضرور تھا۔ کبھی وہ غفلت کہ بائیس برس کامل اجمیر شریف کی طرف رخ نہ کیا آنے کا تو کیا مذکور تھا۔ کبھی علما

سلہ کما یلوح من اقبال نامۃ المطبوعۃ و تاریخ الہند شمس العلماء منشی محمد ذکاء اللہ خان بہادر ۱۲

و فضلاء و سادات و مشائخ سے ہر شب سرگرمیِ اختلاط و پرسش مسائل و استحصال فوائد دینیات کو
کبھی اُس گروہ کی صحبت تھی نہ پرسش نہ ملاقات چنانچہ زبدۃ التواریخ کی یہ عبارت اِس بیان کو مؤید
ہے کہ ہمدریں سال بندگان حضرت بطائفہ سادات و علماء و مشائخ توجہ و التفات و لطف و عنایت فرمودہ
بصحبت و مجالست ایں طائفہ ولعی تمام داشتند کہ الآن بجہت زبونی طالع و بخت برگشتگی آنجماعۃ آں لطف
و آں عنایت نماندہ و زبان حال ایں بیکساں بیچارہ بایں ترانہ مترنم است **شعر** بخت برگشتہ یار برگردد
اے حسن زیں بتر چہ خواہد شد" + کبھی ایسے پکے نمازی کہ جمعہ و جماعات کے پابند ہو جاتے کہ خطبہ بھی حمد الٰہی
کا بروز جمعہ متضمن اظہار جلال و کبریائی نفس خود منبر مسجد جامع میں اپنی ہی زبان سے ادا فرماتے چنانچہ
نمونہ اُس خطبہ کا یہ چند شعر ہیں۔ **اشعار**

خداوندے کہ مارا خسروی داد	دل دانا و بازوئے قوی داد
بعدل و داد مارا رہنموں کرد	بجز عدل از خیال ما بروں کرد
بود وصفش زحدِ فہم برتر	تعالےٰ شانہ اللہ اکبر

اور کبھی ایام مقررہ میں منع ذبیحہ کا حکم عام اور آتش پرستی کا سرانجام چراغوں کی پوجا فرماتے۔ ماتھے
پر تلک لگواتے ہاتھوں میں راکھی بندھواتے تھے۔ کبھی مسائل شرعی کے مباحث درپیش ہوتے۔ کبھی ڈاڑھی
مونچھ ندارد بلکہ چار ابرو کا صفایا ہو جاتا۔ چنانچہ تزک جہانگیری مستندہ منکر صاحب کے دیباچہ میں مرزا محمد ہادی نے
لکھا ہے کہ مریم مکانی (والدہ ماجدہ اکبر بادشاہ) درسال ہزار و دوازدہ نقاب گزین خلوت نزہت گشت
حضرت عرش آشیانی (اکبر بادشاہ) موئے سر و ریش و بروت ستردہ لباس ماتم پوشیدند انتہی بلفظہ سنہ ۹۸۳ھ
میں ایک عبادتخانہ بنوایا تھا جس میں قال اللہ اور قال الرسول کا ذکر ہوتا تھا۔ مگر آخر عبادتخانہ کے حال میں
یہ شعر قصیدہ ملا شیری کا بطور نمونہ کے لائق غور ہے **شعر** دریں ایام دیدم جمع با اموال قارونی + عبادتہائے
فرعونی عمارتہائے شدادی + اور سنہ ۹۸۶ھ مطابق سنہ ۲۴ جلوسی میں پارسیوں کی تقلید تحریک سے محل معلے میں باہتمام

شیخ ابوالفضل سے آتشکدہ تعمیر ہوا۔ سنہ ۲۵ جلوسی میں بایام نوروز آگ اور آفتاب کو علانیہ سجدہ ہوتا تھا
شعر گر بت شکنی گاہ بمسجد زنی آتش + از مذہب تو گبر و مسلمان گلہ دارد + کا مضمون اس بادشاہ کی ذات
میں عیاں تھا۔ اس موقع پر یہ دو رباعی مناجات قدسی واردات شیخ ابوالفضل کی لائق ملاحظہ ناظرین کے
ہیں **رباعی** ایزد کہ تمام خلقت اشیا کرد + گستردہ زمین و آسماں پیدا کرد + شاہنشہ عہد را جہاں آرا کرد +
خورشید پئے تربیتش پیدا کرد + **رباعی** خورشید کہ قبلہ نظرگاہ من است + مقصود و مراد دل آگاہ
من است + از ہر چہ بود و سترش میدارم + زاں رو کہ مربی شہنشاہ من است + ہر مذہب و ملت کے
لوگ مثل سنی شیعہ یہود و نصاریٰ گبر ترسا فرنگی و ارمنی زندقہ و برہمن سیوڑہ و جینی وغیرہم جمع ہوتے
تھے کہ اکبرنامہ خلاصۃ التواریخ و تاریخ بدایونی وغیرہ میں درج ہے۔ اُنکے ساتھ صحبت مذاکرہ و اختلاط سے
اکبر بادشاہ کو نہ فقط سست اعتقادی نے گھیرا بلکہ دین مستقیم میں اس صحبت سے نئی نئی رخنہ اندازیاں اور
عجب عجب فتنہ پردازیاں ہونے لگیں۔ قرآن شریف مخلوق بتایا جاتا تھا پیغمبروں پر وحی کا آنا محال سمجھا
جاتا تھا۔ ولایت اور نبوت میں طرح طرح کے شک پیدا ہو گئے۔ آخر الامر ایک نئی شریعت پیشگاہ سلطنت
میں تجویز ہوئی جسکا کلمہ یہ تھا کہ لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ اور بجائے سلام علیک کے اللہ اکبر اور بجائے علیکم
السلام کے جل جلالہ کہنا تجویز ہوا۔ کما فی منتخب التواریخ وخزینۃ الاصفیاء وغیرہما اور اس دین بیدینی میں
کہ توحید الٰہی اس کا نام رکھا تھا۔ شراب پینا بقدر صحت بدنی حلال ہوا۔ اور مسئلہ تناسخ کا برحق قرار پایا۔ کسی شاعر
نے ایک قطعہ اُس نئے دین کے حسب حال اُسی زمانہ میں لکھا تھا جسمیں سے ایک شعر یہ ہے کہ **شعر** بادشاہ امسال
دعوائے نبوت کردہ است + چوں خدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شدن + چنانچہ اسکے آثار بھی مترتب
ہونے لگے تھے یعنی بجائے سلام کے سجدہ تعظیم دربار شاہی میں بنام زمین بوس قرار پایا۔ سال جلوس بادشاہ
کا نام سال الٰہی رکھا گیا۔ اللہ اکبر ہر کاغذ کی پیشانی پر لکھا جاتا تھا۔ روپیہ اشرفی کا سکہ جل جلالہ اللہ اکبر
ابھی تک ہندوستان میں بکثرت موجود ہے۔ کتنے ہی علماء و مشائخ پر بھی عہد سلطنت اکبر شاہی میں

بڑی مصیبتیں اور ایذائیں گزریں۔ چنانچہ ملا عبداللہ سلطانپوری کو جنکو عہد ہمایوں بادشاہ میں خطاب مخدوم الملکی تھا۔ اور شیخ عبدالنبی صدر الصدور کل ممالک محروسہ کو اکبر بادشاہ نے در پردہ جلاوطن کیا اور بظاہر واسطے حج و زیارت مکہ معظمہ کیطرف روانہ کردیا۔ جب کہ وہ پھر آئے تو قید کا حکم دیا۔ چنانچہ بیچارے مخدوم الملک نے خوف کے مارے گجرات ہی میں جان بحق تسلیم کی بلکہ صاحب خزینۃ الاصفیاء کا قول یہ ہے کہ انکو زہر دیا گیا تھا۔ اور شیخ عبدالنبی بھی قید ہی کی حالت میں مرگئے۔ شیخ قطب جلیسری کو مع اور درویشوں کے بکر کیطرف بھیجدیا تھا کہ وہ وہیں مرگئے۔ شیخ عدل کے پوتوں کو کہ وہ مشائخ جون پور کے تھے بلاکر اجمیر کو بھیجدیا تھا۔ اور بھی بہت سے درویشوں کو ادہر ادہر بھیجدیا تھا۔ اوائل میں اکبر بادشاہ نے ایک شیخ سے بیعت کی تھی۔ آخر اُن سے بھی انکار کیا۔ شیخ بدرالدین فرزند خاص بقول مصنف تاریخ فرشتہ کے سجادہ نشین جناب شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہما سے بھی باوجود اس قدر اعتقاد و ممنونی و اخلاص و اتحاد کے ایسی رنجش ہوگئی تھی کہ وہ بھی بے اطلاع بادشاہ کے ہندوستان سے مکہ معظمہ کو چلے گئے اور وہاں جاکر اس عالم فانی سے رخصت ہوگئے۔ شیخ عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے اپنی دانست میں صحیح صحیح اور دریا میں سے ایک قطرہ لکھا ہے۔ ہرگاہ کہ اکبر بادشاہ کے اطوار و اعتقاد نسبت اصل شریعت کے اور حسن سلوک ساتھ علماء و مشائخ طریقت کے ایسے تھے جو اوپر مذکور ہوئے تو اسپر عقلاً قیاس فرما سکتے ہیں کہ ایسے جامع الاضداد بادشاہ سے کسی مرد صالح کو منجملہ اولاد امجاد حضرت خواجہ بزرگوار کے محض بوجہ تشرف فرزندی کتنی توقع خیر رکھنی چاہیئے۔ بایں ہمہ غنیمت اور محل شکرگزاری ہی کہ بادشاہ ممدوح الصفات اگرچہ جناب شیخ حسین اجمیری کے ساتھ کہ وہ اولاد امجاد حضرت خواجہ بزرگوار اجمیری رضی اللہ عنہ سے تھے اول اول بدسلوکی سے پیش آئے اور ایک عرصہ تک نامہربانی رکھی۔ لیکن بالآخر اُن پر کمال مہربانی و نوازش فرمائی کہ قید سے بھی رہائی بخشی جلاوطنی سے پھر اُنکے وطن اجمیر شریف میں اُنکی مسند سجادگی و منصب تولیت پر بدستور انکو بحال و متمکن کردیا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء ۰۰

بیان احوال شیخ ابوالفضل

جناب وزارت مآب دبیر السلطنت موتمن الدولہ علامی فہامی شیخ ابوالفضل بن شیخ مبارک ناگوری اول درجہ کے عیار دنیادار اور امور دین میں محض ہیچکار اور بے اعتبار تھے اور ان بزرگ کے برادر بزرگ عالیجناب ملک الشعرا اعلم الفضلا شیخ ابوالفیض فیضی فیاضی اور بھی زیادہ دین کے کاموں میں مجمع شرور و مایۂ فتور غرضکہ ایک سے ایک زیادہ نور علی نور تھے اور یہ دونوں صفت تلبیس میں مثل معلم الملکوت مشہور اور اہل دین کو انکے اطوار سے قاطبۃً نفور۔ بادشاہ وقت کے مغوی نئے نئے دین کے مجتہد دین قدیم مذہب قویم میں مخل مقلدان شریعت کے عدو واقع ہوئے تھے۔ کذب و افترا ان کا اونے چٹکلا۔ تذلیل اہل عزت انکے بائیں ہاتھ کا ہتکھنڈا تھا۔ ہرچند کہ اصل میں ناگوری مگر آٹھوں گانٹھ کمیت تھے تذکرہ آغا حسین قلی خاں میں تحت ترجمہ شیخ فیضی کے یہ لکھا ہے کہ احوال کفر و الحاد و بسبب از راہ بردن بادشاہ کہ آن ہر دو برادر اکبر را اکفر ساختند بمفصل در کتب تواریخ مزبور و زبانی اکبر بادشاہ مرقوم است کہ در حالت مرض موت فیضی چوں بہ بدن او رفتم بانگ سگ بر من زد رویش ورم کردہ بود و لبہا تمام سیاہ شدہ۔ از ابوالفضل پرسیدم کہ مگر شیخ مسی مالیدہ است گفت نے اثر خون است کہ قے کردہ بود انتہی۔ ترجمہ بطور خلاصہ یہ ہے کہ اکبر بادشاہ کو جن دونوں بھائیوں فیضی و ابوالفضل نے دین سے بے راہ کیا تھا انکے کافر و ملحد ہونے کا حال تواریخ کی کتابوں میں مفصل لکھا ہوا ہے بلکہ اکبر بادشاہ کی زبانی یہ حکایت ہے کہ بادشاہ نے فرمایا جب کہ میں شیخ فیضی کے مرض موت میں اسکے دیکھنے کو گیا۔ تو وہ میرے اوپر کتے کیطرح سے بھونکا فیضی کا منہ سوج گیا تھا۔ اور ہونٹ کالے ہوگئے تھے۔ میں (بادشاہ) نے ابوالفضل سے پوچھا کہ کیا اسنے مسی ملی ہے عرض کیا کہ نہیں بلکہ خون کی قے کرتا تھا یہ اسکا اثر ہے فقط العیاذ باللہ تعالیٰ منہا منتخب التواریخ میں لکھا ہے کہ فیضی اپنے دسترخوان پر کئی کتوں کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھایا کرتا تھا۔ ایک بار عرفی شیرازی نے

پوچھا کہ این صاحبزادگان چہ نام دارند - کہا کہ یہیں نام عرفی - اُسنے جواب دیا کہ مبارک باشند - پھر اُسی تذکرہ میں لکھا ہے کہ شرح خباثت طینت او ازیں تاریخ ہویدا ست بیت فیضی بیدین چو مُرد سال وفاتش فصیح + گفت سگے از جہاں رفتہ بحالِ قبیح + اور یہ بھی اُسی تذکرہ میں ریاض الشعرا سے نقل کیا ہے کہ شیخ ابوالفضل برادر کہین شیخ فیضی بمنصب وزارت اعظم رسیدہ و بادشاہ از صحبتِ ایشان در شرائع سست اعتقاد واقع گشت" - یعنی شیخ ابوالفضل چھوٹا بھائی فیضی کا وزیر اعظم کے منصب پہنچ گیا تھا اور اکبر بادشاہ انہیں کی صحبت سے شریعت میں سُست اعتقاد ہو گیا تھا منتخب التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ علمائے وقت مثل مخدوم الملک مولانا عبد اللہ سلطانپوری سے ابوالفضل سرِ مجلس بحث و گرفت اُنکی تذلیل کیواسطے کیا کرتا تھا - اور جب کہ ابوالفضل کے مقابلہ میں کسی مجتہد کا قول نقل کیا جاتا تو وہ جواب میں کہتا تھا کہ فلانے حلوائی اور فلانے کفش دوز اور فلانے چرم گر کا قول ہمپر حجت نہیں ہے تمام علماء و مشائخ کا اُسکو انکار تھا (العزو فی الغار) بحث متعہ میں اکبر بادشاہ کے روبرو ابوالفضل نے

سلہ تمثیلاً درج کیا جاتا ہے کہ مولوی مراد علی بیمار مرحوم صاحب اخبار راجپوتانہ گزٹ نے اپنے جریدہ نامی نمبر ۲۸ - جلد ۱۲ مطبوعہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۰۰ ہجری میں بعنوان مقدمات باہمی صاحب سجادہ و حافظ محمد حسین صاحب خادم یوں لکھا ہے کہ (صاحب سجادہ نشین حال مورث اعلی خواجہ حسین صاحب علیہ الرحمۃ نے جو ایک بزرگ عالم و فاضل شخص تھے یہ دعوے کیا کہ میں خواجہ صاحب کا پوتا ہوں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ نے اُنکے دعوے کو تسلیم کر لیا تھا کیونکہ تمام اہل اسلام خواجہ موصوف کو شیخ وقت سمجھتے تھے مگر علامہ فیضی جو شہنشاہ کا وزیر (مصاحب) تھا در پردہ شیخ سے عداوت رکھتا تھا - صاحب سجادہ نشین کا بیان ہے کہ اُسکا باپ شیخ مبارک ہمارے یہاں کا غلام تھا جب وہ وزارت کے پایہ پر پہنچکر بڑا آدمی بن گیا تو اُسنے بادشاہ کے روبرو کہا کہ خواجہ حسین میرا بھائی ہے بادشاہ نے اجمیر میں جب آنے تو خواجہ سے پوچھا اُسکے جواب میں خواجہ موصوف نے فرمایا کل مؤمن اخوۃ یعنی تمام مسلمان بھائی ہیں یہ بات فیضی کو بُری معلوم ہوئی اور موقع پاکر بادشاہ کو شیخ کی طرف سے سخت بدگمان کر دیا اور بادشاہ کے دشمنوں سے سازشیں رکھنے اور بغاوت کا بہتان الزام لگایا گیا تھا وہاں یہ بھی کہدیا کہ وہ اولاد خواجہ صاحب کی نہیں ہیں - چنانچہ بادشاہ نے اپنے پیر شیخ سلیم چشتی کی معرفت تحقیقات کرائی - بھلا بادشاہ اور اُسکے وزیر کے خلاف کوئی کب دم مار سکتا تھا شیخ سلیم صاحب نے بھی غالبا ہوا کا رخ دیکھ کر کہدیا کہ خواجہ حسین حضرت خواجہ کی اولاد ثابت نہیں ہوئے غرضکہ یہ بڑا قصہ ہے الخ +)

علی ہذا القیاس صاحب تاریخ مناقب الحبیب یوں لکھتے ہیں - کاتب الحروف گوید کہ ابوالفضل و برادرش فیضی ہر دو مجاور درگاہ حضرت جدی الاعلیٰ خواجہ سلطان التارکین حمید الدین صوفی بودند چوں نصیب ایشان یاری کرد وہ علم و فراست یکتا بودند منظور نظر اکبر بادشاہ بردہ بعہدہ وزارت و ممتاز شدند - الغرض ابوالفضل مدام دعوے میکرد (بقیہ بر صفحہ ۳۱)

وہ روایتیں جو اُسکے باپ نے جمع کی تھیں سارے علماء کے معارض ہو کر پیش کیں۔ زبانی گفتگو میں شیخ عبدالقادر بدایونی سے خود شیخ ابوالفضل نے کہا تھا کہ طریقہ الحاد اختیار کرنے کو اسکا جی چاہتا ہے۔ اور ابوالفضل اکبر بادشاہ کے اشارے سے قاضی و صدر وغیرہ علماء سے دلیرانہ گفتگو کیا کرتا تھا اور انکی رسوائی اور ذلت میں کسی طرح کمی نہیں کرتا تھا۔ چند روز میں اُسنے ایک ایک کو ذلیل کر کے دربار سے نکلوا دیا تھا ایک شب ماہ محرم ۹۹۰ھ میں بادشاہ نے خان اعظم سے فرمایا کہ ہم نے تناسخ کے حق ہونے پر بہت سی دلیلیں قائم کی ہیں۔ شیخ ابوالفضل تم کو سمجھا دیگا۔ یعنی کہ وہ خارقِ دلائل سے دینی تھا۔ شیخ ابوالفضل کے شاگرد رشید پسر ملا مبارک نے ایک رسالہ در باب حقارت ارکان اسلام کے تصنیف کیا تھا۔ بتاریخ ۱۰۔ ذیقعدہ ۱۰۰۱ھ میں شیخ مبارک ناگوری مر گیا۔ تب اُسکے بیٹوں فیضی اور ابوالفضل وغیرہ نے تعزیت میں سر اور داڑھی مونچھیں اور بھنویں منڈائیں۔ اِس چار ابرو کی صفائی کی تاریخ ہے شریعت جدید (۱۰۰۱)۔ اور حضرت شیخ اجل محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بعض تالیفات میں تحریر فرماتے ہیں کہ "ویکی ازآنہا کہ دریں جزو زمان باب شاعری کشادہ و داد سخن دری دادہ فیضی آگرہ است کہ در فصاحت بلاغت و رزانت سخن ممتاز روزگار بود

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۰) و پیش اکبر شاہ اظہار میسنمود کہ دیوان مخدوم خواجہ حسین خواجہ زادہ سجادہ نشین برادر خالہ زاد من ہستند۔ چوں اکبر بادشاہ در اجمیر شریف آمد ابوالفضل ہم ہمراہ او بود چوں بملاقات خواجہ حسین رفتند۔ بادشاہ پرسید کہ یا حضرت شیخ ابوالفضل برادر خالہ زاد شما ہست فرمودند کل مؤمن اخوۃ بادشاہ بفراست دریافت کہ شیخ ابوالفضل دعوئے دروغ کردہ است چوں اور از یں معنی اطلاع شد بغایت ندامت اورا حاصل شد و ازاں روز عداوت و کینہ از خواجہ حسین در دل داشت تا وقتے تابو یافتہ پیش اکبر بادشاہ گفتند کہ خواجہ حسین میخواہد کہ لشکر جمع کردہ بر سر تو آید و ترا از تخت دور کردہ خود بادشاہ دہلی شود بادشاہ گفت مرا چگونہ اعتبار ایں معنی آید کہ راست ہست یا دروغ۔ گفت راجہائے ہندوستان مثل راجہ جودہپور و بیکانیر و جے پور موجود اند و در صلاح مذکور شامل با واند و برائے سلام و ہر روز بلا ناغہ میروند و زیادہ از حد معتقد وے ہستند اوشاں را امر فرمائید کہ سر خواجہ حسین بریدہ پیش شما آرند اگر اوشاں اقرار کنند بدانید کہ من کاذب ام و اگر انکار کنند در دعوے صادق ام بادشاہ را ایں معنی پسند آمد و ہر سہ راجہائے مذکور را طلبیدہ ہماں سخن گفتند اوشاں عرض کردند بادشاہ سلامت اگر سرمایاں و مال و دین و دیگر اقربا وغیرہ باید بے تامل بحکم حضور حاضر کنیم اما ایشاں چوں مرشد حق و مقبول خدا و جائے ادب ایمان ما اند ایں معنی از ما یاں ہرگز ہرگز نخواہد شد کہ ایں جا اصحاب ہر ہندو و مسلمانست بادشاہ را شک پیدا شد و در صداقت سخن ابوالفضل قرار کرد خواجہ حسین را حکم کرد کہ از اجمیر شریف بیروں رفتہ بمکہ و مدینہ رود خواجہ حسین چوں بے تعلقی داشت و زن و فرزند نبود با چند خادمان در مکہ رفتہ ساکن شد و چند سال در انجا بزیارت حرمین الشریفین مشرف گشت و ابوالفضل را حسب لخواہ مدعا حاصل۔ بادشاہ را گفت حویلی خواجہ حسین را از پا بیندا ختہ در انجا مسجد اکبری بنا کرد چنانچہ آں مسجد در میان بلند دروازہ و نقار خانہ سمت مغرب ہنوز موجود و نا آباد است۔ فقط ۱۲ محمد مصباح الدین

ولیکن حیف است کہ بسبب تو غل و ہبوط در ناویہ کفر و ضلالت رقم رد و انکار وا بار بر خود کشیدہ است و زبان اہل دین و ملت و دوستان و منتسبان جناب نبوت از بردن نام شُے و جماعۃ شوم وے باک دارد تاب اللہ علیہم ان کانوا مؤمنین۔ یعنی اپنے زمانہ کے شاعروں میں فیضی فصاحت و بلاغت میں ممتاز ہے مگر افسوس ہے کہ بسبب اُس کے کفر و گمراہی کے اہل دین اور جناب نبوت کے دوستوں کی زبان کو فیضی اور اسکی جماعت مثل ابوالفضل کا نام لینے میں خوف یا مضائقہ ہے اللہ تعالیٰ انکو معاف کرے اگر وہ مسلمان ہیں فقط یعنی مسلمان ہونا اُن کا یقینی امر نہیں ہے فقط اور علاوہ اُس سرکشی کے جو ابوالفضل نے علما و فضلا کی جناب میں کی بعض اولیاء کرام و قطب زمانہ مثل حضرت میراں سید حسین خنگ سوار اور حضرت شاہ مینا لکھنوی رحمۃ اللہ علیہما کی حضرات میں بھی بیباکی اور شوخی سے باز نہ آیا کہ مختصر بیان اُسکا عنقریب ذیل جواب انتخاب اکبر نامہ میں لکھا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ بلکہ اسی ضمن میں شیخ ابوالفضل اپنے پیر و مرشد برحق و خلیفہ مطلق یعنی اکبر بادشاہ کی خدمتگزاری سے بھی نہیں چوکا۔ اور رکن اعظم سلطنت خان اعظم بسبب اختلاف مسائل و معتقدات دینی کے شیخ ناگوری کی بدولت صوبہ داری گجرات چھوڑکر براہ دریا مکہ معظمہ کو بھاگ گئے یہ خان والاشان اکبر بادشاہ کے دودھ شریک بھائی بھی تھے۔ اور ایسی ہی بدسلوکی و فتنہ پردازی شیخ ابوالفضل سے اپنے مرشدزادہ آفاق سلطان سلیم یعنی جہانگیر بادشاہ کے ساتھ بزمانہ اُنکی ولیعہدی کے سرزد ہوئی یہانتک کہ ایسی ایسی عادتوں کی بدولت شیخ ابوالفضل نے اپنا سر بھی تصدق کیا اور جان دیدی **مصرع** جس طرف ہو عزم پورا چاہیئے ✦

کیفیت قتل شیخ ابوالفضل

کیفیت قتل شیخ ابوالفضل کی بطور اختصار خاص قلم و زبان جہانگیر بادشاہ سے جو تو زک جہانگیری میں درج ہے نقل کیجاتی ہے کہ "در آخر عہد پدر بزرگوارم شیخ ابوالفضل را کہ ظاہر خود را بزیور اخلاص آراستہ بقیمت گران بہ پدرم فروختہ بود اند کن طلب داشتند و چوں خاطر او بمن صاف نبود و ہمیشہ درباطن و ظاہر سخنان غم کو ریساخت

و در ایام خاطر مبارک والدم اکبر بادشاه از من جہانگیر بادشاه آزردگی داشت و یقین بود که اگر ابوالفضل دولت ملازمت دریابد باعث زیادتی آن غبار خواہد گشت و مانع دولت مواصلت گردیده کار بجاے خواہد رسانید که بضرورت از سعادت خدمت محروم باید گردید باراجه نرسنگه دیو بوندیله پیام فرستادم که راه بر او (ابوالفضل) بست و او را بقتل آورده سر او را در اله آباد نزد من فرستاد من بے دغدغه عزیمت آستان بوسی پدر خود کردم انتہی۔ اور ایک عمده ثبوت زیاده گوئی اور دریده دہنی ابوالفضل کا یہ ہے کہ شیخ عبدالنبی صدر الکل کو اکبرنامہ میں نہایت کم استعداد اور نے طالب علم و احمق و زبان دراز و نخوت فروش لکھا ہے کہ انتخاب اسکی عبارت کا مندرجہ صفحه ۲۴۳ جلد سوم اکبرنامہ مطبوعہ یہ ہے کہ "درینولا که خرد بلند پایگی یافت و تشخیص را روز بازار پدید آمد شیخ عبدالنبی و ملا عبداللہ سلطانپوری که از فسانہ طرازی و دستان سرائی و پیش آمدن ساده لوحاں کارناشناس پیشوائی جا گرفته در نفس پرستی و طبیعت پرستاری کام فراخ میزدند پرده کار ایشاں برداشته آمد و دریافته شد که بجز اوائل مقدمات رسمی که اسافل صف نشینان بساط تحصیل گرد آورند چیزے نیندوخته اند و بغیر زبان درازی و نقل فروشی که آئین بے دانشان است نمی شناسند و با اینهمه تهیدستی از دادار پرستی و حق پژوہی کمتر نصیبه برداراند و غرور افزائی بجنبه فروشی را بزرگی حال و گزیدگی منزلت خیال کنند انتہی"۔ اور یہ وہی شیخ عبدالنبی ہیں که ابوالفضل کے بڑے بھائی شیخ فیضی نہایت توصیف انکے علم و کمال کی تحریر فرماتے ہیں۔ چنانچه اشعار آبدار شیخ فیضی کے جو که ایک مسجد کے پیش طاق پر نصب تھے جسقدر که بعد اندراس اور شکستگی کے باقی ہیں یہ ہیں جسکو شبہہ ہو دہلی قدیم کی عمارات کہنہ میں جاکر دیکھ لے

قطعه

فی زمان الخلیفة الاکبر + ابد اللہ ذاته النفاع + قد بنی بقعة مقدسة + مثلہا لا یکون فی الاقطاع + شیخ الاسلام زائر الحرمین + شیخ اهل الحدیث بالاجماع + شیخ عبدالنبی نعمانی + معدن العلم منبع الانفاع + سال تاریخ این بنا فیضی + سأل العقل قال خیر بقاع ۹۸۳ + مقام حیرت ہے کہ جس شخص کے حق میں بڑے بھائی فیضی

یعنی شیخ فیضی ایسے الفاظ جیسے شیخ الاسلام اور معدن العلم اور شیخ اہل الحدیث اور وہ بھی بالاجماع مسخر فیستے رہیں۔ انھیں کو چھوٹے برادر شیخ ابو الفضول احمق اور بے علم و مغرور و غیرہ الفاظ سخیفہ سے یاد فرماتے ہیں بہ جملہ کلام ان دونوں بھائیوں کے درمیان ایک میں خطا ضرور ہی پس ایسے فن و فنون نادرہ کار قلموں نگارے وقائع و مدح و ذم کا کیا اعتبار ہی۔

کیفیت کتاب اکبر نامہ

اگرچہ یہ تاریخی مجموعہ علی الخصوص سوانح سلطنت اکبر بادشاہ کا ہے اور اس کتاب کو شیخ ابو الفضل نے اکبر بادشاہ کے حکم سے لکھا ہی۔ لیکن حال یہ ہو کہ خود اکبر بادشاہ کے واقعات سلطنت ابتدائے تخت نشینی سے اٹھارہ انیس برس تک مطلق لکھے ہی نہیں جاتے تھے۔ ۱۹ سنہ جلوسی میں اکبر بادشاہ کے حکم سے واقعات آئندہ لکھنے شروع ہوئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد شیخ ابو الفضل کو اکبر نامہ لکھنے کا حکم ہوا اُسوقت پچھلے حالات کی تلاش میں بڑی مشکل پیش آئی۔ کچھ احوال لوگوں سے سن سن کر جمع کئے اور کسیقدر خانگی یادداشتوں سے جو متفرق کہیں کہیں سے بہم پہنچیں فراہم ہوئے۔ اور خطوط و احکام دفراہیں جابجا سے اصل و نقل منگوائے گئے اور چونکہ جزئیات ہر زمانہ میں بے انتہا ہوتے ہیں پس تفصیل تمامی احکام سلطنت اور چھوٹے چھوٹے واقعات اور ادنے ادنے معاملات کا لوگوں کو صحیح یاد رہنا قوت حافظہ بشری سے زیادہ ہے۔ لہذا گزشتہ واقعات جو لوگوں سے سُنے سنائے جمع ہوئے وہ آپسمیں مختلف اور متناقض تھے۔ چنانچہ ابو الفضل کو اس اختلاف و تناقض اخبار و آثار کا اکبر نامہ میں خود اقرار ہے۔ اور یہ جو معجز نمائی قوت حافظہ و ذہن ثاقب اکبر بادشاہ کی شیخ ابو الفضل نے لکھی ہو کہ بادشاہ کو اپنی ایک برس کی عمر سے لیکر اب تک سب حالات بخوبی یاد ہیں میں نے مختلف واقعات کا شبہہ بادشاہ سے کئی مجلسوں میں پوچھ پوچھ کر رفع کرلیا تھا سو یہ اعتقاد شیخ ابو الفضل کو ضرور ہوگا کیونکہ وہ مرید خاص حضرت اکبر بادشاہ کے تھے۔ لیکن اور عقلاء کو ایسا عقیدہ نسبت حافظہ بادشاہ کے نہیں ہوسکتا ہو خلاصہ یہ کہ قریب نصف

زمانہ سلطنت اکبر شاہی کے حالات اکبرنامہ میں ایسے درج ہوئے ہیں جنکا مدار وہی سُنی سنائی حکایات
اور افسانہائے مختلفۃ الروایات اور متناقض العبارات اور خانگی یادداشت وغیرہ ہیں۔ اور اسپر شیخ علامی
ابوالفضل ناگوری کی زبان آوری ستمزادہ ہے جسکی آتش زبانی کے آگے سوکھی گیلی سب ایکساں جلتی
تھی۔ پس لفظاً و معنیً صحت اکبرنامہ کی معلوم۔ اور یہ واقعہ تحقیقات اولاد حضرت خواجہ بزرگوار کا
سنہ ۲۱ جلوسی میں ہوا تھا جسکے تخمیناً چھ برس بعد دفتر وقائع قائم اور تحریر ہونا شروع ہوا تا بہ تصنیف
اکبرنامہ چہ رسد۔ اور اگر کوئی حضرت یہ خیال فرمائیں کہ شیخ نے اکبرنامہ کو مرتب نہیں کیا۔ مگر بعد سنانے
اور تصدیق کرا لینے کے اکبر بادشاہ سے تو ہم اُنسے سند اسکی صحت کی طلب کرینگے۔ کیونکہ اکبرنامہ سے
یہ ثابت نہیں ہوتا کہ شیخ نے مسودات اکبرنامہ بادشاہ کو حرفاً حرفاً سنا دیئے تھے۔ بلکہ بادشاہ نے
سنانے کا حکم بھی دیا تھا۔ لیکن شیخ نے نہیں لکھا ہے اور بالفرض وہ حکم بھی اگر عمل میں آیا ہو تو یہ اسماع شامل
اس مجموعہ موجودہ اکبرنامہ کیواسطے نہیں ہوسکتا کیونکہ بادشاہ نے قبل از تمام ہونے کتاب کے دوبارہ یہ فرمایا
کہ جسقدر مسودات اب تک تیار ہوئے ہیں وہ ہمکو سنا دیئے جاویں اور جو بعد اسکے کچھ لکھا جاویگا وہ اسی
سُنے ہوئے مسودات میں شامل کردیا جاوے۔ اور تفصیل حقائق احوال اور جزئیات اسطرح کہ کوئی امر بھی
باقی نہ رہے فرصت کے وقت لکھدیا جاوے فقط) بعد ذکر بادشاہ و وزرا اور اُنکی کتاب کے میں اقوال منکر صاحب
کے نقل اور اسکے جوابات لکھنے شروع کرتا ہوں۔ باللہ التوفیق۔

قولہ خلاصہ اس کتاب کا یہ ہے کہ حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ۔ حضرت خواجہ معین چشتی
رضی اللہ عنہ سے نہایت معتقد تھے کئی بار پیادہ زیارت کیواسطے اجمیر شریف لائے **اقول** سبحان اللہ
یہ پہلا قول منکر صاحب کا ہی کہ جسمیں نام نامی بھی حضرت خواجۂ دو جہاں کا پورا نہ لکھا۔ ہم کو توقع نہیں کہ منکر صاحب
کسی بات میں پوری ڈالیں اُدھر یہ تکمیل کہ حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور ادھر یہ اختصار کہ حضرت
خواجہ معین چشتی رضی اللہ عنہ **شعر** ڈیڑھ جز میں بھی رہا مطلع و مقطع غائب ۔ غالب آساں نہیں صاحب یوں ہی ہونا

اور حال حسن اعتقاد حضرت بادشاہ کا ساتھ مذہب اسلام کے پیشتر مفصل لکھا گیا ہے۔ پس اعتقاد حضرت خواجہ کا بغیر تکمیل اعتقاد مسلمانی کے بیفائدہ ہے۔ اور پیادہ پا آنا نہ فقط دلیل اعتقاد فوق الحد زیارت کرنے والے کے ہے بلکہ واقعی شرف و فضیلت مزار مبارک حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کی وہ ہے کہ اگر سر کے بل کوئی آئے تو زیبا ہے۔ اور یہ پیادہ آنا کچھ مخصوص بوجہ حسن عقیدت مرید اکبر بادشاہ کے نہیں ہے جس پر منکر الزامی ناز فرماویں بلکہ اکبر بادشاہ سے بہت پہلے اور پیچھے بھی کئی امراء عالی مقام اور بادشاہان عظام پیادہ پا حاضر ہوئے ہیں چنانچہ مرأت سکندری میں لکھا ہے کہ خان ظفر نشان ظفر خان بانی سلطنت گجرات ماندو سے بقصد زیارت حضرت خواجہ بزرگ کے ۷۹۵ھ میں اجمیر کو روانہ ہوئے۔ تین کوس سے پیادہ چلکر زیارت سے مشرف ہوئے۔ یہ واقعہ دور سلطنت اکبری سے دو سو برس پیشتر کا ہے۔ اور جہانگیر بادشاہ کا پیادہ پا آنا رسالہ منکرہ میں بھی توزک جہانگیری سے منقول ہے۔ اور ماثر عالمگیری میں لکھا ہے کہ اورنگ زیب بادشاہ یکم ربیع الاول ۱۰۹۱ھ میں اندرپور سے اجمیر پہنچے۔ اول پیادہ پا روضہ مبارک میں حاضر ہو کر زیارت کی۔ بعد اس کے دولتخانہ کو تشریف لیگئے۔ اور توزک جہانگیری میں خود جہانگیر بادشاہ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں میں سوراخ کر کے انمیں موتی ڈلوائیے اور حلقہ بگوش (غلام) حضرت خواجہ بزرگوار کا بنگیا۔ کہ یہ امر اکبر بادشاہ سے بھی نہ ہوا تھا۔ **قولہ** لاکھوں روپے نذر کے خادم صاحبان درگاہ کو دئیے **اقول** منکر صاحب کو شاید یاد نہوگا۔ یہ دعوے کہ انتخاب ہر ایک کتاب کا بے کم و زیادہ کے فرما دینگے اور خلاصہ مطلب بھی کتاب کے لفظوں میں لکھینگے۔ کیونکہ تمام اکبر نامہ سے ستائیس مختلف عبارتیں منکر صاحب نے نقل فرمائی ہیں مگر کسی ایک عبارت میں بھی لاکھوں روپے نذر کے خادم صاحبوں کو دینے نہیں لکھے۔ لہذا ہم نے اپنے وعدے کیموافق یاد دلادیا ہے کہ یہ پہلی بسم اللہ حافظ صاحب نے غلط کی **قولہ** اجمیر میں شہر پناہ اور محل شاہی تعمیر کرائے جسکو اب میگزین کہتے ہیں درگاہ کے آگے بازار بنوایا اکبری مسجد[1] بنوائی **اقول** اگرچہ

---

[1] فی الحال ۱۳۲۵ ہجری میں اس مسجد میں مدرسہ عالی درگاہ کے خرچ سے قائم ہے اور بعض نمازی مسجد جامع کے بجائے ہوتے اسمیں جمعہ کی دوسری جماعت پڑھ لیتے ہیں ۱۲

کسی عبارت اکبر نامہ سے منکر صاحب نے تعمیر بازار کا ذکر نقل نہیں فرمایا ہے مگر اپنی طرف سے اس ردو خلاصہ
میں درگاہ کے آگے جناب منکر نے بازار بھی بنوادیا کہ یہ دوسری خلاف عدگی ہے اور اگرچہ اکبری مسجد
کی بنیاد خیالی عنوان بھی ڈلنے کا حال شیخ ابو الفضل نے وقایع ۱۴ سنہ جلوسی مطابق ۹۷۸ھ میں درج فرمایا ہے
مگر صاحب مناقب الحبیب کی تحریر سے کما حقہٗ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۹۸۴ھ مطابق ۲۲ سنہ جلوسی میں جبکہ
جناب خواجہ حسین کو رخصت سفر حجاز ہوئی۔ اُنکے جانیکے بعد اُنہیں کی حویلی مسمار کرا کے بصلاح شیخ
ابو الفضل کی اکبر بادشاہ نے یہ ثواب کمایا کہ بجائے حویلی کے اکبری مسجد کو بنوایا جسمیں شاید عہد اکبر شاہی
میں نمازیوں کی کوئی جماعت قائم ہوئی ہوگی۔ بعد اسکے ...... اس مسجد میں نام خدا فقط اللہ کا نام دیکھا ہے
شاید منکر صاحب واسطے ایصال ثواب بارواح ابو الفضل و اکبر بادشاہ کبھی اکبری مسجد میں جاکر فاتحہ پڑھ
آتے ہونگے واللہ اعلم **قولہ** جب اجمیر آئے عرصہ تک قیام فرمایا۔ اجمیر اور یہاں کے لوگوں کے حالات سے بخوبی
واقفیت حاصل کی **اقول** یہ بھی غلط ہے۔ اول اس سبب سے کہ لفظ عرصہ تک منکر صاحب نے مغالطہ عوام
کے واسطے ایسا لکھ دیا ہے جس سے ایک مدت ممتد اور زمانہ دراز بھی سمجھا جاتا ہے حالانکہ عبارات اکبر نامہ
منقولہ منکر صاحب سے یہ ثابت ہے کہ اکبر بادشاہ جب تشریف لائے کبھی بیس دن کبھی پندرہ دن کبھی دس
دن کبھی ایک ہفتہ کبھی صرف ایک دن اجمیر میں توقف فرمایا۔ پھر کوچ کر دیا۔ چنانچہ منکر صاحب نے بھی صفحہ ۱۱
رسالہ منکرہ پر کئی دن ٹھہرنا بادشاہ کا لکھا ہے برخلاف اسکے یہاں لفظ عرصہ کا لکھدیا ہے۔ اس لفظ عرصہ
تک کے لکھنے میں جناب منکر نے مزید اعتقاد کا شاید لوگوں کو یقین دلانا چاہا ہے اور یہ بھول گئے کہ ابتدائے
۲۳ سنہ جلوسی سے تخمیناً بائیس برس تک اکبر بادشاہ نے اجمیر شریف کی طرف بھی رخ بھی نہ کیا یا یہ شورا
شوری تھی یا وہ بے نکی۔ اور منکر صاحب نے یہ جو لکھا ہے کہ لوگوں سے بخوبی واقفیت حاصل کی یہ بھی بالکل
وضعی اور طبع زاد ہے۔ اکبر نامہ کی کسی عبارت میں یہ مضمون نہیں لکھا ہے۔ خدا جانے حافظ صاحب عمداً
فراموش اپنے اس قول کو یاد کیوں نہیں رکھتے ہیں کہ خلاصہ اُسی کتاب کے الفاظ سے لکھا جاویگا **قولہ**

اکبر بادشاہ کے روبرو شیخ حسین نے جو دیوان حال درگاہ کے مورث تھے دعوے خواجہ صاحب کی اولا
ہونے کا کیا مگر خادم صاحبان درگاہ نے کہا کہ یہ اولاد خواجہ صاحب کی نہیں ہیں۔ **اقول** کیا کہنا ہے
حافظ جی صاحب منکر کا کہ اپنی اولین سندی کتاب یعنی اکبر نامہ کے خلاصہ میں حافظوں کی طرح ٹھوکریں
کھانے لگے اور اپنے اُس عہدہ کو بھی بالکل بھول گئے کہ اپنی طرف سے کچھ کم و زیادہ نہیں کرونگا۔ الخ اگر جناب منکر کو
باوجود حافظ ہونیکے بصیرت نہیں تو کسی اہل بصارت سے پڑھوا کر پوچھ لیا ہوتا کہ اکبر نامہ کی اس عبارت
کا مطلب کیا ہے۔ کیونکہ کتاب مذکور کی عبارت کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ جناب شیخ حسین اجمیری نے اکبر
بادشاہ کے روبرو خواجہ صاحب کے اولاد ہونے کا دعوے کیا تھا۔ وہ عبارت رسالہ منکرہ کے صفحہ ۱۷ پر اس
طرح لکھی ہے کہ " جمعے کہ دعوے فرزندی خواجہ داشتند۔ و عہدہ تولیت بایشان مفوض بود و ریاست این
طائفہ شیخ حسین داشت " الخ چونکہ جناب منکر کو ترجمہ کرنا نہیں آتا ہے اور طرفداری اُنکی اہل طائفہ یعنی
خادم صاحبوں کے اُنکو ناحق تحریف کی طرف کھینچے لاتی ہے یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ[لہ] اسواسطے
بندہ درگاہ ترجمہ اُس عبارت کا لکھتا ہے ناظرین ملاحظہ فرماویں۔ کہ اس ترجمہ اور منکر صاحب کے ترجمہ میں زمین
آسمان کا فرق ہے۔ **ترجمہ**" جو لوگ کہ دعوے فرزندی حضرت خواجہ کا رکھتے تھے اور خدمت تولیت
(درگاہ شریف) بھی اُنہیں کو سپرد تھی اور اس گروہ کی افسری (سجادہ نشینی) شیخ حسین کو تھی " فقط اس
کہیں یہ نہیں لکھا کہ بادشاہ کے روبرو جناب شیخ حسین نے دعوے فرزندی کا پیش کیا تھا۔ جیسا کہ منکر
صاحب نے سمجھا ہے اور فقرہ " جمعے کہ دعوے فرزندی داشتند " کو بمعنی شیخ حسین کہ روبرو اکبر بادشاہ دعوے
فرزندی کردہ بود۔ استعمال کرنا فقط جناب منکر کا کام ہے نہ کہ کسی اور منصف غیر متعصب کا۔ اور ناظرین
خیال رکھیں کہ جناب منکر صاحب کو خود بھی اسقدر اقرار ہے کہ جناب شیخ حسین اجمیری سجادہ نشین سابق
دیوان جی صاحب حال کے مورث تھے فقط اس کا نتیجہ انشاء اللہ تعالیٰ کسی موقع پر کچھ عرض کیا جاوے گا

لہ کلمات کی تحریف کرتے ہیں اُنکی جگہ سے ۱۲۔

اور اس فقرہ میں بھی منکر صاحب نے پھر بالتفصیل کے تہذیب لباسی لقب و نام سجادہ نشین حال و اُنکے مورث کا کمال بے تعظیمی سے ادا کیا ہے۔ اور اسی فقرہ میں تبقاضائے طرفداری اپنے اہل طائفہ کو بلفظ خادم صاحبان یاد کیا ہے۔ چھوٹا منہ بڑی بات اسی کا نام ہے **قولہ** بادشاہ نے اس جھگڑے کی تحقیقات فرمائی ضرور خیال کر کے معتبر اور منصف آدمیوں کو مقرر کیا کہ اُسکی کامل تحقیقات کر کے جو اصلی حال ہو اُس سے بادشاہ کو اطلاع دیں **اقول** اسمیں بھی جناب منکر نے اپنے وعدہ کو بھولکر لفاظی کو کام فرمایا یعنی اکبر نامہ میں صرف اسقدر لکھا ہے کہ بادشاہ نے تحقیق حال کا ارادہ کیا فقط منکر صاحب نے جھگڑا بھی اُسمیں لگا دیا اور ضروری بھی اپنی طرف سے لکھ دیا۔ **قولہ** اُن لوگوں نے نہایت محنت کر کے تحقیقات کی اور اُنکو جو حال معلوم ہوا وہ بادشاہ سے عرض کیا **اقول** اس فقرہ میں بھی نہایت محنت سے تحقیقات کرنا منکر صاحب کا طبع زاد مضمون ہے۔ اکبر نامہ میں اسطرح نہیں لکھا ہے چنانچہ عبارت[۱] اکبر نامہ مندرجہ صفحہ یازدہم رسالہ منکرہ شاہد حال موجود ہے **قولہ** اُنکی تحقیقات کا خلاصہ بادشاہ نے یہ تحریر فرمایا کہ (دعوائے فرزندی اصلے نداشت) **اقول** اوپر کے دو فقروں میں جو غلطی ترجمہ اور زیادتی الفاظ کی فرمائی اس سے اصلی مدعا میں بہت فرق نہیں پڑا تھا مگر اس فقرہ میں تو کچھ کا کچھ لکھ دیا۔ یعنی اکبر نامہ میں اسطرح سے لکھا ہے کہ بعد بہت سی پیروی کے ظاہر ہوا کہ دعوئے فرزندی کا بے اصل تھا اور جناب منکر الزمانی یوں تحریر فرماتے ہیں کہ اُن (معتبروں) کی تحقیقات کا خلاصہ بادشاہ نے یہ تحریر فرمایا کہ دعوے فرزندی الخ **مصرع** تفاوت از زمین تا آسمان است ٭ مگر منکر الزمانی نے

---

[۱] (دہونہا) ریاست ایں طائفہ شیخ حسین داشت۔ تمام زرہائے نذر را متصرف مے گشتند۔ ومیان او و مجاوراں آں بقیع مقام مناقشہ و نزاع بہم رسید و منجر بآں شد کہ مشائخ مزار را کہ متصدی تولیت روضہ و اوقاف بودند دعوے فرزندی تکذیب کردند و ایں گفت و شنید مدتے درمیان بود۔ آنحضرت خاطر اشرف را بر تحقیق حق و استکشاف احوال نفس الامر گماشتہ ثقات عدول را برآں داشتند کہ از قرار واقع تحقیق نمودہ بعرض اشرف رسانند بعد از پیروی بسیار ظاہر شد کہ دعوئے فرزندی اصلے نداشت الخ ۱۲ محمد مصباح الدین۔

جہلائے زمانہ کے سمجھانے کو یہ مضمون بطور ایک قضیہ کے لکھا ہے کہ جیسا کچہریوں میں سوال
جواب تحقیقات ہو کر فیصلہ پاتا ہے یعنی گویا کہ جناب شیخ حسین اجمیری نے بابت اولاد میں ہونے حضرت
خواجہ بزرگ کے اپنی حق رسی کے لیئے اکبر بادشاہ کے روبرو عرضی دعوے پیش کیا اور خادم صاحبوں نے
اُسکے انکار میں جواب دعوے لکھا۔ بادشاہ کے حکم سے معتبر آدمیوں نے تحقیقات کی جسکا خلاصہ بادشاہ نے
یہ تحریر فرمایا کہ "دعوے فرزندی اصلے نداشت"۔ اِسکے بعد منکر صاحب نے لکھ دیا ہے کہ دعوے مدعی کا خارج
ہوا فقط حالانکہ یہ سب غلط نمائیاں منکر صاحب کی ہیں۔ نہ کسی نے عرضی دعوی بادشاہ کے روبرو پیش کیا
نہ اُسکے مقابلہ میں کسی نے جواب دعوے داخل کیا نہ بادشاہ نے تحقیقات کمیشن (محققین) کا خلاصہ لکھا
واسطے ثبوت اِن اختلافات کے ملاحظہ عبارت اکبرنامہ مندرجہ صفحہ ۱۱ منکرنامہ کافی ہے **شعر** خوش
بود گر محک تجربہ آید بمیاں + تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد + **قولہ** شیخ حسین صاحب کے اولاد
ہونیکے دعوے کا یہ فیصلہ ہوا کہ اُنکا دعوے خارج ہوا۔ **اقول** عجب حال ہے کہ منکر صاحب عدہ لقوم ترش
نہ اپنے قول قرار سابق کے پابند رہتے ہیں اور نہ اپنے بیان لاحق کو یاد رکھتے ہیں۔ اولاً یہ بیان اکبرنامہ کا
نہیں ہے۔ ثانیاً ابھی جس عبارت کو کہ خلاصہ تحقیقات اکبر بادشاہ کا تحریر فرمایا ہوا لکھا تھا اُسی کو اب
فیصلہ و حکم اخیر بادشاہ کا بیان فرماتے ہیں۔ ثالثاً یہ نتیجہ عبارت بلکہ نتیجہ تحقیقات طبع زاد منکر صاحب
کا ہے۔ حالانکہ دیباچہ میں یوں لکھ چکے ہیں کہ دیکھنے والے خود نتیجہ نکال لیں گے۔ الغرض منکر صاحب کسی
ایک بات پر قائم نہیں رہتے **قولہ** دوسرے یہ بات ہوئی کہ عہدہ تولیت اُنکو سونپ دیا تھا۔ اِسمیں جو
خادم صاحبوں کے واسطے نذر کا روپیہ آتا تھا وہ شیخ حسین کھا جاتے تھے اِسکے عوض وہ متولی کے
عہدہ سے موقوف ہوئے۔ اور اپنی ناہنجاری کے سبب قید کیئے گئے۔ اور شیخ محمد بخاری اُنکی جگہ مقرر
ہوئے۔ **اقول**۔ اِسمیں بھی جابجا دھوکا بازیاں اور غلط اندازیاں جناب منکر صاحب نے ثبت فرمائی ہیں
اول یہ جو منکر صاحب نے لکھا ہے کہ دوسرے یہ بات ہوئی الخ برخلاف وعدہ سابقہ ہے اکبرنامہ کے الفاظ

کے موافق نہیں ہے **دوسرے** ابوالفضل نے اکبرنامہ میں لکھا ہے کہ عہدۂ تولیت جناب شیخ حسین کو سپرد تھا جو کہ قدامت تولیت پر دلالت کرتا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ لکھا جاوے گا کہ عہدۂ تولیت انکا موروثی تھا۔ مگر منکر صاحب لکھتے ہیں کہ سونپ دیا تھا جس سے تھوڑی مدت اور عارضی خدمت بھی سمجھی جاسکتی ہے **تیسرے** اکبرنامہ میں یہ نہیں لکھا کہ نذر کا روپیہ خادم صاحبوں کے واسطے آتا تھا مگر منکر صاحب کہ وہ خود خادم صاحب بھی ہیں۔ اکبرنامہ میں تصرف کرکے طرفداری کی بدولت نذرانہ کا روپیہ فقط خادموں کے لیے بتلاتے ہیں یہ مثل سچ ہے کہ اول خویش بعدہٗ درویش **چوتھے** قید ہونے کا مضمون تمام اکبرنامہ کے انتخاب کا آخری مضمون ہے، چنانچہ رسالہ منکرہ کے صفحہ ۱۹ پر بھی سب عبارات اکبرنامہ سے پیچھے لکھا ہے اور اسیطرح شیخ ابوالفضل نے اپنی تاریخ کے سب حالات متعلقہ الباب سے ناہنجاری کا اظہار کیا ہے مگر منکر الزمانی کہ ساتھ اولاد امجاد حضرت خواجہ بزرگوار کے حسد میں چند قدم شیخ ابوالفضل سے بھی آگے ہیں قید کا تذکرہ بھی اسکے بیچ میں لے آئے اور ناہنجاری کو بھی آخر نہ چھوڑا۔ بلکہ ذکر تقرر حضرت شیخ محمد بخاری سے بھی پہلے نفظلی ناہنجاری کو ظاہر فرمایا اس موقع پر میں صحیح خلاصہ ترجمہ اکبرنامہ کا لکھتا ہوں تاکہ سب کو معلوم ہو جاوے کہ منکر صاحب نے کس قدر دیانت اور راستی کے ساتھ اس عبارت کو لکھا ہے مگر یہ کچھ نئی بات نہیں ہے۔ کیونکہ حافظ صاحب منکر نے تو جابجا ایسے ہی نقشے کھائے ہیں **خلاصہ ترجمہ** دعوے داران فرزندی اور شیخ حسین صاحب رئیس اُس جماعت کے کہ وہ متولی بھی تھے تمام نذر کی نقدیوں کو متصرف ہو جاتے تھے۔ اُنھیں اور مجاوروں میں یہاں تک قضیہ کا طول کھچا کہ مجاور صاحبوں نے اُنکے دعوے فرزندی کو جھٹلایا۔ بادشاہ نے تحقیقات امر واقعی کا حکم دیا۔ بہت سی پیروی کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ دعوے فرزندی کا بے اصل تھا اسلیے بادشاہ نے تولیت درگاہ شریف کی شیخ محمد بخاری کو سپرد کردی فقط **قولہ** ۲۴ سنہ جلوس میں یہ واقعہ ہوا ۲۶ سنہ جلوس تک شیخ حسین قید رہے اور سرگرداں پھرتے رہے **اقول** اس فقرہ میں بھی منکر صاحب نے کمال دیانت اور ہوشیاری سے انشاپردازی کو کام فرمایا ہے کہیں کا سر کہیں کی دُم ملاکر ایک نیا ڈھکوسلا بنایا ہے کہاں یہ الفاظ

اکبرنامہ کے کہ چندے زندانی مکتب میں بٹھادیا تھا..... اور کہاں یہ عبارت جناب منکر کی کہ جس سے ابتدائے سنہ جلوس نھایت سنہ ۲۰ تک جناب شیخ حسین کا قید رہنا پایا جاتا ہی۔ اہل انصاف دیکھیں کہ منکر صاحب کی تُک بندی اصل عبارت سے کسقدر دور اور دھوکا بازی پہ مبنی ہی۔ اگرچہ سرگردان پھرنا بھی آخر میں لگا دیا ہے تاکہ شکنجہ ملامت سے منکر صاحب کے بھاگ نکلنے کو ایک گریزگاہ باقی رہی۔ مگر ایسی سخن سازیاں منکر صاحب کی لیتفخر بہ بین الجھلاء سے زیادہ کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔ اور واضح رائے ناظرین ہو کہ مضمون نظربندی شیخ حسین علیہ الرحمۃ کا ہرگز وقوعہ سنہ ۱۴ نہیں ہی۔ اُسکی تفصیل آگے بیان ہوگی انشاء اللہ تعالی **قولہ** آخر سنہ ۴۶ میں ۳۲ برس کے بعد اُن کا قصور معاف ہُوا اور بادشاہ نے لنگرخانہ کا داروغہ مقرر کرکے اجمیر بھیجا۔ اور درگاہ کے لوگوں کی تیمارداری (یعنی ہر طرح کی خدمت) اُنکے ذمہ مقرر کی **اقول** منظرخانے حافظ محمد حسین صاحب کو باوجود دعوے مسلمانی اور وعدہ تحریر بلا طرفداری کے ایسی کیا عداوت اور حسد جناب شیخ حسین علیہ الرحمۃ سے ہی کہ آنکھ بند کرکے جو جی چاہتا ہے وہ لکھتے ہیں اور بازپرس روز قیامت سے نہیں ڈرتے **شعر**

گرمسلمانی ہمیں است کہ حافظ دارد ... وائے گر از پسِ امروز بود فردائے

جناب حافظ منکر آیات نے یہ وعدہ کیا تھا کہ انتخاب ہر ایک کتاب کا اُسی کتاب کے لفظوں سے لکھوں گا لہذا اُن کو واجب ہے کہ یہ بتلاویں۔ اکبرنامہ میں ۳۲ برس کے بعد قصور معاف ہونا کہاں لکھا ہے۔ جس فقرہ کا یہ ترجمہ منکر صاحب نے لکھا ہے وہ فقرہ تمام نقل انتخاب اکبرنامہ میں کہیں موجود نہیں۔ اپنے رسالہ منکرہ کو دیکھیں اور اپنے گریبان میں مُنہ ڈالکر غور کریں۔ بڑا غضب ہے کہ جناب منکر الزمانی اپنے شیخ مستند ابوالفضل پر بھی بہتان لگاتے ہیں اور دروغ گویم برروے تو علی الاعلان فرماتے ہیں لطف یہ ہے کہ اکبرنامہ ہاتھ میں ہے **مصرع** چہ دلاور است الخ۔ اور ابھی کیا ہُوا آگے دیکھیے۔ فرماتے ہیں کہ بادشاہ نے جناب شیخ حسین کو لنگرخانہ کا داروغہ مقرر کرکے بھیجا فقط حالانکہ اکبرنامہ میں صاف لکھا ہے کہ پھر شیخ حسین کو نوازش کرکے روضہ حضرت خواجہ غریب نوازکی متولی گری پر بھیجدیا خبرگیری

گوشہ نشینانِ درگاہ کی اور سرانجام آشخانہ (لنگرخانہ) کا پھر انکے متعلق ہوا۔ شاید منکر الحافظین کو جناب
شیخ حسین کا دوبارہ بدستور قدیم متولی ہونا نہایت شگون بد نظر آیا۔ کہ اوّل اول ہی دل میں پیچ وتاب
کھایا۔ اکبر بادشاہ کو ناسزا ابوالفضل کو ناہنجار ٹھیرایا۔ آخر لاچار اُس خفگی کو تحریف لفظی و معنوی پر ٹال دیا
کہ لفظ داروغہ اپنی طرف سے بڑھایا اور متولی ہونے کو چھپایا۔ مگر بقول مشہور کہ دروغگو را حافظہ نباشد آخر
حق بات صفحہ ۱۹ رسالۂ منکرہ کے حاشیہ پر منکر صاحب کی زبان قلم سے بھی بے ساختہ نکل گئے وہاں
لکھا ہے کہ آجکے دن شیخ حسین کو درگاہ کا متولی کرکے بھیجا۔ کجا متولی درگاہ کجا داروغہ لنگرخانہ۔ تو بان
ایسی دیانت اور حیا کے۔ اور آفرین اُس دعوے سابقہ پر جو حافظ صاحب کو بالکل یاد نہ رہا۔ **قولہ** اور یہ بھی
ثابت ہی کہ شیخ حسین یہ دعوے کرتے تھے کہ میں خواجہ صاحب کی دختری یعنی بیٹی کی اولاد سے ہوں یہ دعوے
نہیں تھا کہ پسری یعنی لڑکے کی اولاد سے ہوں۔ پسری اولاد ہونے کا دعوے تو حال میں کیا گیا۔ ۴۔
اقول برخلاف اُس عدہ کے جو منکر الحفاظ نے فرمایا تھا کہ انتخاب اسی کتاب کے لفظوں سے لکھونگا

سلہ اس کی سند کے لئے فرمان اکبر بادشاہ کی نقل درج حاشیہ کی جاتی ہے کہ خواجہ حسین رح درگاہ شریف کے جزو کل
معاملات میں پھر دخیل اور مجاز با اختیار ہو گئے تھے ۱۲ محمد مصباح الدین
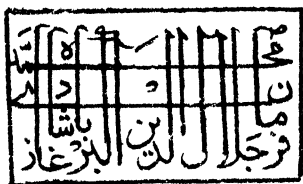
ابو الفتح محمد اکبر بادشاہ غازی
جلال الدین

محمد ... جلال الدین اکبر بادشاہ غازی

وکلاے حال و مستقبل مہمات خطہ اجمیر بدانند۔ ورثہ قطب الاقطاب معین الدین حسن چشتی قدس سرہ العزیز بموقف
عرض رسانیدند کہ در اراضی ایشان کہ در جوار مقبرہ متبرکہ قطب الاقطاب مومی الیہ واقع است بعضے مردم اموات خود را بے اذن
ایشان دفن مینمایند اگر واقعی باشد حکم فرمودیم کہ بعد الیوم ہیچ ۔ بیت خود را در اراضی جوار مقبرہ متبرکہ مذکور بے اذن فضیلت مآب
کمالات اکتساب نتیجۃ المشائخ العظام خواجہ حسین نبیرہ آن قطب الاقطاب باقی ورثہ دفن نکنند۔ بارہ حسب الحکم عالی عمل نمودہ بتقدم رسانند الخ
تحریر افی ..... شہر ذیقعدۃ الحرام سنہ ۹۹ ہجری

یہ فقرہ سرتاسر اکبرنامہ کا نہیں ہے۔ بلکہ نتیجہ خیالات فاسدہ منکر صاحب کا ہے۔ اور اکبرنامہ کا فقرہ جسکا تعلق اس بحث سے ہی صرف اسقدر ہے کہ خود را از دختر زادہ خواجہ میداند فقط مگر جناب حافظ الحاج دین نے یہ باقی سب عبارت آرائی اپنی طبعزاد فرمائی ہے اور جودت اپنے ذہن رسا کی دکھائی ہے۔ مگر اس قدر مضمون کو گول کر گئے کہ پسری اولاد ہونے کا دعوے حال میں شروع کیا گیا۔ معلوم نہیں کہ حال سے کتنی مدت اور کونسا سال یا یہی سال تالیف رسالہ منکرہ یعنی ۱۳۱۹ہجری مراد ہے۔ ہم اس موقع پر اسیقدر جواب لکھتے ہیں کہ دعوے جناب منکر کا غلط ہے۔ ہرگز لفظ حال صحیح نہیں بنتا ہے کیونکہ ۱۴سنہ جلوسی وقائع اکبرنامہ میں صاف دعوے فرزندی کا لکھا ہے۔ بلکہ منکر صاحب نے بھی صفحہ ۱۱ رسالہ منکرہ پر اسکا ترجمہ یہی لکھا ہے کہ شیخ حسین دعوے فرزندی خواجہ صاحب کا رکھتے تھے۔ پس اس سے ثابت ہو کہ جناب شیخ حسین اور انکے خویشاوندانے بھی اوائل سلطنت اکبرشاہی میں وہی دعوے فرزندی کا رکھتے تھے جیساکہ قدیم سے تھا نہ جیساکہ منکر صاحب نے بسبب کاسہ لیسی شیخ ابوالفضل کے رقم فرمایا ہے کہ پسری اولاد ہونے کا دعوے حال میں شروع کیا گیا **قولہ** جب بادشاہ ناگور کیطرف تشریف لیگئے تھے بادشاہ بیگم کو شیخ دانیال صاحب مجاور درگاہ کے مکان پر چھوڑ گئے تھے۔ بیگم کے شاہزادہ پیدا ہوا اُس شاہزادہ کا نام شیخ دانیال صاحب مجاور کے نام پر بادشاہ نے سلطان دانیال رکھا **اقول** اس فقرہ کا کوئی علاقہ بحث اولاد حضرت خواجہ سے نہیں ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حرم بادشاہ جب کہ بچہ قریب پیدائش ہو سفر میں ساتھ نہیں چل سکتے تو بضرورت اجمیر میں چھوڑ دینا پڑا۔ اور یہ بھی تاریخ سے عیاں ہو کہ اجمیر شریف میں اُسوقت تک محلات شاہی مرتب نہوئے تھے۔ اِسواسطے ضرور ہوا کہ کسی کے مکان میں چھوڑیں۔ سب سے اول اور اسبق حضرت خواجہ کی اولاد کرام تھے کہ اُنکے مکان پر رکھتے مگر چونکہ اکبر بادشاہ نے ۱۴سنہ جلوسی میں ناراض ہوکر ان سے منصب تولیت کا سلب کرلیا تھا اور ابھی تک وہ ناراضی رفع نہوئی تھی کہ ۱۷سنہ جلوسی میں شہزادہ دانیال پیدا ہوا اِس صورت میں کیونکر ہوسکتا تھا کہ باوجود رنجش خاطر بادشاہ کے بھی شاہزادہ دانیال

جناب شیخ حسین اجمیری کے گھر پیدا ہوتی۔ اور نہ اکبرنامہ میں شیخ دانیال کو مجاور لکھا ہے بلکہ یہ لفظ بھی طبعزاد منکر صاحب کا ہی۔ علاوہ ازیں بادشاہ نے بطور رعایت شیخ دانیال کا مکان خالی کروا کے اپنے حرم کو وہاں چھوڑا تھا جسے منکر صاحب کمال فخر سے بادشاہ بیگم لکھتے ہیں۔ کتابوں سے یہ ثابت نہیں ہی کہ حرم بادشاہی شیخ دانیال کے بال بچوں میں رہنے کو چھوڑے گئے تھے۔ اس حقیقت واقعی کے بعد بھی اگر جناب منکر الزمانی اس حکایت کو باعث افتخار خاندان خود سمجھتے ہیں تو سمجھیں اور شیخ دانیال صاحب سید المنکرین کے اجداد کرام میں سے تھے تو ہم بھی بہت خوش ہو کر کہتے ہیں کہ یہ قابلیت خاندانی اور افتخار جاودانی جناب منکر کو مبارک رہے۔ اور امید ہے کہ حافظ المنکر اپنا سلسلہ نسب یا جس کسی خادم صاحب کا جناب شیخ دانیال سے ملاتے ہیں بسند صحیح معتبر اسکو زیب رقم فرما کر رفع اشتباہ کریں کیونکہ لفظ مجاور سے حضرت شیخ دانیال کو سلسلہ اجداد حضرات خدام میں فرض کیا جائے تو خواجہ حسین ناگوری علیہ الرحمۃ کا مجاور ہونا حضرات کو بہت تعلیں چنکا دیگا کہ بیان اسکا عنقریب آ دیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ فقط آگے بعد نہ خلاصہ اکبرنامہ کا جو بکمال طرفداری وخلاف وعدگی منکر صاحب نے تحریر فرمایا ہے ختم ہوا۔ اب انتخاب اکبرنامہ کا شروع ہوتا ہے ٭

قال المنکر انتخاب اکبرنامہ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور صاحب لکھنو ۱۲۸۴ ہجری۔ جلد دوم صفحہ ۱۹۹

از انجا کہ موکب عالی بسرعت ہرچہ تمامتر متوجہ اجمیر گشت و بساعت مسعود دراں شہر فیض بخش نزول رحمت فرمود و زیارت روضہ منورہ حضرت خواجہ بتقدیم آمد و منسوبان آں شہر مقدس کامیاب دولت گشتند و ماہم آنکہ محل اقدس را آئین لائق از راہ میوات در اجمیر آوردہ بحسن خدمت کرامت توفیق یافت **اقول** و نستعین برب العلمین۔ منکر صاحب نے دعوے یہ کیا تھا کہ بادشاہ نے لاکھوں روپے خادم صاحبان کو دیئے تھے اور شہادت یہ پیش کی تھی کہ اجمیر والے دولت سے کامیاب ہوئے۔ کیا حضرت منکر کی قاموس اللغات میں منسوبان کو معنی خادم صاحبان لکھا ہے یا اجمیر والوں سے مراد فقط خادم صاحبان ہیں۔ وہ دعوے اور یہ دلیل الحق هُوَ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ **مصرع** بہ بند طمع دیدہ ہوشمند

قولہ ایضاً صفحہ ۴۰۰ تا ۴۰۹ وچوں در مبادی ایں عزیمت والا نذر فرمودہ بودند کہ از حصول فتح پیادہ متوجہ روضۂ منورہ خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کہ در اجمیر نور گستر است توجہ فرمایند زمانی کہ از قلعۂ چتوڑ مراجعت فرمودند بہ توضمیر آں شہسوار دولت بایفائے نظر ہی[1] کہ از صدق عقیدت مرکوز خاطر بود تافت و تا اردوئی ظفر قرین پیادہ آمدند و روز فروردین لوز دہم اسفندار ماہ الٰہی سہ شنبہ بست و نہم شعبان کوس مراجعت بلند آوازہ ساختہ اردوئے معلّٰی ہمچناں پیادہ قدم صدق در راہ نہادند و منزل بمنزل در شدت حرارت ہوا و تفسیدگی ریگ بیاباں بقدم شوق راہ قطع میشد۔ باآنکہ حکم عالی بود کہ عساکر اقبال سوار می شدہ باشند اما مقربان بساط اقبال را از سعادت موافقت گریز نبود چندے خاصان حریم عزت در سایۂ حضرت پیادہ مے رفتند چوں قصبہ ماندل مضرب خیام اقبال شد شگونہ قراول پیشتر باجمیر رفتہ نوید آمدن رایات اقبال رارسانیدہ بود بسرعت آمد واز منزویان تجرد گزین آں روضہ مقدسہ عرائض بدرگاہ جہاں پناہ آوردہ کہ حضرت خواجہ در خواب آمدہ فرمودہ اند کہ پادشاہ صورت و معنی از حق اندیشی و خدا پرستی حسن ظن بمن مسکین کردہ پیادہ عزیمت زیارت دارد بہر روشے کہ دانند آں قافلہ سالار راہ حقیقت را ازیں اندیشہ بازدارند۔ اگر او بزرگی خود دانستی کجا نظر بر من خاک نشین کوئے طلب انداختے چوں ایں عرائض بمسامع اقبال رسید آنحضرت ازاں منزل سوار دولت شدند و روز آسمان بست و ہفتم اسفندار ماہ الٰہی موافق یک شنبہ ہفتم رمضان خطۂ اجمیر از ورود اقدس مطلع اقبال گشت واز یک منزلے پیادہ معہود متوجہ زیارت شدند و بے آنکہ بدولت سرائے مخیم اقبال نزول اجلال فرمایند۔ از گرد راہ بطواف روضہ قدسیہ توجہ فرمودہ آداب زیارت بتقدیم رسانیدند و جمیع مجاوراں و معتکفان آں خواشی قدس را بمراسم اشفاق و فضائل

---

[1] اوپر کے جملہ میں جناب منکر نے متوجہ روضہ توجہ فرمایند لکھا ہے اور بعد لفظ نذر کو نظر لکھا ہے۔ میں نے بجنسہ نقل کردہ ہے ایسی فاش غلطیاں جناب نے بہت جگہ کی ہیں کہاں تک مواخذات لفظی کروں کہ منکر صاحب کا خط غلط معنی غلط انشا غلط املا غلط ہے اور اسپر ستم یہ ہے کہ کتاب تصنیف فرماتے ہیں ۱۲ منہ

کامیاب ساختند و تا دہ روز دران خطۂ فیض انتما متوجہ مبدء فیاض بودہ باستفاضۂ انوار صوری و معنوی استلذاذ و استمتاع داشتند **اقول** ناحق اسقدر عبارت طویل خارج از بحث کو لکھکر منکر صاحب نے اسقدر کاغذ کو نامہ اعمال گنہ گاراں کی طرح سیاہ کیا۔ حالانکہ منکر صاحب کے مطلب کو صرف وہ عبارت کافی تھی جسپر یہ **حاشیہ** منکرہ وضع ہے کہ "حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ چتوڑ کا قلعہ فتح کر کے زیارت کیواسطے اجمیر آئے اور مجاوران درگاہ کو بخوبی کامیاب کیا فقط اور بجواب اسکے مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ مجاور کے معنی ہیں ہمسایہ پس عموماً جسقدر آدمی کہ خانقاہ کے قریب حواشی حجرات وغیرہ میں رہتے ہوں دیسی خواہ پردیسی فقیر درویش معتقد مرید حاجتمند متوکل چلہ کش خادم وغیرہ وہ سب درحقیقت مجاور ہیں خواہ وہ لوگ بغرض خدمت درگاہ حاضر رہتے ہوں جیسے خادم۔ جاروب کش۔ چراغچی وغیرہ اہل خدمت خواہ محض بہ نیت توسل و استمداد خواہ بمراد حصول برکات و فیوض و فتوح کے مقیم ہوں چنانچہ منتخب التواریخ بدایونی میں لکھا ہے کہ سنہ ۹۸۱ میں حاجی بیگم سوتیلی ماں اکبر بادشاہ کی مرگئیں جو کہ مجاورہ روضہ ہمایوں بادشاہ بہشت نشین کی تھیں انتہی۔ اور ظاہر ہے کہ وہ بموجب محاورہ مجازی کے جاروب کش اور خادمہ روضہ ہمایونیہ کی نہ تھیں۔ بلکہ قبر ہمایوں بادشاہ پر حاضر رہتی تھیں۔ بسبب ہمسائگی کے اُن کو مجاورہ لکھا ہے۔ اور اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ حسین ناگوری علیہ الرحمۃ والرضوان کتنے ہی برسوں تک مجاور درگاہ شریف حضرت اجمیر میں رہے فقط یعنی کہ حاضر باش و ہمسایہ رحمت و جوار برکت حضور خواجہ رضی اللہ عنہ کے تھے پس لفظ مجاور اصل میں مخصوص واسطے اس گروہ جاروب کشان و خدمتیان درگاہ عالیجاہ کے نہیں ہے جو بلقب خادم صاحبان محاورہ منکر صاحب میں وضع ہیں بلکہ خود منکر صاحب بھی ایک فرد عاطل انہیں میں سے ہیں کیونکہ بسبب تقلیب نئی روشنی کے حاضری آستان پاک بھی بتکلف بجا لاتے ہیں تا بجاروب کشی و صندل فرسائی چہ رسد۔ بنابران اس عبارت اکبر نامہ میں لفظ مجاور سے فقط خادم صاحبان مراد نہیں ہیں جیساکہ منکر صاحب کا گمان ہے بلکہ امثال خواجہ حسین ناگوری اور بھی دیگر حضرات

حاضرین انہیں قطعاً شامل ہیں۔ اور بر سبیل تنزل و فرض ایسا ہی سہی تو بھی لفظ معتکفان جو اصل عبارت اکبرنامہ میں موجود ہے وہ براہ چالاکی وطرفداری قوم کے حاشیہ منکرہ میں اُڑا دیا ہے۔ سبحان اللہ منکر صاحب کی دیانت لائق داد ہے کہ اپنا حصہ مجاورانہ لیکر بھی پیٹ نہ بھرا۔ آخر بیچارہ معتکفوں کا حق بھی نوش جان فرمایا۔ مثل عوام منکر صاحب پر صادق ہو کہ "پرائے مال پر یاحسین"۔ ہمکو تعجب ہی کہ منکر الصادقین نے جناب شیخ حسین اجمیری پر جو طنز کیا تھا کہ وہ نذرانہ کا روپیہ کھا جاتے تھے وہ تو شنیدہ ہے اور یہ چشم دیدہ کہ خود حافظ محمد حسین صدقات اکبری میں سے معتکفان درگاہ کا حق کھا گئے۔ بلکہ غریب معتکفوں کو ہڈی پسلی سمیت ایک ہی لقمہ کیا۔ کیا کریں **بیت** ایں شکم بے ہنر پیچ پیچ ✤ صبر ندارد کہ بسازد بہیچ ✤ شاید کہ حافظ جی کی صحاح اللغات میں لفظ معتکفان بھی بمعنی خادم صاحبان حضرت اجمیر لکھا ہُوا ہے واللہ اعلم۔ اور واضح ہو کہ شیخ ابو الفضول نے اس عبارت میں کیسی ناہمواری و بے ادبی کو کام فرمایا ہے یعنی کہ بمقابلہ عظمت و جلال ظاہری اکبر بادشاہ کے حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کو مسکین خاک نشین بنایا ہے کجا بادشاہ صورت و معنی حق اندیش خدا پرست قافلہ سالار حقیقت اور کجا خاک نشین کوئے طلب العیاذ باللہ۔ اور وہ جو شیخ نے بر بنائے بشارت خواب ان الفاظ کا استعمال کیا محض ستم ظریفی و چالاکی ہے کیونکہ صاحب طبقات اکبری نے اس موقع سفر اجمیر میں تمام راہ پیادہ چلنا بادشاہ کا بلا ذکر خواب درج فرمایا ہے جیسا کہ نقل عبارت اُسکی صفحہ ۲۲ رسالہ منکرہ سے اس کتاب میں لکھی جاوے گی۔ پس یہ خواب پریشان جو صاحب اکبرنامہ نے دیکھا اور یہ عبارت جو اُسنے لکھی کہ اگر او یعنی جناب شاہنشاہی بزرگی خود دانستے کجا نظر بر من خاک نشین یعنی خاک بدہان دشمنان خواجہ انداختے الخ سوائے دبیر السلطان ابو الفضل علامی وزیر خاقان کے کسی مسلمان کی زبان و قلم سے نکلنی محال ہے وماھذا[1] الا الضلال **قولہ** جلد دوم صفحہ ۱۴۳۔ آنحضرت بدولت و اقبال بعد از اتمام

---

[1] یہ نہیں ہے مگر گمراہی ۱۲

موانیم موافق انصرام جشن نوروزی روز اسفندارمذ فروردین ماہ آلہی موافق روز شنبہ پانزدہم رمضان
نواستہ مراجعت از خطۂ مستقر اورنگ سلطنت ارتفاع دادند و از راہ میوات انبساط شکار نہضت فرمودند
اقول قطع نظر اس غلطی و فروگزاشت سے جو اس عبارت کی نقل میں جناب منکر سے واقع ہوئی ہی کوئی
تعلق اس فقرہ کا درگاہ شریف یا اولاد امجاد حضرت خواجہ سے نہیں ہی بیفائدہ خامہ فرسائی کی ہی کیونکہ اس
میں فقط بادشاہ کے واپس جانے کا ذکر ہے۔ اس قبیل کے فقرات آیندہ کے جوابات میں مجھے صرف اسقدر
کہہ دینا کہ یہ محض تطویل لاطائل ہی بس ہوگا **قولہ** جلد دوم صفحہ ۳۹ ۴ و ۰ ۴ ۴ توجہ فرمودن حضرت
شاہنشاہی پیادہ از دار الخلافت اجمیر و کامیاب شدن شہسوار عرصۂ اقبال بمطلب صوری و معنوی چون
شعار اقدس پادشاہی ہمت اوست از بزرگان ہست درآن ہنگام جو یائے فرزند ارجمند بودند معاملہ با ایزد خود
رفتہ بود کہ چون این منیت بحصول انجامد از ابواب شکر عملی کہ نفس اقدس متعلق شود آن بودہ باشد کہ از دار الخلافت
آگرہ پیادہ بزیارت روضۂ متبرکہ خواجہ معین الدین چشتی کہ مقربان درگاہ آلہی اند لوازم اطاعت ایزدی بتقدیم
رسانند و مقرر بود در رجب کہ عرس گرامی ایشان است این نیت از مکامن قوۃ بفعل آید چون آنچنان
گوہر شب تاب درج خلافت بر ساحل امید آمد ایفائے نذور از شرائط حق گزاری و فا بعہد از لوازم سپاس داری
شناختہ در روز آبان ہم بہمن ماہ آلہی موافق روز جمعہ دوازدہم ماہ شعبان از دار الخلافت آگرہ پیادہ قدم در
وادی مرحلہ پیمائے و بیابان نوردی نہادند و بادی شوق را روزی دوازدہ کروہ کم و زیادہ قطع میفرمودند
اقول اس فقرہ کا صرف اسقدر مطلب ہی کہ بنا بر ادائے نذر بعد پیدا ہونے شاہزادہ سلیم کے اکبر بادشاہ
پیادہ آگرہ سے اجمیر کو چلے۔ کچھ بحث اولاد کی اسمیں نہیں ہی **قولہ** تفصیل منازل قدسیہ شاہنشاہی باین تنسیق
ترتیب بود از دار الخلافت آگرہ کہ کوچ رایات اقبال در ساحت موضع مندآکر نزول اجلال فرمودند از انجا
بفتح پور اتفاق منزل افتاد و از انجا از خانوہ گزشتہ نزدیک بہ بجوہ مضرب خیام اقبال گشت و از انجا بمنزل
کرویہ نزول رایات دولت و از انجا بقصبۂ بسا ور ورود موکب اجلال روے نمود و از انجا بمنزل تودہ فرود

آمدند وازانجا موضع کلاولی محل اردوے معلی گشت وازانجا کهسارندی اتفاق نزول افتاد وازانجا بدونسه
آمدند وازانجا ہنس محل گزشتہ نزدیک پھول محل مہبط آیات اجلال شد وازانجا بیکانیر مورد خیام ظفر
ارتسام شدہ نزدیک بنوتہ نزول دولت شد وازانجا موضع جھاک نزدیک معزآباد عساکر فیروزی اثر آسائش
گزیدہ وازانجا ساکھوں مخیم سرادقات اقبال شد وازانجا موضع کچیل مرود موکب اقبال گشت وازانجا بیقعہ
قدسیہ خواجہ کہ دراجمیر واقع است توجہ فرمودہ ہم از گرد راہ بمرقد منور رسیدند وجبین اخلاص بآں سرزمین
آسمانی رفعت رسانیدہ استمداد ہمت فرمودند روزی چند درآں مقام کرامت شرائف اوقات را بعبادات
مبرات معمور داشتہ بفیض تیقظ و انتباہ مقترن بودند زمرہ عاکفان زوایاے مرقد اطہر را بصلات ادرارات
بہرہ مند دیگر دانیدند **قول** اسکا حاصل صرف اسقدر ہے کہ اکبر بادشاہ پیادہ پا اجمیر میں پہنچے زیارت سے
مشرف ہوئے اور اُن لوگوں کو جو مرقد پاک کے گوشہ نشین تھے عطا و بخشش سے فائدہ پہنچاتے رہے
فقط چونکہ منکر صاحب کا دعوے یہ تھا کہ بادشاہ نے لاکھوں روپیہ خادم صاحبوں کو دیے اور یہاں
خادموں کے نام ایک پیسہ دینا بھی نہیں لکھا ہے تو ناچار جناب منکر نے بغلیں جھانک کر شرمندہ شرمندہ
اُسکے حاشیہ پر اتنا لکھدیا کہ کئی دن اجمیر میں رہے بہت سی نذرونیاز دی فقط یعنی کہ معتکفان کا نام لکھنے
میں حافظ جی کو خفت ہوتی تھی۔ اسیواسطے گول ہو رہے۔ مگر میں حافظ المنکر کی شرمندگی مٹاؤں
اِسطرح کہ لفظ معتکفان میں وہ لوگ بھی جو عرف عوام کے نزدیک خادم نہوں مگر حاضرباش آستان پاک
ہوں اولاد امجاد خواہ غیراولاد اور آپ روپ بھی کہ خادم آستان عالی ہیں دونوں شامل ہیں محاورۂ قدیمہ
کا انداز بیان اسیکو مقتضی ہے بلکہ توضیحات فقرہ لاحقہ اسمیں صریح دلیل ہے **قولہ** وچوں ہموارہ در
اوقات تقسیم نذورات کہ مبلغ وافر بود جمعے کہ دعوی فرزندی خواجہ داشتند وعہدۂ تولیت بایشان مفوض
بود وریاست ایں طائفہ شیخ حسین داشت تمام زربہاے نذر را متصرف می گشتند ومیان او ومجاوران
آں رفیع مقام مناقشہ ونزاع بہم رسید ومنجر بآں شد کہ مشائخ قرار را کہ متصدی تولیت روضۂ اوقاف

بودند و دعوے فرزندی تکذیب کردند و این گفت و شنید مدتے درمیان بود آنحضرت خاطر اشرف را بتحقیق حق و استکشاف احوال نفس الامر گماشتہ ثقات و عدول را برآں داشتند کہ از قرار واقع تحقیق نمودہ بعرض اشرف رسانند بعد از پیروی بسیار ظاہر شد کہ دعوے فرزندی عِلّے ندا شت بنابراں تولیت آن محل مقدس بشیخ محمد بخاری کہ از اکابر سادات ہندوستان بدانش عقیدت ممتاز بود تفویض فرمودند و تنسیق مناظم بقعہ متبرکہ و ترویج مآثر مراعات آیندہ و روندہ اہتمام تمام فرمودند و عمارت عالی بنا از مسجد و خانقاہ درآں حواشی طرح انداختہ اساس عبادت نہادند **اقول** اس عبارت پر جو حاشیہ اردو بطور خلاصہ کے جناب حافظ صاحب نے رقم فرمایا ہے مَیں اُسکو بھی نقل کرنا مناسب بلکہ واجب سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ **(حاشیہ)** حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ پیادہ زیارت کیواسطے فتح پور سیکری سے اجمیر شریف لائے اور کئی دن اجمیر میں رہے بہت سی نذر و نیاز دی شیخ حسین کو عہدہ تولیت کا سونپ دیا تھا نذر کا روپیہ شیخ حسین تمام کھاجاتے تھے اور یہ دعوے فرزندی خواجہ صاحب کا رکھتے تھے۔ درمیان انکے اور مجاور صاحبان درگاہ کے تکرار اور لڑائی مدت سے تھی متصدی تولیت روضہ کو یعنی شیخ حسین کو کہتے تھے کہ یہ اولاد خواجہ صاحب کے نہیں ہیں۔ حضرت بادشاہ نے اپنے دل میں تحقیق حق اور احوال نفس الامر کے دریافت کا خیال کرکے ثقہ اور عادل لوگوں کو مقرر کیا کہ قرار واقعی تحقیقات کرکے ہم سے عرض کرو بعد بہت سی پیروی کے ظاہر ہوا کہ دعوے اولاد کا جھوٹا ہے **اقول** اب بمقابلہ اصل عبارت اکبرنامہ مذکورہ سابق اور اس ترجمہ یعنی حاشیہ منکرہ کے ناظرین ملاحظہ فرماویں کہ حافظ جی کیسے کیسے تماشے دکھائے ہیں **اول** اکبر بادشاہ خاص آگرہ سے بطرف اجمیر روانہ ہوئے تھے منکر صاحب فرماتے ہیں کہ فتحپور سیکری سے اجمیر آئے **دوم** جناب شیخ حسین اجمیری کو عہدہ تولیت پیشتر سے سپرد تھا کہ لفظ "مفوض بود" مندرجہ اکبرنامہ اسکا شاہد ہے۔ مگر جناب منکر نے لکھا ہے کہ سونپ دیا تھا یعنی مثلاً چند روز سے **سوم** نذر کا روپیہ تمام کھاجاتا تا شیخ ابوالفضل کے الفاظ سے سب حضرات اولاد خواجہ بزرگوار کیطرف منسوب ہے۔ مگر

جناب منکر نے فقط حضرت شیخ حسین کیطرف عائد فرمایا ہے کیونکہ وہ مورث اعلیٰ سجادہ نشین حال کے تھے جنکا
وجود ہنوز منکرین کی آنکھوں میں خار ہے مگر مصرع چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ۰ چہارم دعوائے فرزندی کا
منکر صاحب نے فقط جناب شیخ حسین کیطرف سے لکھا ہے حالانکہ شیخ المنکر یعنی ابوالفضل علامی کی عبارت سے ظاہر ہے
کہ وہ ایک جماعت تھی جو اپنے آپ کو اولاد حضرت خواجہ کا کہتی تھی نہ تنہا جناب شیخ حسین۔ مگر اُن کے
دعوے کا ذکر منکر صاحب نے حاشیہ میں ترک فرمایا ہے۔ **اب باقی رہی** بحث نسبت اس اصل مضمون
اکبرنامہ کے کہ "دعوے فرزندی اصلے نداشت"۔ اسکا مجمل جواب یہ ہے کہ ہرگاہ اکبر بادشاہ اور ابوالفضل
وزیر کے اعتقادات دینی اور ستم ظریفی اور مشائخ آزاری کا حال پیشتر لکھا گیا ہے۔ لہذا اُن کا قول اور
فعل درباب نقص شان کسی عالم و درویش و شیخ و سجادہ نشین کے ہرگز حجت اور قابل استناد نہیں ہو اور
مفصل جواب انشاءاللہ تعالیٰ عنقریب لکھا جائیگا۔ **قولہ** و بالجملہ بعد از فراغ خاطر از مستودعات نذور و قدم
عزلت در مسالک مراجعت نہادہ بعزم طواف مراقد اولیاے دہلی رایت نہضت افراختند و عنان توجہ
بصوب آن مرار الملک معطوف گردانیدند و در اسفندارمذماہ الٰہی موافق رمضان این سال ظاہر دہلی مخیم سرادقات
اُردوے عالی گردید و چند روز درآن خطۂ دلکشا بزیارت اولیاء و داد و دہش شغل فرمودہ مسرت پیراے خاطر
خویش و بیگانہ شدند **اقول** اسمیں فقط ذکر اس جانے اکبر بادشاہ کا اجمیر سے بطرف دہلی کے لکھا ہی بحث
اولاد سے اسکو کچھ تعلق نہیں ہو۔ بلکہ سند مدعاے منکر صاحب کی بابت نفی مطلق اولاد حضرت خواجہ کے فقرہ
سابقہ میں تمام ہوگئی بعد اسکے جسقدر عبارات اکبرنامہ منکر صاحب نے نقل کی ہیں سب فضول بے حاصل و طول
لاطائل ہیں۔ **قولہ** جلد دوم صفحہ ۲۵۴ تا ۲۴۴۔ و خدیو معلی از آن منزل تا اجمیر کامیاب بدائع نشاط خصوصا
عشرت پیراے شکار بودہ منزل بمنزل بوادی مراحل بقدم شوق طی میفرمودند چون عرصۂ اجمیر بظل چتر
اقبال شاہنشاہی نور پذیر شد روزی چند آداب زیارت بتقدیم رسانیدہ و معتکفان آن حواشی و منتسبان
آن دیار را بجلائل ادرار و انعام توانگر ساختند و صلاے افضال چنان عام شد کہ ہیچ فردی از ین بساط احسان محروم

ثالثاً **اقول** افسوس ہے کہ برخلاف توقع منکر صاحب کے اکبر بادشاہ نے اب کی بار بھی خادم صاحبوں کو کچھ
نہ دیا بلکہ صرف منکفان کو اور منتسبان شہر کو بڑے بڑے انعام دیئے ۔ اور اگر ان الفاظ سے کہ انعام عام
بادشاہی سے کوئی فرد بشر محروم نہ رہا منکر صاحب کے احتمال ہووے کہ البتہ خادم صاحبوں کو بھی اگرچہ
بالتصریح نہیں لکھا مگر انعام ضرور ملا ہوگا تو جواب اُس کے ہمارا قول یہ ہے کہ بہت خوب ہم کچھ انکار نہیں
مگر انصاف شرط ہے کہ بسند ایسی عبارتوں کے جنسے کہ فقط فائدہ احتمال کا پیدا ہوتا ہے منکر صاحب خادم
صاحبوں کو لاکھوں روپیہ بادشاہ سے ملنا ظاہر کرتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہر فرد بشر کی ذیل سے بھی
اولاد کرام حضرت خواجہ بزرگ کو باہر اور کس دلیل سے اُن کو اِس انعام عام سے بھی محروم سمجھتے ہیں ہر
عاقل اِس عبارت سے استنباط صحیح حال کا کر سکتا ہے۔ **قولہ** دو درہمیں ایام سعادت انتظام حکم رفعت
اساس بایجاد و احداث حصار شہر اجمیر ابدیمن شرف ارتفاع یافت نمایان کاردان معماران و انشور طرح
عالی کشیدہ بنظر شعر صعود در آوردند و در ساعت مسعود کہ ثبات کار را شایستہ باشد آن عمارت دلا
را از سنگ و چونہ بنیاد نہادند و تمام منازل و مساکن خواص و عوام شہر را احاطہ نمودہ در اندک فرصتے کار بسیار
پیش بردہ مورد آفرین شاہنشاہی گشتند و بجانب مشرقی شہر دولت خانہائے فلک اساس ابداع یافت
و بفرخی و فیروزی در عرض سہ سال جمیع عمارات قلعہ و منازل شاہنشاہی صورت اتمام یافت و در سال
آئندہ کہ درین شہر نزول اجلال فرمودند آن منازل و تمشیت پیوند بورود مقدس شاہنشاہی مطارح انوار
قدسی شد و ہمچنین بموجب حکم معلی جمیع اعیان دولت و ارکان خلافت و سائر ملازمان رکاب نصرت اعتصام
بقدر اندازہ و دستگاہ منازل و بساتین ساختند و از میامن قدوم اشرف در فرصتے قلیل چنان شہر عظیم
صورت نمودہ پدید آرد کہ در آئینہ خیال مہندسان جادہ کار تمثال آن صورت نتواند بست حضرت شاہنشاہی
بعد طرح اساس این عمارت شگرف بجہت مصلحت ملک و حمیت معدلت و دریافت حقائق احوال و مآلش
ستمگاران و غمخواری مظلومان و برآوردن مستعدان و معموری عالم کہ خلاصۂ عبادات نشئہ تعلق ہست سیر و

شکار دایرۂ ایں کار ساختہ روز رام بست و یکم آبان ماہ آلٰہی موافق چہارم جمادی الاخریٰ بدولت اقبال منفعت والا فرمودہ متوجہ صوب ناگور گشتند **اقول** یہ سب عبارت خارج از بحث اولاد او رحق منکر خالی از مفاد ہے **قولہ** جلد دوم صفحہ ۳۶۲ تا ۳۶۴ - و روز کوس چہار دہم امرداد ماہ آلٰہی موافق شنبہ پانزدہم ربیع الاول مابین مقر آنکہ از یک منزلی اجمیر پیادہ شدہ متوجہ طواف روضۂ معینیہ شدند و در اثنا راہ قراولان عرصۂ شکار خبر آوردند کہ دریں نزدیکی شیر یست قوی ہیکل کہ ہموارہ کہ در کمین متردین راہ بودہ قصد میمنا ید - از آنجا کہ استیصال آزار رسانان لازم آئین سلطنت است شہریار شیر شکار متوجہ دفع او شدند و بروشنی دل گزین آن درندۂ قوی پیکر را شکار فرمودہ متوجہ آں خطۂ دلکشا شدند از برکات قدوم شاہنشاہی رونقے تازہ یافت آداب نیازمندی و رسوم زیارت بتقدیم رسید و دریائے افضال بجوش آمد طبقات مردم از عطایائے بزرگ بہرۂ وافر برگرفتند **اقول** اس دفعہ بھی اکبر بادشاہ کے آنے سے خادم صاحبوں کو بہت فائدہ ہوا کیونکہ دریائے افضال بادشاہی جوش میں آیا تو عطا ہائے بزرگ طبقات مردم کو دی گئی یعنی ہر قسم کے آدمیوں کو نہ کہ فقط خادموں کو جیسا کہ رئیس اتحادین منکرہ المخدومین کا خیال تھا۔ آمد اگر صراح اللغات منکر صاحب میں طبقات مردم کو بمعنی خادم صاحبان اجمیر کے لکھا ہے تو ہم بھی سنکر خوش ہونگے کہ سب انعام و اکرام انہیں صاحبزادوں کو ملگیا تھا اور منکر صاحب کے اس دعوے کی کسیقدر تصدیق ہونے لگیگی جو خلاصہ میں لکھ آئے ہیں کہ لاکھوں روپیہ اجمیر کے خادموں کو ملے **قولہ** و روز دیگر بتماشائے قلعۂ اجمیر کہ بر کوہے واقع است متوجہ شدند و در آں عالی مقام بزیارت سید حسین خنگ سوار کہ در زبانِ عوام از اولاد امام زین العابدین است پرداختہ تبرک جستند و تحقیق آنست کہ سید از ملازمان شہاب الدین غوری است ہنگامیکہ فتح ہندوستان کردہ مراجعت نمودہ او را بشقداری اجمیر گزاشت و او آنجا نقد حیات سپرد و بمرور ایام و ہجوم عوام بولایت مشہور گشت و ترتش مطاف عالمیان شد[1] **اقول** اول تو منکر صاحب کو اس عبارت کی نقل سے کوئی فائدہ نہیں

[1] اسکے بعد ابوالفضل نے یہ فقرہ لکھا ہی (حضرت شہنشاہی کہ پیوستہ در طلب پیراموں خاطر اقدس میگردد نظر بر شہرت ظاہر انداختہ استمداد ہمت فرمودند) ۱۲

ہے نہ اس میں بحث درگاہ کی ہے نہ اولاد کی نہ ذکر نذر کا ہے نہ نیاز کا فقط اپنے رسالہ منکرہ کی عظمت
اور اپنی وسیع النظری علم تاریخ میں دکھانے کو یہ عبارت فضول لکھی ہے۔ دوم منکر صاحب اسقدر نہ سوچے
کہ اس نقل سے اور بھی سہی قلعی شیخ بوالفضول کی صداقت اور منہ زوریوں کی کھلی جاتی ہے کچھ
الفاظ نالائق شان حضور غریب نواز خواجہ رضی اللہ عنہ کی اوپر کے فقرات میں لکھے جا چکے ہیں ایسا ہی
یہاں بھی لکھا ہے۔ سلاطین و امراء و مشائخ و فضلاء کے ساتھ نکتہ چینیاں کرتے کرتے شیخ جی ایسے
چل نکلے کہ اولیائے کرام کے حق میں بھی واہی تباہی بکنے لگے۔ جائے عبرت ہے کہ اس فقرہ میں شیخ
بوالفضول نے حضرت میراں سید حسین خنگ سوار علیہ الرحمۃ کو لکھا ہے کہ وہ عوام کی زبان میں امام
زین العابدین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ اور تحقیق یہ تھی کہ شہاب الدین غوری بادشاہ کے نوکر
تھے یعنی کہ امام علیہ السلام کی اولاد میں ہونا حضرت میراں صاحب کا کچھ داخل تحقیق نہیں ہے۔ اور لکھا
ہے کہ وہ اجمیر کے حاکم تھے وہیں مر گئے بعد انکی وفات اور گزرنے مدت اور ہجوم کرنے عوام کے میراں
صاحب بھی ایک ولی مشہور ہو گئے اور انکی تربت کا طواف بھی لوگ کرنے لگے فقط اور حال یہ ہے کہ انکی
ولایت مشہور اور بسند کتب متقدمین تصدیق اکابر دین بلکہ منطوق قرآن مجید ثابت ہے کیونکہ میراں
صاحب شہید ہوئے ہیں اور خداوند تعالیٰ شانہ فرماتا ہے کہ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ **شعر**
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ❊ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما ❊ بڑے تعجب کی بات ہے کہ جن
حضرات کو حق تعالیٰ نے زندہ اور کھاتا پیتا خوشحال اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے انکو شیخ بوالفضول
مردہ اور بیجان لکھتا ہے۔ اور حافظ محمد حسین اجمیری منکر الآیات اُس کا کلام اپنے انکار کی سند میں
پیش کرتے ہیں۔ خدا سے نہیں ڈرتے اور شرم نہیں کرتے کہ ایسا باطل کلام جو قرآن شریف کے
ارشاد سے مردود ہے واسطے انکار و ابطال جد اولاد حضرت خواجہ بزرگوار کے کب سند ہو سکتا ہے

اور جس شیخ دیدہ وہاں دریدہ کو اولیائے کاملین اور شہدائے سابقین کے انکار میں مضائقہ نہیں
اُسکو اپنے ہمعصروں مثل جناب شیخ حسین اجمیری کا انکار کرتے کیا تامل ہوگا انا للہ وانا الیہ راجعون
یہ حال تو شیخ بوالفضول کے اس کلام کا ہے جسمیں اُس نے جناب میراں صاحب کا مُردہ ہوجانا لکھا
ہے۔ اب رہا یہ کہ وہ عوام کے نزدیک اولاد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی تھے یا خواص کے
نزدیک اُنکا حال یہ ہے کہ شیخ علامی بوالفضول کے معاصر مُلا نظام الدین ہروی نے طبقات اکبری
میں اس موقع پر تقلید جناب علامی کی چھوڑ کر صاف صاف لکھدیا ہے کہ حضرت میراں خنگ سوار
اولاد میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی تھے۔ چنانچہ رسالۂ منکرہ کے صفحہ ۴۴ میں بھی وہ
عبارت بعینہا منقول موجود ہے شاید کہ شیخ علامی اپنے معاصر موصوف کو بھی عوام کے طبقہ میں داخل
سمجھتے ہونگے۔ حالانکہ ہم نے مُلا نظام الدین کو منصب ارباب شاہی بلکہ قائم مقام بخشی بھی لکھا دیکھا ہے
اور خود شیخ جی نے بھی اکبرنامہ کے خاتمہ میں اُنکے خاندان کی ستایش لکھی ہے۔ اور تاریخ فرشتہ میں
بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ میراں سید حسین خنگ سوار علیہ الرحمۃ جناب امام ممدوح علیہ السلام کی اولاد میں
سے تھے چنانچہ نقل عبارت تاریخ فرشتہ کی بھی صفحہ ۳۲ رسالۂ منکرہ پر ثبت ہے۔ اور ایسا ہی زبدۃ
التواریخ میں لکھا ہے کہ سید حسین خنگ سوار مردے بزرگ پاک طینت نیک نہاد بود در ولایت اجمیر
باکفار جہادہا کردہ وغزوات نمودہ بعبادت مولیٰ تعالیٰ مشغول ولایت معنوی رسیدہ بود
اور ایسا ہی شیخ عبدالقادر بدایونی نے یہ شعر حضرت میراں خنگ سوار کی شان میں لکھا ہے کہ بیت
شکر اللہ کہ بدل تافتہ انوار علی + از حسینؓ ابن علیؓ ابن حسینؓ ابن علیؓ + اس بیان سے حضرت کی
ولایت اور غازی اور اولاد امام علیہ السلام ہونا بخوبی ثابت ہوا۔ کوئی انصاف کرے کہ منکر صاحب کے
شیخ جلی بوالفضول عوام میں سے تھے یا یہ حضرات مصنفین منصفین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ اُسپر طرہ
یہ ہے کہ بوالفضول سے اس موقع پر اسقدر بدبیانی بلکہ نتیجہ خذلان اعاذنا اللہ منہا ظاہر ہوا کہ اپنے

خداوند حقیقی و مجازی جلال الدین اکبر بادشاہ غازی کو بھی جرگہ عوام میں داخل کر دیا آپ ہی لکھتا ہے کہ حضرت میراں صاحب کے مزار کو عوام طواف کرنے لگے ہیں اور خود اپنے بادشاہ کا حضرت کے مزار پر حاضر ہونا۔ تبرک چاہنا۔ ہمت مانگنی۔ سب کچھ لکھا ہے۔ ایسے علامی فہامی سے ڈرنا چاہیئے کہ جسنے اپنے بادشاہ صورت و معنی۔ قبلۂ ظاہر و باطن کو بھی نہ چھوڑا ہو میر منشی ہو تو اتنا ہو۔ اور سنیئے اسیطرح شیخ علامی نے کتاب آئین اکبری میں حضرت شاہ مینا لکھنوی قدس اللہ سرہ صاحب ولایت قطب دیار لکھنو کی نسبت لکھا ہے کہ مردم را گمان ولایت بدو ہست الی آخرہ۔ باوجودیکہ حضرت کی ولایت اور صاحب سلسلہ ہونا متفق علیہ اور ثبوت بالاجماع کے مرتبہ میں ہے۔ جیسا کہ کتاب اخبار الاخیار وغیرہ سے عیاں ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ جناب علامی کو اولیائے دین اور مشائخ کاملین کی جناب میں گستاخی کرنے کا مطلق پاس لحاظ نہیں۔ اور امرا و سلاطین بلکہ اپنے خداوند مفترض الطاعۃ سے بھی نہ چوکے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم **قولہ** خود بدولت و اقبال از خطۂ فیض اساس اجمیر نہضت فرمودند **اقول** یہ فقرہ بھی محض فضول اور بھرتی کا برخلاف اپنی مراد کے منکر صاحب نے تحریر فرمایا ہے **قولہ** جلد دوم صفحہ ۶۵ ۲ تا ۶۶ ۲۔ درآں ہنگام کہ موکب معلی از اجمیر نہضت میفرمود یکی از پردگیان سرادق عصمت را زمان ولادت و وقت انکشاف صبح سعادت نزدیک رسیدہ بود و نقل و حرکت مزاج آں عفت سرشت بر نمیتافت تیمن و تبرک جستہ خانہ اشرف منتسبان روضہ منیفہ و اعز معتکفان بقعہ قدسیہ دانیال نام کہ نور صلاح و فلاح از ناصیۂ او میتافت خالی ساختہ در انجا گزاشتہ بودند موکب اقبال پیوند در حوالی بیلود از مضافات رینی از سرکار ناگور نزول اجلال فرمودہ بود کہ قاصد این خجستہ مقدم از اجمیر رسیدند و نوید نصرت بخش مسرت افزائے آوردند کہ بعد از گزشتن چہل و یک پل از شب آسمان بست و ہفتم شہریور ماہ الٰہی موافق شب چہارشنبہ دوم جمادی الاولی بحسب رویت و شب سوم از اوسط بطالع حمل بمحاسبہ حکیمان یونان و بطالع حوت بحساب دانایان ہندوستان در خطۂ فیض انتمائے اجمیر کہ طولش صد و یازدہ درجہ و پنج دقیقہ و عرضش بست و شش درجہ است دادار جہاں آفرین جہاں آرا

حضرت شاہنشاہی را فرزندے بلند اختر کرامت فرمودہ و بطلوع این کوکب نورانی منت بر انفس و آفاق نہاد گیہان خدیو از استماع این نوید سر بر پیشانی صبح پر نور را زمین سای سجدہ شکر فرمودہ بسپاس و ستایش آلہی کامیاب دولت گشتند و ظہور این امر را پیشتر فتوحات دانستہ و جشن ہائے عالی ترتیب دادہ انجمن پیرائے عشرت شدند۔ خلائق بصلائے عام نشاط تازہ از سر گرفتند و نقود افضال در دامن عالی ریختند **قطعہ** گلی بشگفت و جاں پروردریں باغ + کہ بویش صد گلستاں را کند داغ + ازیں شمشاد بن کاز اد برخاست + زہفت اختر مبارکباد برخاست + خدیو از سر طرب زبال و پرداد + صلائے مے بہفت اقلیم در داد + نشاط آویخت از تار ترانہ + نوا پیچید در مغز زمانہ + کرم از ہمت والا نظر داشت + تمنا را حجاب از پیش برداشت + مولود گرامی را کہ خانہ شیخ دانیال بود منظور داشتہ و استمداد تائید از حضرت دانیال اکبر در نظر مقدس آوردہ نام نامی آں نونہال گلشن اقبال را سلطان دانیال بر لوح دولت نقش بستند۔

حاشیہ اس عبارت پر منکر صاحب نے یہ لکھا ہے کہ حضرت محمد اکبر بادشاہ ناگور کیطرف جاتے ہوئے اپنی ایک بیوی کو دانیال کے گھر چھوڑ گئے۔ جب شہزادہ کے پیدا ہونے کی خبر بادشاہ کو پہنچی شاہزادہ کا نام شیخ دانیال کے نام پر سلطان دانیال رکھا۔ **اقول** اولاً منکر صاحب نے ناحق اسقدر طویل عبارت کو لکھا باوجودیکہ انتخاب لکھتے ہیں۔ دوسرے شیخ دانیال علیہ الغفران کے خادم آستان ہونے کا اور خادم صاحبان کا انسے سلسلہ تعلق نسب لکھا جو باعث مزید افتخار منکر صاحب کا ہوتا۔ تیسرے تعجب ہے کہ عامہ خلائق کو اس خوشی کی تقریب میں فائدہ ہوا مگر خاص جناب شیخ دانیال اور طائفہ خادم صاحبان کو کوئی انعام و عطا سرکار بادشاہی سے نہ ملا۔ حالانکہ یہی موقع لاکھوں روپیہ ملنے کا تھا جسکا دعوے خلاصہ اکبر نامہ میں منکر صاحب نے کیا ہے۔ ہاں اگر کسی کشف اللغات منکریہ میں لفظ خلائق بمعنی خادم صاحبان اجمیر نکل آتے تو اسی عبارت اکبر نامہ سے منکر صاحب کا کام بن جاوے۔ اور جواب اس بحث خاص یعنی سبب ولادت شاہزادہ دانیال کا شیخ دانیال صاحب کے مکان میں اس سے پیشتر ذیل جواب خلاصہ اکبر نامہ میں لکھا گیا ہے اور اس عبارت

اکبرنامہ سے یہ بھی واضح ہوا کہ حرم اکبر شاہی کو جناب شیخ دانیال کا گھر خالی کر کے ٹھیرایا گیا تھا **قولہ** (انتخاب اکبرنامہ جلد سوم صفحہ) روزی کہ سرہی مورد موکب مقدس شد لئے جہاں آرا چناں اقتضا فرمود کہ مادہوسنگہ بجمعے را بجہت آوردن آن نونہال حدیقۂ اقبال شاہزادہ سلطان دانیال کہ از اجمیر باشد ورود دولت فرمودند فرستادند کہ آں گلبن بخت مندی را باجمیر آوردہ در ظل حضور آں نور افزاے سریر سلطنت سانند **اقول** خارج بحث ہے اور فضول ہے **قولہ** صفحہ ۱۴۔ ایضاً روز بہمن بست دوم خرداد ماہ الٰہی موافق یازدہم ماہ محرم ہفت صد و ہشتاد و یک ساحت اجمیر مہبط انوار ظل الٰہی گشت و آں جویاے رضاے ایزدی بمقتضائے خداشناسی خود بمراسم زیارت روضۂ معینیہ قدسیہ پرداختہ بمنسوبان و واردان آں شہر انواع مرحمت فرمود و خاصان بساط قرب شاہزادہ بلند اقبال سلطان دانیال از پانیر آوردہ دریں شہر فیض اساس بدریافت دولت حضور حضرت شاہنشاہی شرافت کونین بخشیدند و بعد از یک ہفتہ ازآں خطۂ دلکشا بعزیمت دارالخلافت مرحلہ بمرحلہ نہضت میفرمودند **اقول** جناب منکر الحافظین کو علاوہ اور علوم متعارفہ کے علم تاریخ میں بھی بہت بڑا دخل ہے کہ اس واقعہ کا ماہ و سال محرم ۹۸۱ھ ہفت صد و ہشتاد و یک درج فرمایا ہے حالانکہ یہ سال امیر تیمور صاحبقران اعظم کا سال دہم جلوسی تھا۔ شاید اسی سال میں اکبر بادشاہ بھی بڑی دہوم و جاہ و جلال سے اجمیر شریف میں تشریف لائے ہوں گے حافظ صاحب نے بھی سواری کا جلوس دیکھا ہوگا۔ اور کمال تعجب ہے کہ اس دفعہ بھی خادم صاحبوں کو کچھ نہ دیا۔ اجمیر کے شہر والے اور پردیسی واردین کے واسطے انواع مرحمت کی کیجاوے اور گھر کے پیرں (خادموں) کو تیل کا ملیدہ بھی نہیں۔ **قولہ** صفحہ ۱۹ ایضاً تا آنکہ چاشت روز سہ شنبہ خطۂ فیض اساس اجمیر مورد مرکب گیہان خدیو گشت۔ آنحضرت بروضۂ معینیہ ورود سعادت فرمود خدائے خویش را پرستش خاص نمودند و بروح قدسی خواجہ استمداد اعانت نمودہ منتسبان آں بقعۂ خیر را بہ تفقدات پادشاہانہ اختصاص بخشیدند و ازآنجا منازل آسمانی ارتفاع را کہ در آں شہر بجہت نشیمن خاص اساس یافتہ بود بنزول اجلال

---

۵۷ سلطان تمر کہ مثل او شاہ نبود در ہفت صد و سی و شش آمد بوجود در ہفت صد و ہفتاد و یک کرد جلوس در ہشتصد و ہفت و دنیا پدرود ۱۲ محمد مصباح الدین۔

کرامت دادہ استراحت فرمودند۔ آخرہائے روز سوار دولت شدہ شبدیز اقبال تیز راندند۔ **اقول** الحمد للہ کہ اس دفعہ بادشاہ نے درگاہ شریف کے منتسبان کو مہربانی سے اختصاص بخشا کہ اس صفت میں حسب مراد معی مجاورین وخادمین بھی مع واردین ومتوکلین وگوشہ نشین حاضرین درگاہ عموماً اور اہل استحقاق خصوصاً سب شامل ہیں **قولہ** در روز سروش ہفدہم مہر ماہ آلہی وشہر فیض بخش اجمیر نزول موکب مقدس اتفاد شرائط زیارت روضہ منورہ خواجہ معین الدین تقدیم رسید۔ منسوبان آں مقام متبرک وسائر غبار آلودگان راہ احتیاج از انعام پادشاہی احتظاظ وافر یافتند **اقول** منکر صاحب کے لغات الخیال میں اگر منسوبان بمعنی فقط خادم صاحبان کے اور غبار آلودگان بھی بمعنی مصطلح مجاور صاحبوں کے ہے تو مطلب منکر صاحب کا حاصل ہے ورنہ فقط خادم صاحبوں کو نذر وانعام کا ملنا جیسا کہ منکر صاحب کا دعوے ہے اس عبارت سے بھی ثابت نہوا **قولہ** و روز ہشتاد بست وششم اسفندارمذماہ آلہی در ہفت کروہی اجمیر مخیم سرادقات عظمت شد روز دیگر پیادہ بمرقد منورہ توجہ نمودند و در آخرہائے روز بآں بقعہ معینیہ رسیدہ لوازم بجا آوردند و ارباب احتیاج وسائر منسوبان ایں بقعہ گرامی بجزائل عطاہائے شاہنشاہی حظ وافر بر داشتند بعد استیفائے مراسم زیارت بمنازل دلکشا کہ در ہیولا نزدیک باتمام پیوستہ بود بفرخی وخجستگی نزول اجلال فرمودند **اقول** اگرچہ اس فقرہ میں بھی لفظ خادمان نہیں لکھا ہے مگر منکر اللغات میں ارباب احتیاج اور منسوبان بقعہ گرامی بھی بمعنی خادم صاحبوں کے درج ہے جسکو اسمیں شبہہ ہو وہ شیخ ابوالفضل کے مرقد پر جاکر دریافت کرلے **قولہ** صفحہ ۶۰۔ ایضاً۔ آغاز سال نوزدہم از دور دوم بجوری فرخندگی شد آں گوہر یکتائے خلافت در روضہ معینیہ جشنے بزرگ ترتیب دادہ مجلس ولاانتظام یافت در ہیولا کہ موکب ہمایوں خطۂ دلکشائے اجمیر رابنور معدلت صفائی خاص بخشیدہ بود **اقول** بظاہر کوئی سبب قوی نظر نہیں آتا ہے کہ جس سے یہ فقرہ بھی انتخاب اکبر نامہ میں لکھا گیا ہے مگر موافق خیال منکر صاحب کے جشن بزرگ بمعنی نذر ونیاز بزرگ کے ہوگا کہ خادم صاحبان اُس سے بہرہ مند ہوئے ہونگے **قولہ**

صفحہ ۸۶ جلد سیوم۔ وچوں بسر منزل دار الخلافت مورد سرادقات جلال شد عزیمت طواف اولیائے دہلی و اجمیر در خاطر خدا پرست آن یگانہ عالم یزدان شناسی بجوش آمد **اقول** یہ فقرہ بھی محض بے فائدہ منکر صاحب نے درج فرمایا ہے **قولہ** صفحہ ۸۸۔ ایضاً۔ واوائل دے ماہ آلٰہی خطہ دلکشائی اجمیر مطلع انوار شاہنشاہی شد آداب طواف ومراسم زیارت بتقدیم رسید و لوازم داد و دہش بظہور آمد **اقول** شیخ ابوالفضل علامی نے شاید عالم رؤیا میں سیر اتفاقیں کو یہ راز سربستہ سینہ بسینہ بتا دیا ہے کہ یہ داد و دہش خصوصاً بحق خادم صاحبان کے ہوئی تھی ورنہ ظاہر الفاظ اس فقرہ سے کوئی بات مفید مدعاے منکر پیدا نہیں ہے **قولہ** صفحہ ۱۹۵۔ ایضاً نہضت موکب ہمایوں بصوب اجمیر بار دیگر بآئین ہر سالہ عزیمت خطہ فیض بخش اجمیر مصمم شد و شب بادو بست و دوم شہریورماہ آلٰہی سمند اقبال را رہگراے مرقد قدسی گردانیدند **و قولہ** در ہمیں سال مہ کہ رایات جہاں کشا بصوب اجمیر نہضت میفرمودند **اقول** دونوں فقرے بحث اولاد سے متعلق نہیں ہیں **قولہ** صفحہ ۱۸۸۔ و فرخی و فرخندگی چہارم مہر ماہ آلٰہی شہر دلکشاے اجمیراز ورود رایات ہمایوں نورآگین شد۔ بآئین بزرگاں شرف گاہ بآں مشہد مقدس شناختہ ایزد بیچون را پرستش نمودند و منتظران قدوم قدسی کامیاب خواہش شدند و ہم دریں والا کہ زمانہ سعادت داشت و روزگار بالش اقبال فرماں پذیراں بارگاہ خلافت شہر یار و الا گوہر را بطلا و سائر جلائل امور برکشیدہ بجزائل بخشش و اقبال آرزومندی جہاں را بے نیاز گردانیدند نخستین آں دریاے نوال عالی فطرت براے گرداوری رضامندی ایزدی خرمن خرمن دامن دامن زر سرخ و سفید مکرمت فرمود پس ازاں کارپردازان خدمت باشارت ہمایوں طبقات انام را پاس مراتب ملحوظ داشتہ زر بخش کردند **اقول** اس بخشش عظیم میں کہ روپے اور اشرفیوں کے انبار اور طلائے خالص برابر خرار تقسیم ہوا بظاہر گمان ہوتا ہے کہ خادم صاحبوں کو بھی حصہ رسد کچھ نہ کچھ ضرور ملا ہوگا۔ علی الخصوص کہ جناب شیخ حسین اجمیری اب تک اجمیر میں نہیں آئے تھے اور جماعت اولاد

مجاور حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ بھی اُن دنوں تمامی نذر و نیاز پر متصرف نہ ہو سکتے ہونگے۔ لیکن افسوس ہے کہ برخلاف توقع بلکہ بالعکس دعوے جناب منکر المجذوبین کے شیخ ابو الفضل نے کچھ بھی تصریح اس فقرہ میں خادم صاحبوں کو نذر و خیرات ملنے کی نہیں لکھی۔ ہاں اگر منتظران قدوم کے معنی خادم صاحبان اور طبقات انام بمعنی مجاور صاحبان کے ہے تو منکر صاحب ہیں اور لاکھوں روپے پھر تو کمی کیا ہے۔ **قولہ** صفحہ ایضاً ہفدہم ماہ مہر آلہی بر فراز قلعہ اجمیر صعود اقبال نمودہ غنودگان آن سرزمین را دستمایہ رحمت شدند در حواشی مرقد سید حسین خنگ سوار وقوف آمرزش فرمودند خاطر عمارت دوست شاہنشاہی چوں اختلال مبانی آں حصار آسمانی پایہ دریافت کارپردازان بارگاہ سلطنت را اشارت ہمایوں شد کہ ہمت در تعمیر بستہ آں عمارت فرسودہ را تازہ گردانیدند در کمتر زمانہ بخوب ترین وجہی صورت انجام گرفت۔ بست و دوم ماہ مہر آلہی از آں خطہ فیض اساس عنان توجہ بجانب میرٹھ انعطاف یافت **اقول** سوائے اظہار مزید دانشمندی و کمالات علمی جناب منکر کے اس بیجا صل مضمون کا ایراد کسی چیز مفید منکر پر دال اور متعلق بحث اولاد ہرگز نہیں ہے۔ نہ اسمیں درگاہ شریف اور نذر و نیاز کا ذکر ہے۔ البتہ لفظ غنودگان سے ایک کسر شان دشمنان شہیدان بالا قلعہ اجمیر کے شیخ علامی سے منکر صاحب نے اور بھی بیان فرمائی۔ منکر الزمانی آگا و پیچھا دیکھکر نہیں چلتے اور نہیں سمجھتے کہ اس میدان میں ہر قدم پر ٹھوکر ہے **قولہ** صفحہ ۲۱۳ (قصد فرمودن حضرت شاہنشاہی حسب دستور بسوئے خطہ اجمیر برائے زیارت روضہ معینیہ) آئین چناں بود کہ سالی یک بار در عنفوان رجب بدان مطاف قدسی نزول ہمایوں شود و بخشش و بخشایش طراز شمول یابد و عبادت ایزدی بدوام الاطراز انتظام گیرد بنابران بست و چہارم در حواشی شہرہ بتنگاور بادپائی برآمدہ خرامش فرمودند و برخی نزدیکان عقیدت گزین سعادت ہمراہی یافتند **اقول** یعنی پھر اکبر بادشاہ نے قصد اجمیر شریف آنے کا فرمایا ہے جناب رئیس المنکرین کو مناسب ہے کہ بہت سی تھیلیاں سلو اکر تیار رکھیں کیونکہ بشہادت شیخ ابو الفضل حسب

مزعوم منکر صاحب کے ہمیشہ سے سال در سال لاکھوں روپے انہیں حضرات خادم صاحبان کو ملتے چلے
آتے ہیں جیسا کہ ناظرین اس کتاب پر مخفی نہیں ہے **قولہ** صفحہ ۲۱۴ دہفتم شہریور ماہ الٰہی شہر دلکشای
اجمیر از پرتو قدوم شاہنشاہی روشنی پذیرفت و خلوت کدہ نیایش نورستان آگہی گردید لوازم
طواف مشہد فیض بجا آوردہ مستمندان منتظر کامیاب خواہش گشتند **اقول** ہمکو یقین واثق تھا
کتاب کی دفعہ ضرور بہت کچھ خادم صاحبان کو ملیگا جس سے دعوے منکر صاحب کا بابت لاکھوں روپیہ
کے صحیح کے قریب ہوجائیگا۔ مگر سخت حیرت اور نہایت افسوس ہے کہ سوا منتظرون اور حاجتمندوں کے
لفظ خادمان بھی اس فقرہ میں نہیں ہے یہ بیچارے یوں ہی کورے رہ گئے۔ شیخ ابو الفضل نے بھی کچھ
تھوڑا بہت سہارا نہ لگایا۔ یہ وار بھی منکر صاحب کا مثل کئی سال سابقہ کے خالی گیا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا ہے
کہ **مصرع** آں قدح بشکست و آں ساقی نماند۔ **قولہ** صفحہ ۲۲۳ ملاحظہ فرمودن گیتی خداوند بصوب
اجمیر صفحہ ۲۳۲۔ بخلاف ہر سال دریں مرتبہ عزیمت مطاف اجمیر در پایہ توقف وچوں روشن شد کہ
منفعت آں صوب سرمایہ آرامش خلائق و پیرایہ نیازمندی گردن کشان است دوششم شہریور ماہ الٰہی
پائے اقبال در رکاب کشائی نہادہ رہگرائے گشتند و باستودہ آئین منزل بمنزل نشاط شکار چہرہ آرائے
شد **وقولہ** صفحہ ۲۸۶۔ از سوانح دستورے یافتن بصفوتگاہ عقیدت گوہر اکلیل خلافت شاہزادہ
دانیال بصوب اجمیر **وقولہ** صفحہ ۲۸۷۔ نوزدہم امرداد آں نیر آسمان اقبال را دستورے دادند شیخ
جمال و مادھو سنگہ و شیخ فیضی و جمال خاں و برخی نزدیکان عتبہ دولت را ہمراہ فرمودند **وقولہ** صفحہ ۳۱۳
در آں ہنگام کہ گیتی خداوند از کشتی فرود آمدہ بطواف اجمیر یلغار فرمود **اقول** یہ چاروں عبارتیں
جناب منکر الزمانی نے محض بے حاصل اور بغیر مطلب غالباً صرف واسطے تحسین اپنے رسالہ کے اور تضخیم و
تجحیم اپنے مقالہ منکرہ کے درج فرمائی ہیں وہ دگر ہیچ۔ اور ناظرین باتمکین کو معلوم ہے کہ بندہ درگاہ
نے بہت کم تعرض منکر صاحب کی غلطیوں لفظی اور فرو گزاشتوں معنوی کا کیا ہے جو کچھ جناب

اس چند عبارات کے انتخاب میں واقع ہوا ہے ہیں نے اس نقل کو مطابق اصل لکھ دیا ہے۔ ان
فروگزاشتوں کے ذمہ دار منکر صاحب ہیں۔ یہاں تک کہ مبتدا مع ہے اور خبر ندارد۔ شاید یہ تنگ ہنگ
منکر صاحب نے شیخ ابوالفضل سے اڑائے ہیں چونکہ وہ خود ہر چہار طرف سے بعض فسادات انشا میں
ہدف تیر ملامت تھے۔ بنابران منکر الزمانی کے افادات کو کون نہ چھیڑے گا **قولہ** صفحہ ۱۸۶ دریں
روز شیخ حسین را بتولیت مشہد فیض بخش خواجہ معین الدین فرستادند خود را از دخترے نژاد خواجہ
می اندازنا ہنجاری چندے بزندانی دبستان برنشاندند و روزگارے سپر ناکامی وشت بود دریں
ہنگام نوازش فرمودند بریں بنگاہ فرستادند تبار داری گزشتہ نشینان آں قدسی بریں سرانجام
آش خانہ بدو باز گردید۔ اور اس عبارت پر حاشیہ منکر صاحب کا یہ ہے۔ کہ آج کے دن شیخ حسین
اپنی نالائقی سے یعنی ناہنجاری سے عرصہ تک قید رہا اور پھر تار ہا۔ یعنی سنہ ۱۴ جلوس سے سنہ ۴۶ جلوس
تک جسکو ۳۳ سال ہوتے ہیں) اب قصور معاف کر کے نوازش فرمائی اور درگاہ میں بھیجا کہ وہاں کے
لوگوں کی خدمت کرتا ہے۔ اور لنگر خانہ کا سرانجام اُسکے سپرد ہوا فقط **اقول** جو تحریف اور تبدیل
لفظی و معنوی زیادتی کہ برخلاف دیانت اور برعکس اپنے وعدہ کے منکر صاحب نے اس حاشیہ میں
فرمائی ہیں اور اپنی قوم کی طرفداری کا اظہار اور اپنی غلط کاری کا اقرار کیا ہے اُسکی تشریح یہ ہے
اول یہ کہ ہرگاہ اس حاشیہ میں حافظ محمد حسین صاحب نالائقی یعنی ترجمہ لفظ ناہنجاری کا لکھ چکے
تھے تو دوبارہ اُسی لفظ ناہنجاری کا اعادہ بے جا تھا یہ کوئی طریقہ ترجمہ کا نہیں ہے اگر بعینہ اپنے شیخ
بوالفضول کے اتباع میں ناہنجاری کا بھی لکھنا ضرور تھا تو ترجمہ الفاظ نالائقی کو بعد لفظ ناہنجاری کے
لکھتے نہ یہ کہ اول الفاظ ترجمہ یعنی اپنی نالائقی کا اظہار کیا بعد اسکے لفظ ناہنجاری کا اندراج فرمایا یہ فقط
خلاف طریقہ ترجمہ کے نہیں ہے بلکہ ثبت حسد و بغض و ہتک غیرہ بحق سلف صالح ہے علی الخصوص
سجادہ نشین دودمان حضرت خواجہ بزرگوار کی نسبت تبقلید و کاسہ لیسی شیخ بوالفضول کے ایسے الفاظ

فقیلہ سخیفہ کا استعمال کیا ہے یہاں تک کہ اپنے شیخ مستند سے بھی ایک قدم مرحلہ سب و شتم میں زیادہ
بڑھایا کر اُسکے الفاظ ناہنجاری کے ساتھ ترجمہ ناالائقی بھی بڑھا دیا کَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ
يَقُولُونَ اِلَّا كَذِبًا **بیت** بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد + بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد + بعد اس کے
بر سبیل مجادلہ ہیں اس فقرہ اکبرنامہ کا اسطرح ترجمہ کرتا ہوں کہ اکبر بادشاہ سفینہ ناالائقی سے کچھ عرصہ قید میں
بٹھا دیا تھا فقط دیکھا چاہیئے کہ منکر صاحب اسمیں کیا سقم پیدا کر سکتے ہیں **دوم** لفظ چندے کا ترجمہ
عرصہ تک لکھا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ اُس سے ایک مدت ممتد بھی خیال میں آسکتی ہے حالانکہ چندے
سے دلالت ایک عرصہ قلیل کیطرف ظاہر ہے **سوم** لکھا ہے کہ قصور معاف کرکے نوازش فرمائی حالانکہ
قصور معاف کرنے کا ذکر اکبرنامہ میں کہیں نہیں ہے۔ منکر صاحب الفاظ اپنے وعدہ کے ہمیشہ بھول جاتے
ہیں کہ کتاب ہی کے الفاظ سے خلاصہ فرماد ینگے **چہارم** لکھا ہے کہ درگاہ کے لوگوں کی خدمت کرتا
رہے یہ بھی غلط ہے کیونکہ اکبرنامہ کا یہ مطلب ہے کہ درگاہ شریف میں جو گوشہ نشین ہیں یعنی فقرا محتاجان
متوکلان و مسافران اُنکی خبرگیری کرتے رہیں کہ اوقاف آستانہ پاک اسی غرض سے مقرر اور متولیوں کے یہی کام
متعلق ہوتا ہے۔ بالضرور درگاہ کے لوگوں میں (کہ خادم صاحبان بھی اسمیں شامل ہیں) جنکی معاش مقرر اور
مرتب موجود ہوں اور درگاہ کے گوشہ نشینوں میں جس سے مراد متوکلان و فقرا ہیں بہت بڑا فرق ہے
پنجم خدمت کرنا جیسا کہ منکر الخادمین نے لکھا ہے اور بات ہے اور خبرگیری کرنا اور بات ہے کہ اس کے
مواقع استعمال میں زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔ آقا کا کام جو کوئی غلام کرے گا تو کہا جاویگا کہ اُس نے
خدمت کی۔ اور ایک بیمار غلام کا کچھ کام جو آقا سر انجام کردے گا تو کہا جاوے گا کہ اُسنے خبرگیری کی منکر
صاحب کہ ظاہرا ایسے گنوار نہیں معلوم ہوتے یعنی کہ خدمت کرنے اور خبرگیری کرنے کے اختلاف کو نہ پہچانتے
ہوں مگر غائبا دیدہ و دانستہ بنتے ہیں تا کہ ایک حقیر اور بے موقع لفظ کا استعمال جناب شیخ حسین اجمیری کی
خدمت میں روا رکھیں سبحان اللہ خادم ہوں تو ایسے ہوں جیسے رئیس الخادمین منکر المخدومین **مصرع**

من نکم مے شناسم پیران پارسا را **ششم** عبارت اکبرنامہ کا یہ مطلب ہے کہ تولیت جیسی کہ سابق میں اُنکے
تعلق تھی اُسیطرح پھر بھی جناب خواجہ شیخ حسین اجمیری کو عنایت ہوئی۔ مگر منکر صاحب نے اس جگہ سپرد
ہونا لکھا ہے گویا کہ ابھی یہ نوازش تازہ ہوئی تھی۔ منکر صاحب اپنا مطلب اور مافی الضمیر تا مقدور
ثبوت میں پہنچو دیتے ہیں خواہ اصل کتاب کے الفاظ اُنکے موافق اور مساعد ہوں یا نہ ہوں **الحمد للہ**
کہ نقل انتخاب اکبرنامہ کی اور نقل عبارات اور حواشی رسالہ منکر نامہ کی لفظاً لفظاً تمام ہوئی۔ اور حال تحریفات
لفظی و معنوی اور اُن غلطیوں اور چالاکیوں کا جو منکر صاحب نے درپردہ کی ہیں اور اُنکے اس جھوٹے دعوے
کی تکذیب کہ خلاصہ میں الفاظ کتاب سے کم و زیادہ بہت کچھ کیا ہے بلکہ اپنی طرف سے کئی فقرات بڑھادیئے
ہیں۔ جیسے بازار کا بتانا پیش درگاہ بلند پائیگاہ اور قصور معاف کرنا اور داروغہ مقرر کرنا وغیرہ کما سبق
تفصیلہ اور برخلاف داب تحقیق کے حسد اور گستاخی وغیرہ اچھی طرح ناظرین پر ظاہر و باہر ہوگیا **باقی**
رہی تشریح بعض مقامات مبہمہ اور واقعات مجملہ مندرجہ اکبرنامہ کے ایکؔ یہ کہ کس طرح جناب خواجہ
حسین اجمیری سے تولیت موروثی درگاہ شریف کی سلب ہوئی اور کب قید ہوئے دوسرے یہ کہ جناب
خواجہ ممدوح کا اور دوسرے حضرات اولاد امجاد کا دعوے فرزندی کیونکر بے اصل نکلا۔ تیسرے یہ کہ کس طریق
سے جناب خواجہ حسین موصوف دختری اولاد یعنی موافق محاورہ اہل ہند کے نواسہ حضرت خواجہ بزرگ
کے تھے فقط تاکہ بعد تشریح اور تفصیل اِن تینوں باتوں کے مطلع تحقیق غبار کدورتوں سے کہ منکر جی نے
برانگیختہ کردیا ہے پاک و صاف ہوکر حضرات ناظرین با انصاف و باتمکین کو اندازہ راست بیانی جناب منکر
الزمانی کا اور طلیق اللسانی اُنکے شیخ فلاںؒ کا موقع بخوبی حاصل ہوجاوے۔ اسکے واسطے میں حضرات ناظرین
کو متوجہ کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ **تحقیق امر اول** یہ ہے کہ فی الواقع سنہ ۴۲ جلوسی میں تولیت
موروثی جناب خواجہ حسین سے بشہادت اکبرنامہ مطبوعہ سنہ ۱۲۸۴ ہجری اور دوسری کتابوں کے سلب
ہوگئی تھی۔ اور حقیقت اُسکی اس طرح پر ہے کہ حضرت شیخ حسین اجمیری علیہ الرحمۃ کو صاحب سجادگی اور

سلہ ابو الفضل ۱۲

منصب تولیت درگاہ شریف کا اپنے آبا رکرام سے ارثاً اور استحقاقاً پہنچا تھا چنانچہ شہادتیں کتب قدیم و جدید مثل منتخب التواریخ و زبدۃ التواریخ و مناقب الحبیب و فرامین سلاطین اس منصب کی موروثیت پر ناطق موجود ہیں۔ اتفاق تقدیری سے اکبر بادشاہ کو خواہ ملاحظہ جاہ و جلال و حشمت ظاہری حضرت شیخ حسین کی کہ صوبہ اجمیر میں بادشاہانہ زندگی بسر کرتے تھے کافی المنتخب۔ یا بسعایت و شکایت حاسدان کہ سرزمانہ میں شعر نیش عقرب نہ از پئے کین است ٭ مقتضائے طبیعتش این است ٭ اوائل ہی میں حضرت سجادہ نشین ممدوح سے دل میں انکار پیدا ہو گیا تھا۔ اگرچہ کئی مرتبہ ۱۲و۱۳و۱۴ وغیرہ جلوسی میں حضرت بادشاہ اجمیر میں تشریف لائے۔ لیکن وہ غبار خاطر رفع نہوا بلکہ ۱۵ جلوسی میں کہ بتقریب ولادت شاہزادہ والا تبار سلطان سلیم واسطے وفائے نذر حصول اس مراد کے پیادہ پا اجمیر میں آئے ظاہر ہے کہ یہ موقع سب سے زیادہ بذل و ایثار و نذر و نیاز و فتوح و نقود کا واسطے اہل استحقاق کے تھا مگر کچھ ایسے اسباب جمع ہوئے کہ اُدھر تو حضرت بادشاہ کو جناب شیخ حسین سے انکار تھا۔ اِدھر خادم صاحبان نے نالش کر دی کہ جناب سجادہ نشین اور اُنکے منتسبین تمام نذور کو اپنے ہی تصرف میں لاتے ہیں۔ خادمین یوں ہی کورے رہجاتے ہیں اور بسبب اسکے کہ جناب شیخ حسین مرد حضور فرشتہ خصال مستغرق یاد ذو الجلال مین نور دنیاوی جھگڑوں سے نفور تھے شاید کہ حضرت کے ملازمان و غلامان کی یہ کارروائی یعنی تصرف نذور کی پایہ صدق کو پہنچی اور اسی موقع پر منکروں نے فرزندی حضرت سجادہ نشین کا بھی انکار کیا کہ یہ اولاد امجاد حضرت خواجہ غریب نواز سے نہیں ہیں۔ اور چونکہ بعض صاحبزادگان فتحپور کہ بقول ملا عبد القادر بدایونی وہ بھی اپنے رسوخ و فروغ کیواسطے مشائخ زمانہ کی جڑ کاٹنے میں خاطر خواہ کوشش فرمایا کرتے تھے حاضر بارگاہ تھے۔ انکی راہ نمائی سے دشمنوں نے یہ گواہی دی کہ ان کا نسب صحیح نہیں ہے کیونکہ در اصل حضرت خواجہ کی اولاد ہی باقی نہ رہی تھی اور اسی قسم کا محضر صادر از قاضیان زمانہ ساز نے بھی لکھدیا۔ بوجوہ مذکورہ تولیت آستانہ پاک کی کہ فی الحقیقت وہ فرع صحت

نسبہ کی اور جزو لاینفک صاحب سجادگی کا تھی سلب ہوگئی یعنی کہ جب بقول دشمنان حضور خواجہ کی
اولاد باقی نہ رہی تھی۔ تو نہ خواجہ حسین زمرۂ اولاد امجاد سے رہے اور نہ مستحق تولیت درگاہ کے رہے۔ پس
شیخ محمد بخاری کہ سادات صحیح النسب ہندوستان سے اور رکن السلطنت نواب شیخ فرید سید مرتضی خاں
بخشی الممالک کے ماموں تھے اور سید محمد بخاری دسنہ ۹۷۹ انکی تاریخ شہادت ہے متولی درگاہ حضرت اجمیر مقرر
ہوگئے۔ و چونکہ سلب تولیت کا زمانہ بہت دراز یعنی ۳۳ برس تخمیناً رہا اور جناب سید بخاری بعد از تقرر
تولیت فقط تین برس زندہ رہے بعد اسکے گجرات میں شہید ہوگئے۔ لہذا اس مدت میں بعد شہادت جناب
سید البخاری اور کتنے ہی شریفان کو یہ منصب تولیت بارگاہ سلطانی سے عطا ہوتا رہا۔ چنانچہ شیخ عبدالقادر
بدایونی بھی پیشگاہ اکبری سے متوقع عطاے اس منصب رفیع کے تھے۔ اکبرنامہ اور منتخب التواریخ و زبدۃ التواریخ
و تذکرۃ السادات و تاریخ فرشتہ وغیرہ کتابوں سے تفصیل مذکورہ بالا کما حقہ ثابت ہے۔ چنانچہ اکبرنامہ و منتخب
التواریخ و تاریخ فرشتہ کی عبارتیں رسالہ منکرہ میں خود منکر الزمانی سند لائے ہیں کہ وہ اپنے اپنے موقع
پر اس کتاب میں درج ہوئیں اور آیندہ نقل کیجاویں گی۔ اور زبدۃ التواریخ و تذکرۃ السادات کی عبارات بھی
عنقریب منقول ہونگی۔ انشاء اللہ تعالے۔ لیکن جناب منکر الزمانی کا یہ ارشاد خلاصہ اکبرنامہ میں کہ شیخ حسین
نذر کا روپیہ کھاجاتے تھے۔ اسکے عوض وہ متولی کے عہدہ سے موقوف ہوئے۔ اور اپنی ناہنجاری کے سبب قید
کیے گئے اور شیخ محمد بخاری انکی جگہ مقرر ہوئے سنہ ۱۴ جلوسی میں یہ واقعہ ہوا سنہ ۴۶ تک شیخ حسین قید رہے
اور سرگردان پھرتے رہے الخ کچھ ایسی قسم کی تک بندی ہے کہ جس سے بادی النظر میں پڑھنے والے
دھوکا کھاویں اور یہ سمجھ جاویں کہ سلب تولیت اور قید ایک ساتھ ہوئے تھے اور یہ گویا امتداد زمانہ قید کو
سنہ ۱۴ جلوسی سے تا سنہ ۴۶ جلوسی یعنی ۳۲ برس تک تھا محض غلط ہے اور چونکہ جناب منکر نے بتقریب
تالیف رسالہ منکرہ بہت سی کتب تاریخ کی خاک چھانی ہے ممکن نہیں ہے کہ بصیر دانا بینا ہوکر اس قدر
نابلد بنے رہے کہ حکایت اس روش کی تاریخ دانی میں جناب پر صادق آتی ہے جسنے کہا تھا کہ "نہ ادم سکندر

ذوالقرنین را با امام حسین پیوافتادہ بود کہ دردشت کربلا شربت شہادت بکام او ریخت"۔ پس اس تلبیس

افترا کو سوائے کمال حسد و انکار و دغدغہ نفسانی و وسوسہ شیطانی کے اور کیا سمجھا جاوے گا لَا حَوْلَ وَلَا

قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ حقیقت واقعی یہ ہے کہ سلبِ تولیت کا واقعہ ۱۴ جلوسی مطابق ۹۷۷ھ

کا ہے کما یلوح من اکبرنامہ۔ اور اجمیر سے باہر جانے اور قید ہونے کو اس مقدمہ سلب تولیت سے کچھ بھی

تعلق اور ہم عہدی نہیں ہے انشاء اللہ المستعان جناب منکر اسکو تاقیامت ثابت نہیں کرسکیں گے

اور نہ اُنکے شیخ فانی ناگوری علیہ ما علیہ نے اکبرنامہ میں ایسا لکھا کہ شیخ حسین موقوف ہوئے اور قید ہوئے اور شیخ

محمد بخاری اُنکی جگہ مقرر ہوئے جیسا کہ منکر الزمانی نے خوف خدا و شرم دنیا سے کنارہ گیر ہوکر لکھدیا ہے

غالباً حافظ المنکرین یہ سمجھے کہ اس زمانہ میں کتابوں پر کسکو نظر ہے اور تحقیق باریک بینی کی کسکو غرض ہے

یہ موقع اچھا ہے جو کچھ رطب و یابس لکھا جاوے گا۔ اہل زمانہ کو وہی سند ہو جاویگی۔ یہ خیال نہ فرمایا کہ اس

انکار کے ضمن میں خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کی اولاد کی توہین و تہجین کسقدر موجب ناراضی حضور کا

ہوگی اور اُسکے نتائج کیا پیدا ہونگے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جسقدر قباحتیں لفظی و معنوی رسالہ منکرہ کی

اور تحریفات و شوخ چشمی و دریدہ دہنی اور کج بازی جو کہ اُسمیں درج ہیں اور مجھ ایسے فقید الادراک پر دس دن

کے عرصہ میں منکشف ہوئیں یہ سب حضور خواجہ کی امداد ہے اور اُسکی مجموعی تردید کا سامان مواد جو مجھے

بہم پہنچا اور وہ بھی اس سرعت و استعجال سے کہ مزیدے برآں متصور نباشد یہ بھی بتصدق خواجہ سرمایہ

خداداد ہے۔ ورنہ کہاں میرا حوصلہ اور کیا میری استعداد واللہ الموفق وھو المعان فی المبدٔ والمعاد

المختصر ۹۷۷ھ مطابق ۱۴ جلوسی میں تولیت سلب ہوئی۔ بعد اسکے تخمیناً آٹھ برس تک خواجہ حسین اجمیری برابر

اجمیر شریف میں مقیم رہے۔ کسی کتاب میں خلاف اس کے اب تک نظر سے نہیں گزرا۔ اور اکبر بادشاہ بھی اکثر

اُن برسوں میں بمقام اجمیر آتے جاتے رہتے تھے جیسا کہ ۹۸۱ھ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ وغیرہ یعنی تخمیناً ۱۵ و ۱۶

۱۷ و ۱۹ و ۲۲ جلوسی میں متواتر بادشاہ کا تشریف لانا بمقام اجمیر اکبرنامہ تاریخ فرشتہ وغیرہ سے خود

رسالہ منکرہ میں موجود ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ کوئی صورت صفائی کی بوجوہ سابق نہوئی۔ بلکہ رنجش خاطر بادشاہ
کی علی الخصوص بملاحظہ حشمت وجلال وشکوہ واقبال و رجوع خلائق ساتھ خواجہ حسین اجمیری کے روزافزوں
تھی۔ یہاں تک کہ جب ۹۸۴ سنہ میں بادشاہ نے مقام اجمیر سے بطرف بانسوالہ (معروف بانسواڑہ ملک
میواڑ) کے کوچ فرمایا۔ کمافی تاریخ فرشتہ۔ تب اُس سفر میں حضرت خواجہ حسین کو بطرف مکہ معظمہ کے رخصت
کیا۔ جیساکہ منتخب التواریخ سے نقل رسالہ منکرہ میں آگے لکھا جاویگا۔ انشاءاللہ تعالی۔ اور اُس زمانہ میں یہی
عام قانون تھا کہ بڑے بڑے عمائد وارکین سلطنت وعظمائے مشائخ دین وملت پر جب بادشاہ کی نظر
عتاب ہوئی فوراً مکہ معظمہ کو رخصت کیئے گئے۔ بہت نظائر اسکی موجود اور بجائے خود اس کتاب میں بھی
مذکور ہیں۔ بیان مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ ۲۱ سنہ جلوسی سے تا ۲۶ سنہ تخمیناً ۵ برس تک بعد سلب تولیت
کے بھی نہ جناب شیخ حسین قید ہوئے تھے نہ جلاوطن کیے گئے تھے۔ بعد اسکے صاحب منتخب التواریخ
سے جناب منکر نے خود صفحہ ۹۴ پر نقل فرمایا ہے کہ جس دن اکبر بادشاہ فتحپور سیکری سے واسطے سزا
دہی محمد حکیم مرزا کے بقصد روانگی کابل برآمد ہوئے۔ اُسدن خواجہ حسین ممدوح مکہ معظمہ سے واپس آکر
پیشگاہ سلطنت میں حاضر ہوئے تھے فقط۔ اور تاریخ فرشتہ سے روانگی اکبر بادشاہ کی واسطے تنبیہ
محمد حکیم مرزا کے ۹۸۹ سنہ ہجری مطابق ۲۶ سنہ تخمیناً جلوسی میں واقع ہوئی تھی کہ اُسوقت تک زمانہ سلب
تولیت کے ۵ برس گزر چکے تھے مگر قید نہوئے تھے۔ کہاں تشریف لیگئے منکر صاحب جن کا یہ مقولہ ہو کہ ۲۱ سنہ
جلوس میں یہ واقعہ ہوا ۲۶ سنہ تک شیخ حسین قید رہے الخ گردن جھکا کر ذرا اپنی تلبیسات کو دیکھیں اور نادم
ہوکر توبہ کریں۔ **شعر** من آنچہ شرط بلاغ است باتو میگویم ٭ تو خواہ از سخنم پند گیر وخواہ ملال ٭ باقی رہا
قید ہونے کا بیان وہ حسب شہادت صاحب منتخب التواریخ کہ نقل عبارت صفحہ ۹۴ رسالہ منکرہ سے لمعہ
پنجم میں لکھا جاوے گا انشاءاللہ تعالی بطور مختصر یہ ہو کہ بعد مراجعت مکہ معظمہ سے پھر بھی شیخ حسین نے
دین اکبری کے موافق تسلیمات نہ بجالائے اور امور دیگر مشروحہ بالا پہلے ہی سے باعث برہمی تھے اور بادشاہ

کی عادت ضرب المثل ہے کہ گا ہے بسلامے بہ نجند اسلیئے آنکو قلعہ بکرین بہجدیا پھر سنہ ہجری مطابق سنہ جلوسی میں بکر سے واپس بُلالیا۔ کبھی فتحپور میں کبھی لاہور میں ہے فقط یہ مدت چھ برس کی سنہ سے نہایت سنہ تک مگر عہدہ تولیت اور سجادگی انکا مسلم ہوا۔ زمانہ بے قیدی ہی تھا جسکو منکر الزمانی اور آنکے شیخ فانی نے سرگردان پھرنے سے تعبیر فرمایا ہے۔ آیہ ناظرین کتب تواریخ پر مخفی نہیں ہے کہ وہ زمانہ سرکشی محمد حکیم مرزا کا ہندوستان کے تخت و تاج کے لیئے بہت پریشانی کا وقت تھا۔ کیونکہ ایک طرف سے محمد حکیم مرزا چچازاد بھائی اکبر بادشاہ کا خروج کر کے لاہور تک چلا آیا تھا اور دوسری طرف بنگالہ اور بہار میں پٹھانوں نے سر شورش اُٹھایا تھا جس سے سلطنت مغل اور ارکان دولت متزلزل ہو رہے تھے اس پریشانی دماغ دولت کے وقت میں جو کوئی زمرۂ مشائخ معتوبین سے واپس آیا وہ زیادہ تر مورد عتاب ہوا اور دربار شاہنشاہی میں اُنپر یہ الزام رکھا گیا کہ یہ لوگ سرکشی محمد حکیم مرزا وغیرہ سے تزلزل سلطنت اکبر شاہی خیال کر کے براہ بد اخلاصی بد اندیشی چلے آئے ہیں۔ چنانچہ قریب واقعہ مراجعت جناب شیخ حسین کے حادثہ مراجعت شیخ عبد النبی صدر الکل اور مخدوم الکل مولانا عبد اللہ سلطانپوری کا آئینہ صداقت اس مقال کا ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ علاوہ اسکے یہ زمانہ مراجعت شیخ حسین علیہ الرحمۃ کا وہ زمانہ ہے کہ جس میں علامی فہامی شیخ ابو الفضل کا خوب طوطی بولتا تھا۔ بلکہ کوس لمن الملکی بجتا تھا اور دین جدید کی ترقی دولت تھی یہانتک کہ بعد اُسکے خیالات زیارت حضرت اجمیر کی دماغ شاہنشاہی سے کان لم یکن ہو گئی تھی اور شیخ علامی کو موروثی عداوت اور ذاتی کینہ اس خاندان عالیشان اور حضرت شیخ حسین سجادہ نشین والا دودمان سے تھا پس جب جناب اکبر بادشاہ کا قدیمی اعراض انکار اور علی الخصوص اُسوقت میں مزاج شاہنشاہی کا انتشار اور حضرت خواجہ حسین کا جاہ و جلال دشمنوں کی آنکھوں میں خار پہلے سے جمع تھا اُسپر حضرت کا خلاف آداب دین جدیدہ کے سلام ناتمام اور جناب علامی وزارت مآب کا بغض و غضب تمام گویا کہ **مصرع** سمند ناز پر ایک اور تازیانہ ہوا۔ پھر قید کی کس سے شکایت کیجاوے اور اس

قید کا عوض سوائے اسکے کہ خداوند منتقم حقیقی نے لیا یعنی سنہ ۱۰۱۲ ہجری میں اس قید کی حرمت بہا علامی کا سر کاٹا گیا اور کیا سمجھا جائے۔ کیفیت عداوت موروثی کی یہ ہے کہ شیخ مبارک کے والد بزرگوار شیخ خضر اپنی زوجہ کہنہ پیر کو مع شیخ مبارک طفل صغیر کے ناگور میں چھوڑ کر سندھ کو چلے گئے تھے اُس وقت اولاد امجاد حضرت سلطان التارکین رحمۃ اللہ علیہ علیہم اجمعین کے ہاتھوں اس ضعیفہ کی بہت تفضیح ہوئی یہاں تک کہ شیخ ابوالفضل کی دادی شیخ مبارک کی بوڑھیا پر لات تک بھی ہو گزری اُن کی بوڑھیا روتی ہوئی حضرت سادات ناگور کی خدمت میں فریادی گئی۔ صاحبزادگان حضرت سلطان التارکین نے جواب دیا کہ یہ ہمارے گھرانے کی لونڈی ہے۔ چنانچہ شیخ مبارک نے ایک خط میں خود بوڑھیوں کی طرح اسکا رونا رویا ہو اپنے فرزند شیخ فیضی کو یہ قصہ لکھا ہے **وہذہ عبارتہ** شنیدہ شد کہ کی از ناگوریان در مجلس بعضے دشمنان نام والدۂ فقیر را باہانت تمام بردہ او را بغضب خدا و رسول صلعم سپردہ شد فقیر در جواب شیخ منور پدر شیخ نظام ناگوری (اولاد امجاد حضرت سلطان التارکین رضہ) متولد شدہ فقیہ خورد بودم کہ والدم بسندھ رفتہ بود و مادرم را بخانہ شیخ منور مذکور گزاشتہ بود والدم بسندھ وفات یافت و مادرم بیکس و غریب ماند در چہاردہ سالگی علوم متداول بفقیر موہوب شد و شیخ زادہائے جاہل حسد تمام میبردند درمیان یکبار در عورات گفت و گوئے شد مادرم رالت کردند مادرم گریہ کناں بخانہ مرحوم مغفور سید السادات شیخ عبدالرزاق قادری رفتہ داد خواہی کرد و ہمچنیں بشیخ یوسف سندہی اینہا ایں جماعت بے اندام را طلب فرمودند آنہا در جواب گفتہ کہ زن شیخ خضر خدمتگار خانہ زاد ماست بشیخ خضر بزنی دادہ بودیم الی آخر القصۃ انتہیٰ بلفظہ مختصراً۔ القصہ شیخ مبارک کو اس درجہ کا رنج و عداوت ساتھ صاحبزادگان ممدوح کے ہوا کہ اس تقریب میں مارے رنج لت خوردگی کہیں انکو سوائے لفظ شیخ زادگان کے کسی القاب مناسب سے یاد نہیں کیا بلکہ سوائے سلطان التارکین کے خاص جناب کے نام نامی اور لقب گرامی کے ساتھ بھی ہرگز الفاظ تعظیمی مثل جناب یا حضرت یا علیہ الرحمۃ وغیرہ کا مطلقاً استعمال نہیں کیا۔ اور در پردہ مضمون خط اکبر بادشاہ سے خواہان عوض

گا۔ ابتدا اپنے عہدخوردی کے ذکر کو اپنے بڑھاپے میں شیخ مبارک نے ایسی رنگ آمیزی سے لکھا ہے کہ گویا وہ غم اور وہ سانحہ اور وہ صدمہ اور آیندہ کا خوف اُنہیں صاحبزادگان سے آجتک تازہ ہی۔ علےٰ ہذا القیاس اُنکے فرزندان مبارک کو بھی وہ ہی رنج و عداوت موروثی بخوبی باقی تھا اور کیونکر نہو جبکہ بوڑھا باپ اپنے لڑکپن کے رنج کو مرتے دم تک تازہ چھوڑ گیا تھا۔ تشریح اُسکی بضمن ایک تمثیل کے بیان کیجاتی ہے کہ محمد اکبر بادشاہ جب ۳۵ سنہ جلوسی میں اجمیر شریف سے زیارت کر کے بقول منکر صاحب لاکھوں روپیہ خادم صاحبوں کو نذر و نیاز کا دیکر ناگور کو تشریف لیگئے اور وہاں چند روز قیام بھی فرمایا اُمراء اور راجگان وہاں حاضر ہوئے کو کرتلاؤ بھی کھدوایا جسکے ضمن میں ایک قصہ گُتی کا ابوالفضل برادر شیخ سگ بست نے لکھا ہے یہ سب کچھ مذکور ہوا مگر اس مدت قیام ناگور میں حضرت سلطان التارکین قدس سرہ کے مزار شریف پر حاضر ہونا اکبرنامہ میں مطلق مذکور نہیں ہے۔ یا انتخاب مستندہ میں منکر صاحب نے نقل نہیں فرمایا مگر بقصد زیارت حضرت شیخ فریدالحق والدین گنجشکر قدس سرہ کی ناگور سے پاکپٹن علاقہ پنجاب میں بادشاہ کا جانا درج ہے۔ بہت بڑا تعجب ہی کہ ایسے بادشاہ معتقد اولیائے کرام زائر مزاراتِ مشائخ عظام کہ بار بار اجمیر و دہلی و فتحپور وغیرہ میں مزارات پر حاضر ہوتے تھے۔ ہرگاہ کہ اجمیر شریف سے زیارت کرتے ہوئے خاص ناگور میں پہنچے اور چند روز قیام بھی فرمایا تب بھی حضرت خواجہ بزرگ اعظم الخلفاء جناب سلطان التارکین کی زیارت سے مشرف نہوئے بلکہ عجیب تر یہ ہی کہ ناگور میں خلیفہ خاص کی زیارت سے محروم رہے۔ اور ناگور سے اسقدر مسافت دراز پر خلیفۃ الخلیفہ کی زیارت کو پاکپٹن تشریف لیگئے۔ اگر جناب بادشاہ کیطرف سے یہ فروگزاشت ہوئی تو اُنکی ایسی خوش اعتقادی کو ہمارا سلام ہے اور اگر جناب زبدہ دبیر نے عمداً ذکر زیارت سلطان التارکین قدس سرہ کا ترک فرمایا تو جناب دبیر کی وقائع نگاری اور صداقت شعاری میں کلام ہے۔ اصل حال یہی معلوم ہوتا ہی کہ چونکہ تقدیر خداوند کارساز و ظہور کرامت پیشین گوئی حضرت خواجہ غریب نواز کی کہ حضور نے فرمایا کہ اولاد معین الدین و حمیدالدین یکی است الخ اولاد حضرت سلطان التارکین علاقہ اولاد حضرت خواجہ بزرگ کے مکرر قرابت

خویشاوندی واقع ہوئی جیساکہ اخبار الاخیار و مناقب الحبیب و مداین المعین وغیرہ میں تفصیل مذکور ہے اور جلیس حضرت شیخ نظام الدین شیخ منور کی پڑوتی شیخ امان اللہ کی حضرت خواجہ حسین اجمیری کے برادرزادہ کی بیٹی سے شادی ہوئی تھی اور یہ ہی شیخ نظام ہیں جن کی اولاد سے شیخ مبارک ناگوری تھے اور اس سے پیشتر خواجہ حسین ناگوری کی بیٹیاں خواجہ بزرگ کی اولاد امجاد سے منسوب ہوئی تھیں اور خاص حضرت خواجہ حسین اجمیری کی دادی صاحبہ بھی و دمان حضرت سلطان التارکین کی پوتی تہیں۔ اور فترات اور بدعقیدوں کے زمانہ میں بحالت صغر سال حضرت خواجہ حسین اجمیری اور انکے چھوٹے اور بڑے بھائی صاحبان بھی اپنی ننہیال میں ناگور جا رہے تھے۔ پس جو عداوت موروثی مذکورہ باعث ترک زیارت حضرت سلطان التارکین اکبر نامہ میں ہوئی وہ ہی اس سلسلہ شریفیہ میں یعنی خواجہ حسین اجمیری کی نسبت بھی یہی باعث انکار اور تہجین و حسد وغیرہ امور ناملائم کا ہوئے۔ اور حقیقت عداوت ذاتی شیخ ابوالفضل کے ساتھ جناب خواجہ حسین کی کتاب مناقب الحبیب میں اسطرح درج ہے کہ ابوالفضل نے اکبر بادشاہ کے حضور میں مکرر یہ دعوے کیا تھا کہ خواجہ حسین سجادہ نشین انکے خانہ زاد بھائی ہیں۔ جب اکبر بادشاہ نے اجمیر میں حضرت خواجہ حسین سے دریافت کیا آپنے فرمایا کہ کل مؤمن اخوۃ بادشاہ نے شیخ کے دعوے کو جھوٹ سمجھا اور شیخ نے ندامت اُٹھائی۔ غیرت و حمیت کی رگ حرکت میں آئی ایک دن قابو پاکر بادشاہ سے عرض کیا کہ خواجہ حسین کا ایسا ارادہ ہے کہ لشکر جمع کرکے خود بادشاہ بن بیٹھیں اور تصدیق اسکی اس طرح ممکن ہے کہ بڑے بڑے سرداران و مہاراجگان انکی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور اس میں شامل ہیں۔ بادشاہ اُنسے فرمادیں کہ خواجہ حسین کا سر کاٹ لادیں۔ سرداران نے بلحاظ آداب و پاس حرمت سجادگی اس خاندان عالیشان کے کہ ہمیشہ سے مسلوک تھا صاف انکار کیا۔ بادشاہ کو شک ہوا شیخ جی کا چکمہ چل گیا۔ چنانچہ جناب خواجہ حسین کو حکم ہوا کہ مکہ معظمہ کو چلے جاویں۔ بعد انکی روانگی کے ابوالفضل نے بادشاہ سے عرض کرکے انکی حویلی مسمار کرادی۔ اور اُسی جگہ اکبری مسجد بنوائی گئی کہ اندرون دروازہ نقارخانہ بسمت مغرب اب تک موجود اور غیر آباد ہے انتہی ترجمتہ مختصراً[۱] اور بظن غالب اسی جگہ بازی اور مغالطہ اندازی شیخ ابوالفضل کی تھی

[۱] اصل عبارت بھی حاشیہ میں پہلے درج ہو چکی ہے ۱۲

اشارہ ہے۔ شیخ عبد القادر بدایونی کا منتخب التواریخ میں جہاں کہ بعد ذکر حشمت و جلال اور بادشاہانہ زندگی
بسر کرنے خواجہ حسین کے یہ عبارت لکھی ہے کہ "سوانح دیگر علاوہ آن شد غیرت اولی الامری تاب نیاورد الخ"
یعنی خود بھی حکمت عملی جناب بادشاہ سلطنت پناہ اور وزیر حکمت دستگاہ کی تھی کہ خواجہ حسین صوبہ اجمیر
بلکہ ہند سے باہر چلے جاویں تو باعث آرامش سلطنت اکبری اور ضمانت خطرہ رقابت ہو اور وزیر سلطنت
کی ندامت و عداوت کا عوض ۔ تعزیر بھی اسی میں متضمن ہے **مصرع** چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار
یہ تفصیلی حقیقت ہے سلب تولیت اور مقیدی اور سرگردانی و شتابان حضرت شیخ حسین سجادہ نشین علیہ
الرحمۃ کی مگر معلوم نہیں کہ کس حجت پر منکر الزمانی نے ان امور کو بطور الزام و تعریض و تشنیع کے بحق حضرت شیخ
حسین تحریر فرمایا ہے کیونکہ یہ باتیں جیسے سلب تولیت یا النظر بند کی قید و جلاوطنی جو کسی بادشاہ عہد نے
کسی بزرگ یا بزرگ زادہ کے حق میں روا رکھی ہوں کچھ قادح عزت ذاتی اور عظمت صفاتی اور کاسر علوی شان
سموی خاندان کے ہرگز نہیں ہوتے ہیں بلکہ قید اور بند ایک طرف اس امت مرحومہ میں سادات و اکابر دین کے
خون بے گناہ بھی بہت واقع ہو چکے ہیں۔ چنانچہ خون بے گناہ شہیدان کربلا پر شام و سحر شفق احمر سے آجتک
خونتابہ فشاں ہے ۔ اور حضرت حسین منصور کا افسانہ جو عہد سابق میں ہوا ہنوز خلایق کے ورد زباں ہے اور
شاہ سرمد کا واقعہ جو زمانہ لاحق میں گذرا عیاں راچہ بیاں ۔ بعض حضرات ائمہ اہل بیت سلام اللہ علیہم اجمعین
اور جناب امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کو بھی بعض سلاطین عہد نے قید کر دیا تھا۔ کیا جناب منکر نے
کہ متوغل علم تاریخ ہیں اپنی لال کتاب اکبرنامہ وغیرہ میں دیکھا نہو گا کہ انکے حضرت محمد اکبر بادشاہ نے مخدوم
الملک مولنا عبد اللہ سلطانپوری اور صدر الکل شیخ عبد النبی کو اول جلا وطن کیا۔ پھر وہ آئے تو قید کا حکم
دیا ایک تو خوف سے گجرات میں مر گئے اور دوسرے شیخ ابوالفضل یا راجہ ٹوڈرمل کی قید میں قید ہستی سے
چھوٹ گئے۔ اور کیا ہنوز یہ نہیں سنا کہ اکبر بادشاہ نے شیخ قطب جلیسری کو مع اور بہت سے فقیروں کے
بھکر کو بھجوا دیا تھا کہ وہ وہیں مر گئے ۔ اور شیخ عدل کے پوتوں کو جو کہ جونپور کے مشائخ سے تھے اجمیر

بھجدیا اور اسیطرح بہت سے درویشوں کو اِدھر اُدھر بھجوا دیا تھا۔ بلکہ بعض فرزندان سجادہ نشین خاص حضرت شیخ سلیم چشتی کو بھی ہجرت کا اتفاق ہوا کما سبق۔ اور کیا منکر صاحبؒ بھی مستند کتاب تزک جہانگیری میں سانحہ قید جناب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نہ پڑھا ہوگا۔ لیکن اس قتل اور سفک اور قید و بند سے نسبت اِن حضرات ممدوح الشان کے کوئی سوء اعتقاد و بدگمانی و گمان تحقیر و توہین نہیں ہے علی ہذا القیاس اگر جناب خواجہ حسین اجمیری بھی اسیر پنجہ تقدیر ہوئے اور تولیت موروثی بھی منتزع ہوگئی تو اس سے کچھ منقصت اُنکی شان میں اور حقارت اُنکے خاندان کی معاذ اللہ ہرگز لازم نہیں آتی ہے کما لا یخفی۔ بلکہ حکم اخیر جو ۱۰۱۸ھ جلوسی میں پیشگاہ اکبر بادشاہ سے صادر ہوا یعنی کہ جناب خواجہ حسین اجمیری کو پھر اجمیر شریف میں رہنے کی اجازت اور بدستور سابق منصب تولیت کہ اُن کا موروثی اور متعلق سجادگی تھا عطا ہوا۔ اس سے جبر پچھلے نقصان کا اور ارتفاع اُس گزشتہ بہتان کا باحسن الوجوہ ہوگیا الحمد للہ علی احسانہ قد رجع الحق الی مکانہ ۔

اور تحقیق امر دوم یہ ہے کہ بے اصل ہونا دعوے فرزندی جناب شیخ حسین کا اور نیز اُس جماعت کا جو اولاد امجاد حضرت خواجہ سے اجمیر میں موجود تھے محض بے اصل ہے۔ وجوہ اور دلائل معتمدہ اور براہین و حجج معتبرہ سے صحیح و ثابت یہ ہے کہ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ متاہل اور صاحب اولاد تھے اور جناب شیخ حسین اجمیری وغیرہ بھی بیشک حضرت خواجہ کی اولاد کرام میں سے تھے۔ آجتک انہیں کی نسل و اولاد شہر اجمیر میں باحترام تمام ساکن اور وارثان خواجہ حسین علیہ الرحمۃ سے خود باقرار جناب منکر سجادہ نشین ؒ حال مسند سیادت پر متمکن ہیں۔ اُن کے خاندان قدیم کے ہزاروں لاکھوں معتقد اطراف ہند میں ہنوز موجود۔ اُنکے آثارات و عمارات و جاگیرات و سندات قدیمہ اُنکی صحت نسب و مراتب کے شاہد عدل حاضر ہیں۔ کتابیں اُنکی تصدیق سے مشحون سنگین کتبے اُنکی توثیق سے موزون۔ حقوق

۱ھ شیخ المشائخ دیوان غیاث الدین علیخاں صاحب ۱۲

آداب و اعزاز و لوازم منصب سجادگی خاص آستان پاک میں انکے واسطے مرعی ہیں پس باوجود ایسی صحت اور قدامت اور ثبوت اور شہرت کے کہ حد تواتر سے بھی بڑھکر نسلاً بعد نسلٍ صدہا برس سے اُسکی تصدیق ہوتی چلی آئی کسی کے کہنے سے دعوے فرزندی ان حضرات کا بے اصل نہیں ہو سکتا اِذَا الثَّابِتُ لَا یُرْفَعُ اِلَّا بِدَلِیْلٍ - یعنی کوئی ثابت چیز بغیر دلیل کے دور نہیں ہو سکتی - اب دیکھنا چاہیے کہ جناب منکر کی دلیل کیا ہے - ایک اکبرنامہ دوسرا اقبال نامہ فقط اور بسبب اسکے کہ صاحب اقبال نامہ مقلد محض اور متبع شیخ ابو الفضل کا ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ لمعہ ہفتم میں اسکا حال لکھا جائیگا - باقی رہے فقط ایک شیخ ناگوری منفرد کہ سوائے اِسکے اور کسی مورخ نے انکار وجود اولاد امجاد کا نہیں کیا - بلکہ اکبرنامہ و اقبال نامہ دونوں پر جرح و قدح کی کتابوں میں اسی بحث انکار کے سبب سے درج ہی - پس ایک شیخ ناگوری کی ملاحی سے منکرین کا بیڑا کیونکر پار ہو سکتا ہی **بیت** گر سفر اینست منزل گہ کجاست ٭ لا الہ گفتی الا اللہ کجاست ٭ اور تنہا شیخ ابو الفضل کی بات کب مسموع و معتبر ہے - خصوصاً جب کہ وہ خلاف ثابت کے اور مخالف جمہور مورخین کے اور برخلاف اپنے متقدمین اور معاصرین کے ہے - کیونکہ ابو الفضل کا بیان وجی ترجمان نہیں ہے عدول و ثقات کا اکبرنامہ میں کہیں نام و نشان نہیں ہے، اور وہ خود بسبب خلاف ثابت ہونیکے دلیل کا محتاج ہی اور کوئی دلیل اُسکے پاس نہیں اور کسی مورخ کی شہادت اُسکو موید نہیں - شیخ ابو الفضل نے لکھا ہی کہ مجاوروں نے دعوے فرزندی میں مشائخ متولی یعنی اولاد امجاد کی تکذیب کی - بادشاہ نے چاہا کہ ثقات و عدل قرار واقعی تحقیق کریں - بڑی پیروی کے بعد ظاہر ہوا کہ دعوے فرزندی بے اصل تھا - اسیواسطے شیخ محمد متولی کیئے گئے الخ - اور فقیر حقیر یہ عرض کرتا ہی کہ مجاورین جنہوں نے انکار فرزندی حضرت شیخ حسین وغیرہ اولاد پاک کا کیا تھا انکے حق میں صاحب زبدۃ التواریخ کہ تالیف عہد جہانگیر بادشاہ کی ہے یہ لکھتے ہیں کہ "سکان آن روضہ رضیہ (حضرت اجمیر) از شرارت و حسد در نسبت فرزندی شیخ حسین سخنی داشتند الخ یعنی مجاورین نے حسد و شرارت سے فرزندی شیخ حسین کا انکار کیا تھا اور حضرت بادشاہ جہان پناہ جنہوں نے تحقیقات کروائی انکی نسبت صاحب

منتخب التواریخ مستند منکر صاحب یوں فرماتے ہیں کہ اوائل میں جب سے اکبر بادشاہ کو حضرت خواجہ سے عقیدہ ہوا اُسی زمانہ سے خواجہ حسین سے انکار پیدا ہو گیا۔ اور صدور و ثقات جنہوں نے تحقیقات کی اُنکے حق میں لکھا ہے کہ دشمنوں نے بعض مشائخ کے بہکانے سے خواجہ حسین کی نسب کی نفی میں گواہی دی اور زمانہ سازی کے طور قاضیوں اور صدور نے محضر لکھا۔ اور جناب ابوالفضل علامی جنہوں نے اکبر نامہ لکھا انکی عداوت دینی قدیمی اور رنج جدید کا حال بیشتر لکھا گیا ہے۔ بعد اسکے اہل انصاف غور کریں کہ مدعی شریعہ حاسد اور بادشاہ منکر محققین دشمن و زمانہ ساز مورخ اپنے پرانے اور نئے رنج میں بتلا۔ اور بادشاہ و وزیر دونوں کے عقائد ایک سے ایک اعلے۔ اس تحقیقات معاندانہ پر جناب منکر الزمانی کو ناز ہے کہ جو کہیں سے بھی درست لائق اعتبار نہیں۔ اب میری التماس بجناب منکر الزمانی یہ ہے کہ زبدۃ التواریخ اور منتخب التواریخ اور دوسرے مولفوں کے اقوال کی تردید میں اُنکے معاصرین یا متاخرین کے اقوال نقل فرمادیں۔ جیسا کہ فقیر نے تحقیقات اکبر شاہی پرخچے پرخچے الگ کرکے بتادیئے۔ اور اُسی زمانہ کے مورخین کے اقوال مشعر غلطی تحقیقات اکبری کے سنادیئے اور بغیر اسکے میدان انکار و مناظرہ میں تکلیف قدم رنجگی گوارا نفرمادیں۔ علاوہ اسکے وقت تحقیقات یعنی سنہ جلوس اکبر شاہی تک باقرار موافقین و عدم انکار مخالفین نسب فرزندی حضرت خواجہ کا واسطے شیخ حسین اجمیری کے اُنکے خاندان کی خود ثابت اور مسلم تھا۔ اور ثبوت نسب کے لیے جو قاعدہ کہ کتب معتبرہ فقہ میں درج ہے اُسکو منکر صاحب نے کہ اپنے آپ کو حنفی مذہب لکھتے ہیں ملاحظہ فرمایا ہی ہوگا۔ اندرینصورت اُس دلیل انکار کا پیش کرنا جو قادح اور ناقص صحت نسب حضرت خواجہ حسین کی بموجب قواعد فقہ حنفی کے ہو منکر صاحب کے ذمہ ہے وَدُونَہٗ خَرْطُ الْقَتَادِ جو جو اقوال مولفان منتخب التواریخ اور زبدۃ التواریخ کے مع اور بھی اقوال سلف و خلف اور دلائل واضح اوپر ابطال تحقیقات اکبر شاہی اور تغلیط اکبر نامہ کے پیش نظر راقم اثم عفی عنہ موجود ہیں اُن میں سے بطور مشتے نمونہ از خروارے اس مقام پر درج کیے جاتے ہیں **اول** یہ ہو کہ مدت دراز سے منصب تعمیت درگاہ شریف حضرت اجمیر کا متعلق صاحب سجادہ اولاد حضرت خواجہ سے تھا۔ چنانچہ فرامین بادشاہان سلف سے اور غیر کتب

تواریخ سے اِس تولیت کا منصب موروث اور ساتھ سجادہ نشینی کے مشروط ہونا بخوبی ثابت ہی چنانچہ عبارت منتخب التواریخ کی مندرجہ صفحہ ۴۹ رسالہ مذکورہ یہ ہی کہ آن تولیت موروثی چندین سال الی آخرہ آمدہ هرگاہ کہ ناگہانی اتفاق اور حسد حاسدان انکار بادشاہ وشہادت بعض شیوخ و قضاۃ زمانہ سازسے انکی فرزندی کو بے اصل قرار دیا گیا جیسا کہ اکبرنامہ میں درج ہے کہ دعوے فرزندی اصلے نداشت الخ اسواسطے بموجب تضیہ اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ فرزندی نہ رہنے سے ساتھ تولیت بھی باقی نہ رہی تھی لیکن بعد اسکے اکبر بادشاہ نے اپنے ہی حکم اخیر سنہ ۹۸۷ ہجری سے کہ یقیناً ناسخ حکم اول کا ہی انکی قدیمی اور موروثی تولیت پر انکو بحال کر دیا تھا بنا بر این موافق اُسی قاعدہ قدیمی اور شرط مسطورہ سابق کے اِس سے بھی تصدیق فرزندی حاصل ہی کما لا یخفی۔ **دوسرے** یہ ہی کہ بعد دوبارہ ملنے تولیت کے خواجہ حسین علیہ الرحمۃ خود متمکن مسند سجادگی و فرزندی حضرت خواجہ کے ہوئے اور اُنکے وارثان اور جانشینان نسلاً بعد نسلٍ آجتک بموجب اقرار منکر الزمانی کے سجادہ نشین ہوتے چلے آئے ہیں۔ اگر تحقیقات اکبرشاہی اور بے اصلی دعوے اولاد حضرت خواجہ کے صحیح اور واقعی ہوتی تو دوبارہ اُسی عہد اکبرشاہی میں اور اُسکے بعد دوسرے سلاطین بالاستقلال میں کہ فرزندان نبیرگان جلال الدین محمد اکبر شاہ سے تھی اور ایسا ہی اِس زمانہ تک کہ بیچ میں کئی مختلف قومیں فرمان روا اور حکمران خطہ اجمیر شریف میں رہیں اور اب دور سلطنت قوی دولت شہنشاہ ہند و انگلنڈ کا ہی بلا تشنیت احکام منکرین اور بغیر اعتراض سلاطین کے یہ منصب عالی تولیت و سجادگی کا کس طرح واسطے جناب خواجہ حسین اور اُنکے وارثوں کے بحال رہا۔ اور ایسا بے اصل دعوے کیونکر ایسی شہرت اور استقامت کے ساتھ صدہا برس چلا **مصرع** انصاف شیوہ ایست کہ بالاے طاعت است +

تیسرے یہ ہی کہ اگرچہ شیخ بوالفضول نے فقط گول گول لکھا ہی کہ عدول و ثقات کی تحقیق سے بعد بہت سی پیروی کے یہ ظاہر ہوا کہ دعوے فرزندی کا بے اصل تھا یعنی کہ عدول و ثقات کے نام نہیں لکھے مگر بعنایت الٰہی خود رسالہ مذکورہ کے ملاحظہ سے واضح ہو گیا کہ وہ عدول و ثقات شیخ زادگان فتحپور تھے جو کہ خوان

احسان شہنشاہ اکبر اور مورد الطاف شیوخ ناگور سے بہرہ ور تھے اور کوئی صدر و قاضی کہ بسبب ناسازگاری و اقتضائے طبع کے وہ لوگ اور معاندان جناب شیخ حسین اس تحقیقات حسب دلخواہ میں شامل کیے گئے تھے۔ چنانچہ متعلق اس بحث کے عبارت منتخب التواریخ کی مندرجہ صفحہ ۴۸ و ۴۹ رسالہ منکرہ میں یہ ہے کہ معاندان براہ موافقی مشائخ فتحپور کہ ایشاں نیز در استیصال و قہر ابنائے جنس مساعی جمیل بلیغ فرمودند برنفی نسبتش (شیخ حسین اجمیری) ادائے شہادت نمودہ گفتند کہ از خواجہ عقب نماندہ و دریں باب صدور و قضاۃ نیز بموجب زمانہ سازی محضر نوشتہ انتہیٰ قدر الحاجۃ۔ پس یہ کوئی تحقیقات واقعی نہ تھی۔ بلکہ صرف ایک حیلہ اٹھا کر ایذا رسانی ان حضرات کی اور سلب تولیت منظور نظر و خاطر پسند حضرت بادشاہ و مدنظر معاندان بدخواہ اور بطرز شاعری بنا بنا کر لکھنا اُسکا منظور خاطر جناب شیخ وزارت پناہ تھا **بیت**

شیخ لئیں بسیار کرد ہست و کند ۔ سبحہ را زنار کرد است و کند +

اور جو سلوک و مراعات بادشاہ کی نسبت اکثر اہل خانوادہ حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مبذول ہوئے بہت مشہور جابجا مشہور ہیں بلکہ حضرت کے بعض صاحبزادگان امرائے شاہی میں معدود تھے۔ ممکن نہ تھا کہ وہ خلاف رضائے سلطانی دم مار سکتے

شعر خلاف رائے سلطاں رائے جستن + بخون خویش باید دست شستن + چہ جائیکہ ملازم سلطان بھی ہوں

کتاب طبقات اکبری مطبوعہ ۱۲۹۲ھ میں بذیل ذکر امراء دولت اکبری لکھا ہے کہ شیخ بایزید فرزند زادہ حضرت سلیم چشتی زمرہ اُمرائے بادشاہی میں منسلک تھے۔ اور کم سے کم لفظ امیر کا اُس سرکار میں ایسے شخص پر اطلاق کیا جاتا تھا کہ جو پانسو نوکر کا آقا ہو۔ اور ان صاحبزادہ کا پلہ اِس مرتبہ امارت سے بھی بھاری تھا اور صاحبزادہ خاص حضرت شیخ قدس سرہ کے شیخ قطب الدین اور بعد اُنکے حضرت کے پوتے شیخ علاء الدین المخاطب باسلام خاں منصب صوبہ داری بنگالہ تک مترقی ہو گئے تھے کما فی تاریخ فرشتہ +

چوتھے یہ ہی کہ اگرچہ شیخ علامی نے بمقتضائے فطرت و فطانت اِس امر کو بھی گول کر دیا ہے کہ آیا فقط دعویٰ شیخ حسین اجمیری کا بابت اولاد میں ہونے حضرت خواجہ بزرگ کے بے اصل نکلا یا سب اولادِ حضرت خواجہ کا

وجہ بے اصل تھا کیونکہ بشہادت اکبرنامہ مندرجہ صفحہ ۱۱ رسالہ منکرہ عیاں ہی کہ دعویداران فرزندی
ایک جماعت تھی اور اُنکے رئیس شیخ حسین علیہ الرحمۃ تھے مگر جناب علامی کے طرز بیان سے کما ھو ظاہر
علی الماہر صاف صاف مترشح ہی کہ مطلقاً سب اولاد امجاد حضرت خواجہ اجمیری کا دعویٰ بے اصل نکلا کوئی
وجہ تخصیص ایک ذات واحد کی بیان نہیں کی ہی اور چونکہ مدعی ایک جماعت تھی اور دعویٰ بے اصل نکلا تو سب کا
دعویٰ بالضرورۃ بے اصل ہوا۔ اور اسی تعمیم کیطرف تصریح کی ہی صاحب منتخب التواریخ بدایونی نے کہ شیخ
فتحپور وغیرہم کی شہادت یہ تھی کہ حضرت خواجہ سے اولاد ہی باقی نہیں رہی تھی کما سبق پس خلاصہ کلام اکبر
اور نتیجہ تحقیقات ثقاۃ و عدول کا ایک ہی بات ہی کہ حضرت خواجہ کی اولاد ہی باقی نہ رہی تھی۔ لہذا شیخ حسین اجمیری
اور جملہ مدعیان کا دعوی فرزندی بے اصل تہا اور یہی منشا خاطر اور اظہار تعمیم سے مقصود قلبی رئیس الحادین حافظ
المنکرین اجمیری کا ہی۔ لیکن یہ تحقیقات مشائخ وغیرہم زمانہ سازان کی اور تحریر شیخ بوالفضول منشا رمقررہ
مخدوم الفحول سرتا سر غلط اور مبنی ہی تعصب و عناد پر۔ عنقریب ناظرین باانصاف کیخدمتمیں شہادتیں اور اقوال
ایسے قدمائے کاملین و شیوخ و علمائے دین و کملائے محققین و فضلائے مورخین کی ہدیہ کیجائیں گی کہ جنکی تحقیق
کا پایہ آسمان فرسا ہی اور سبکے خورشید فضل کے آگے شیخ بوالفضول کا کوکبا عتبار کمتر از سہا ہو وباللہ التوفیق
ازانجملہ عبارت منتخب التواریخ کی ہی جو صفحہ ۴۸ و ۴۹ رسالہ منکرہ پر درج ہی اور اُسکا اندراج رسالہ منکرہ میں عجائب
قدرت الٰہی سے ہی **مصرع** عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد +

پانچویں یہ ہی کہ آجکے دن تک تمام خادم صاحبان اجمیر کیا شیخ و کیا سید کیا اُنکے صغیر کیا کبیر ہر ایک زیارت
کرنیوالے کو خود اپنی زبانوں سے مزارات اولاد کرام حضرت خواجہ بزرگ کے بتاتے اور نام بنام زیارت کراتے پھرتے
ہیں کہ یہ مزارات حضور کے دونوں محلوں کے ہیں اور یہ مزار حضرت کی صاحبزادی بی بی حافظہ جمال کا ہی اور اُن کی
پائینتی دو قبریں صاحبزادگان صغیر السن حضرت صاحبزادی ممدوحہ کی ہیں۔ اور وہ چبوترہ پر لب حوض جہالرہ مزار
حضرت خواجہ کے صاحبزادہ سید ابو سعید کا اور اُنکے بالین یا پائیں علی اختلاف اقوالھم مرقد اُنکے ماموں سید ابو صالح

فرزند حضرت سید وجیہ الدین مشہدی کاہی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ جائے تعجب ہے کہ ایسے متواتر اقرار پر صریح اور قطعی انکار فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ +

چھٹے یہ ہے کہ اکبر بادشاہ کی کیفیت عقائد دینی اور عمل یقینی اور برتاو کی ساتھ مشائخ و علماء و فقراء کی مفصلاً پیشتر مذکور ہو چکی ہے حاجت اعادہ کی نہیں ہے پس ایسے شہنشاہ خوش عقیدہ کے ہاتھ سے حیف و ستم علی الخصوص وقت شکایت دشمنان و سعایت معاندان انکار قدیم خود جناب ظل سبحان کے ایک بزرگزادۂ والا دودمان یعنی جناب شیخ حسین اجمیری صاحب سجادہ و متولی درگاہ حضرت اجمیر کے حق میں روا رکھا جاوے کچھ محل استعجاب عند اولی الالباب نہیں ہے +

ساتویں یہ ہے کہ جناب ذات مآب علامی فہامی کی دینداری اور حسن سلوک دریدہ دہنی و بے ادبی کا حال نہ فقط ساتھ طبقۂ علماء و مشائخ وقت بلکہ اپنے مرشد آفاق اور مربی علی الاطلاق کے ایسا ہو کہ جیسا پیشتر لکھا گیا ہے تو انکی زبان اور قلم دو زبان سے جو کچھ کلمہ تحقیر و گستاخی کا بحق اہل دین و ارباب سعادت کے نکلے وہ کچھ بعید نہیں ہے جیسے کہ بے اصل ہونا اولاد حضرت خواجہ کا لکھ دیا ہے۔ علی الخصوص کہ انکی پرانی خانگی رنجش بھی اسپر مستزاد ہو کا سبق اور اس حال میں کہ ادہر حضرت بادشاہ بر سر انکار ادہر جناب وزیر درپے آزار ہوں جو کچھ بگاڑ بحق خواجہ حسین بنتا وہ تھوڑا تھا۔ **شعر** وزیرے چنیں شہریارے چناں + جہاں چوں نگیرد قرارے چناں +

آٹھویں یہ ہے کہ راقم اثم غفر اللہ لہ نے ایک تاریخ اکبر شاہی مولفہ عہد قدیم دیکھی کہ اسکو مرزا عزیز کوکہ دودھ شریک بھائی اکبر بادشاہ کے ایک قریب رشتہ دار نے تالیف کیا ہے انتخاب واقعات کا اکبرنامہ سے لیا ہے اور اپنی تحقیق کو بھی بیان کیا ہے اور ہر ایک موقع جشن شاہی و دونوں بزم و رزم کی تصویرات بھی جا بجا بنائی ہیں اس نسخہ کے ورق نشان ۲۴۰ پر ذیل وقائع سنہ ۱۴ جلوسی میں ذکر پیادہ پا جانے اکبر بادشاہ کا اجمیر کو بتقریب نذر تہنیت ولادت شہزادہ سلطان سلیم کے اور خواجہ حسین اجمیری کا نام و نشان کہ وہ اپنی ذات کو اولاد امجاد میں حضرت خواجہ بزرگ کے کہتے تھے اور متولی بھی آستانہ پاک کے تھے۔ بادشاہ نے تولیت حضرت شیخ محمد بخاری

کو عنایت کی اور روضۂ مقدسہ حضرت خواجہ کے مصارف کا انتظام فرمایا۔ یہ سب کچھ لکھا ہے اور بعض تفصیل
اسی موقع پر متعلق درگاہ شریف کے بہت کارآمد اُسمیں درج ہیں۔ لیکن تحقیقات و محضر شیوخ و قضاۃ اکبر شاہی اور
بے اصلی دعوے مدعیان فرزندی اور دوسرے مزخرفات غیر واقعی کا اُسمیں مطلق مذکور نہیں ہے بلکہ تفصیل بعض حالات
متعلقہ بابت ترک ذکر تحقیقات اور اسکے نتیجہ غیر صحیح کے متروک ہونے سے بقرینہ واضح یہی مستنبط ہوتا ہے کہ تحقیقات
اکبر شاہی خود بے اصل محض بر بنائے ضد اور نا خوشی بادشاہ کے تھی اور بعد بحالی منصب تولیت شیخ حسین ممدوح
کے عہد اکبری میں تحقیقات کالعدم ہو گئی اور دعوے فرزندی مسلم رہا۔

نویں یہ ہے کہ کتاب اخبار الاخیار میں لکھا ہے کہ عام لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ نے شادی نہیں کی
تھی اور فرزند بھی پیدا نہ ہوئی تھی یہ غلط فاش[1] ہے اس سے عدول ثقات کا یہ قول کہ دعویٰ فرزندی اصلی ندا شت
الخ جسکی یہ تشریح بالاتفاق مورخین اور مذکرین نے کی ہے کہ از خواجہ عقب نماندہ الخ باطل و عاطل ہوا۔

دسویں۔ عبارت منتخب التواریخ کی ہے کہ جس سے تکذیب قول اکبر نامہ کی اور عدول ثقات کا حال بخوبی واضح
ہوتا ہے اور نقل اُس کی انتخاباً پیشتر لکھی گئی ہے۔

گیارہویں عبارت زبدۃ التواریخ کی ہے جس کا خلاصہ متضمن اسکے کہ ساکنان روضہ حضرت اجمیر کی گفتگو
درباب فرزندی شیخ حسین علیہ الرحمۃ کے ازراہ شرارت اور حسد کے تھی الخ سابق میں لکھا گیا ہے۔

بارھویں عبارت گلزار ابرار کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ جو لوگ حضرت خواجہ کو بے شادی کے اور بے اولاد
کے کہتے ہیں یہ فقط اُنکا گمان ہے صحیح یہ ہے کہ حضرت کی اولاد تین فرزند تھے اور آگے کو بھی اُنسے نسل چلی۔

تیرھویں عبارت سیر الاقطاب کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ حضرت خواجہ کی اولاد میں اختلاف
رکھتے ہیں وہ سب غلطی پر ہیں عوام کے قول کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

چودھویں مرآت الاسرار سے منقول ہے کہ اکبر نامہ اور اقبال نامہ جہانگیری میں جو کچھ درباب نفی اولاد
حضرت خواجہ کے لکھا ہے وہ تعصب سے ہے اور اسی کتاب میں جناب شیخ حسین اجمیری کو صاحب سجادہ لکھا ہے۔

[1] کتاب اخبار الاخیار میں فاحش لکھا ہے مگر صحیح فاش ہے جو ہم نے اختیار کیا ۱۲

پندرہویں یہ ہے کہ مطلوب الطالبین میں بھی اکبرنامہ اور اقبالنامہ پر صریح اعتراض ایراد موجود ہے +

سولہویں عبارت مونس الارواح کی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ بعضے کہتے ہیں حضرت خواجہ نے شادی نہیں کی تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ شادی کی تھی مگر اولاد نہ ہوئی تھی سو یہ دونوں قول ضعیف ہیں۔ اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ یہ قول یعنی کہ حضرت کے اولاد نہوئی تھی غلط فاش ہے +

سترھویں اقتباس الانوار میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ کی اولاد اور پوتوں کا وجود یقینی ہے اور یہ قول کہ حضرت خواجہ بے شادی اور بغیر اولاد کے تھے غلط فاش ہے۔ اور اسی کتاب میں جناب خواجہ حسین اور انکے وارثوں اور جانشینوں کو اولاد صحیح حضرت خواجہ کا لکھا ہے +

اٹھارہویں روضۃ الاقطاب میں مانند مطلوب الطالبین کے تعریض اوپر اکبرنامہ و اقبالنامہ کے اور تصحیح وجود اولاد امجاد کی درج ہے +

انیسویں مدین المعین اور اشجار الجمال کا ترجمہ اردو جو پیش نظر راقم ہے اچھی طرح مثبت صحت نسب سجادہ نشینان سابق کا ہے جو وارث اور جانشین خانوادہ حضرت خواجہ حسین اجمیری میں ہو گزرے ہیں اور اسی اصل پاک کی یہ فرع پاک ہے جو آجکے دن برمسند سعادت ہے +

بیسویں کتاب خزینۃ الاصفیا جسکا خلاصہ اردو یہ ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ بے اولاد تھے یہ بات اعتبار کے لائق نہیں ہے +

اکیسویں مناقب الحبیب میں سلسلہ نسب اولاد امجاد[لہ] حضرت خواجہ بزرگ کا تا بہ جناب دیوان سید

لہ اختصار اس نسبنامہ کا یہ ہے شیخ المشائخ دیوان غیاث الدین علیخان صاحب ابن جناب دیوان سراج الدین علیخانصاحب ابن دیوان امام علیخان صاحب ابن سید محتشم علی صاحب ابن دیوان اصغر علیخان صاحب ابن دیوان امام الدین خانصاحب ابن دیوان منیر الدین خانصاحب ابن دیوان سراج الدین صاحب ابن سید ابو الفتح ابن دیوان سید علم الدین صاحب ابن دیوان خواجہ ابو الخیر صاحب اور خواجہ حسین ابن خواجہ معین الدین ثالث ابن خواجہ مفیع الدین بایزید خورد ابن سید نور الدین محمد ظاہر ابن سید تاج الدین بایزید بزرگ ابن سید شہاب الدین ابن سید کمال الدین حسن مصنف تفسیر حسینی ابن سید نجم الدین خالدین سید قیام الدین بابریال عرف (ہتیلا باگ) ابن خواجہ حسام الدین سوختہ ابن خواجہ فخر الدین ابن خواجہ خواجگان ولی الہند حضرت خواجہ معین الحق والدین حسن سنجری چشتی رضوان اللہ علیہم اجمعین ۱۲ محمد مصباح الدین عفی عنہ

سوانح العرفین عثمان طاب اللہ ثراہ درج ہے اور جناب دیوان صاحب ممدوح الالقاب النہ گوار دیوان
سید غیاث الدین علیخان صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ بالاحسان سجادہ نشین حال کے تھے۔ یہ **اکیس** براہین اور
شہادتیں خاص بحث اکبرنامہ کی تردید میں بطور مشتے نمونہ از خروارے نہایت اختصار کے ساتھ لکھی گئی ہیں
جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تحقیقات اکبری محض غلط اور فضول ہے اور عبارت اکبرنامہ بیفائدہ اور عبث طول
ہے اور یہ شہادت کہ از خواجہ عقب نماندہ بالکل قول جہول اور دعوی فرزندی خواجہ حسین اور دیگر اولاد امجاد کو
بے اصل کہنا سراسر نامقبول اور شیخ ابوالفضل کا قول اکبرنامہ میں نامعتبر اور نامعقول۔ اور اسی سند پکڑنا
جناب منکر الزمانی کا خود بے اصل و بے اصول ہے۔ جس طرح کہ فقیر حقیر نے شیخ ابوالفضل کے معاصرین اور متاخرین
کے اقوال درباب تکذیب خاص تحقیقات اکبرنامہ کے اور تشریح احوال محققین اکبر شاہی اور معاندین اور اشرار کے
نقل کیے ہیں لازم ہے کہ جناب منکر الزمانی ان اقوال مستندہ کی تردید کلام سلف و خلف سے بہم پہنچا دیں ورنہ
اکبرنامہ کی تحقیقات کا تار پود سب بے حقیقت و نابود ہو چکا ہے۔ اور علمائے محققین اور قدمائے ماہرین سلفاً
خلفاً اکبرنامہ و اقبالنامہ کو نامعتبر بیان کر چکے ہیں۔ اب مخلصین اولاد امجاد کو شیخ ابوالفضل کی چہ میگوئیوں سے
کچھ اندیشہ نہیں ہے **شعر** اب کیا رہا کہ جس سے رقیبوں کا ڈر کریں + ہم تو بروں کی جان کو پہلے ہی رو چکے +
اور **تحقیق امر سوم**۔ مندرجہ اکبرنامہ یعنی کہ خواجہ حسین اجمیری اپنی ذات کو اولاد دختری (بعرف زمانہ حال
نواسہ) حضرت خواجہ بزرگ جانتے تھے یہ ہے کہ یہ بیان بھی شیخ ابوالفضل کا بالکل غلط اور بے اصل ہے اور بنیاد
اس نواسہ لکھنے کی سوائے خبث نفس کے اور کچھ نہیں ہے بوجوہ ذیل **اول** یہ کہ یہ دعوی شیخ ناگوری کا بے دلیل ہے
جسکے واسطے کوئی شہادت پیش نہیں کی۔ اور اسی نظر سے ممکن و جائز ہے کہ ہم صرف اسیقدر جواب دیں کہ یہ ایک
جدید افترا ہے اور شیخ منکر بالکل جھوٹا ہے **مصرع** باطل است آنچہ مدعی گوید + چونکہ شیخ ناگوری کو بہت
مدت گزری کہ پیوند زمین ہو گئے۔ لہذا انکے سجادہ نشین خاتم المنکرین سے ہم سند کا مطالبہ کرتے ہیں چاہئے فقط
جی بتادیں کہ کس کتاب یا کون سے مکتوب میں خواجہ حسین اجمیری نے لکھا ہے کہ میں بموجب محاورہ حال کے نواسہ

یا دختری نژاد حضرت خواجہ کا ہوں۔ یا کسی شاہد عادل نے لکھا ہی کہ اُسکے روبرو خواجہ ممدوح نے اپنے آپ کو نواسہ بیان کیا تھا۔ اور بغیر سند کے ہم ہرگز اس قول کو منظور معتبر نہیں رکھتے اور شیخ ابوالفضل کی تحریر کو منفرد اً کالوحی المنزل نہیں سمجھتے کہ ہر دعوی اُسکا بے دلیل اور ہر قول شیخ کا بے سند قبول کریں خصوص ایسے لوگوں کے حق میں جنکے ساتھ شیخ کو رنج قدیم آزار جسمانی اُسکی دادی صاحبہ کو لکد کوبی کا اور رنج جدید آلام روحانی یعنی انکار دعوی خالہ زادگی کا لاحق ہوا اور حسد و انکار دنیہ کا لگاؤ ہو + **دوسری** یہ کہ یہ کلام شیخ ابوالفضل کا جس میں ذکر نواسگی شیخ حسین علیہ الرحمۃ کا ہے تیسری جلد اکبرنامہ میں تحت وقائع سنہ ۲۶ جلوسی میں درج ہے اور اس کلام کو خود ہی شیخ صدوق کا وہ کلام رد کرتا ہے جو کہ وقائع سنہ جلوسی میں لکھا ہی کہ جمعے دعوے فرزندی خواجہ داشتند و ریاست این طائفہ شیخ حسین داشت الخ ہی کہ دروغگو را حافظہ نباشد آپ ہی شیخ جی اکبرنامہ میں لکھتے ہیں کہ وہ پوتا ہونے کا دعوے رکھتے تھے اور آپ ہی اُسی اکبرنامہ میں فرماتے ہیں کہ وہ اپنے تئیں نواسہ کہتے تھے۔ شیخ چلی کا بنا بنایا گھر خود اُسی کے ہاتھوں برباد گیا یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اب جناب منکر الزمانی اپنے شیخ فانی کیطرف سے اس تناقض کا جواب باصواب پیش کریں جو کہ کلام صداقت التیام علامی فہامی میں واقع ہوا اور بمقتضائے اِذَا تَنَاقَضَا تَسَاقَطَا دونوں قول شیخ ناگوری کے بیکار گئے۔ یہ خدا کی قدرت ہی کہ تحقیق حقیقت ایک طرف رہی اُلٹا تناقض کا جواب دینا لازم آیا **مصرع** حسن اور لینے کے دینے پڑے + **تیسری** اگر منکر صاحب فرماویں کہ وقائع سنہ جلوسی میں لفظ فرزندی سے مطلق فرزندی مراد تھی۔ عام اس سے کہ بمعنی پوتے کے ہے یا نواسے کے۔ کیونکہ نواسہ بھی فرزند ہی ہوتا ہے اور وقائع سنہ ۲۶ میں اُس اجمال کی یہ تفصیل ہی کہ خواجہ حسین اپنے تئیں نواسہ جانتے تھے۔ فقط اسکا جواب یہ ہی کہ بہت اچھا۔ مگر جب کہ تحت وقائع سنہ ۱۳ جلوسی کے اُس مطلق فرزندی کا دعوے بے اصل اور بقول منکر باطل ہو چکا تھا تو مدعی نہ پوتا رہا نہ نواسہ۔ اب بعد اُسکے سنہ ۲۶ میں دعوے نواسگی کا کیوں مسلم اور منظور رکھا گیا۔ اور کس واسطے اس لفظ پر خاموشی و سکوت کہ کھلی دلیل تسلیم ہو

تقریر کی ہو ختیار کیا گیا یہاں بھی بمثل سابق ٹکا سا جواب دیا کہ او خود راز دختری نژاد خواجہ میداند اما اسطے ندارد. کیونکہ پیشتر بعد تحقیقات کے مطلق فرزندی کا بطلان لکھ چکا تھا **چوتھی** اگر بفرض محال کہا جائے کہ باوجود اطلاق و تعمیم کے بھی لفظ فرزندی سے جناب علامی نے فقط پوتا ہونا خواجہ حسین اجمیری کا مراد لیا تھا اور اُنکے پوتا ہونے کو بے اصل ٹھیرایا تھا نواسہ ہونے پر کچھ عذر و اعتراض نہیں ہی تو لامحالہ نواسگی آنکی مسلم ہی مگر ایسے علامہ علامی سے تعجب ہے کہ وہ بے خبر ہے روایات کتب قدیمہ و جدیدہ سے جسمیں متواتر لکھا ہوا ہی کہ حضور خواجہ کے سوائے ایک دختر نیک اختر یعنی حضرت بی بی حافظ جمال کے اور کوئی بیٹی ہی نہیں تھی اور حضرت بی بی ممدوحہ کے سوائے دو فرزند کے اور کوئی بیٹی یا بیٹا نہوا تھا اور وہ دونوں فرزند از عہد لڑکپن ہی میں فوت ہو گئے تھے اِسپر جمہور مورخین کا اتفاق ہے۔ اندرینصورت جناب منکر الزمانی کے ذمہ ہی کہ جناب شیخ بو الفضول سے دریافت کریں کہ وہ کون سی صاحبزادی (دختر) حضرت خواجہ کی تھیں جن کی اولاد آپنے شیخ حسین کو نواسہ حضرت خواجہ کا تسلیم فرمایا ہی **پانچویں** جب کہ وجود دختری اولاد حضرت خواجہ کا خلاف واقع ہی تو جو کوئی شخص کسی کے حق میں شہادت دختری اولاد ہونے خاص حضرت خواجہ کی لکھے خواہ شیخ بو الفضول ہو یا کوئی منکر جہول لامحالہ جھوٹا ہوگا **چھٹی** نواسہ ہونا شیخ حسین اجمیری کا جیسا کہ از روئے شہادت ۱۱ شیخ ابو الفضل کے غلط محض ہی ایسا ہی از روئے تصریح عامہ مورخین کے بھی نواسہ ہونا اُنکا صحیح نہیں ہی۔ اِسکے واسطے مطالعہ منتخب التواریخ وزبدۃ التواریخ و مرآت الاسرار و اقتباس الانوار و اخبار الاخیار و گلزار ابرار و خزینۃ الاصفیا و مناقب الحبیب و تذکرۃ السادات و مونس الارواح کا بہت کافی ہی تلک عشرۃ کاملۃ اور سوائے اِسکے اور کتابوں سے بھی یہی ثابت ہی جو کہ عبارات مذکورۃ السابق میں درج ہو چکا ہے بلکہ کسی ایک جگہ بھی ذکر اولاد دختری حضرت خواجہ کا نہیں دیکھا گیا۔ **ساتویں** تمام فرمان ۱۵ و اسناد بادشاہان و حکام سابقین و لاحقین بھی مطابق کتب مذکورہ بالا مطلقاً ذکر وجود اولاد دختری حضرت

۱۵ توضیحاً ایک نقشہ بطور انتخاب فرامین وغیرہ حاشیہ صفحہ ۸۸ میں درج کیا جاتا ہی وہاں ملاحظہ ہو ۱۲ محمد مصباح الدین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۷

نقشہ تفصیل فرامین وغیرہ

نمبر	تاریخ فرمان	نام حاکم و بادشاہ وقت	نام حاصل کنندہ فرمان	کس بابت فرمان جاری ہوا
۱	ذیقعدہ سنہ ۹۹۹ھ	اکبر بادشاہ	خواجہ حسین رحمۃ اللہ	درباب منع تدفین میت اندرون درگاہ بغیر استجازت خواجہ موصوف
۲	سنہ جریانہ ۱۰۰۵ھ	ایضاً	شیخ حسین وغیرہ	درباب تقسیم ظائف و انتظام عرس لنگرخانہ و روشنی و فرش و عمارات وغیرہ
۳	۲۰ ماہ مہر الٰہی [illegible] جر	جہانگیر بادشاہ	ایضاً	استقرار تولیت و تاکید احترام و اختیارات خواجہ حسین رح
۴	۵ فروردین ماہ الٰہی جر	شاہجہان بادشاہ	شیخ معین الدین	معافی موضع گناہیڑہ [illegible] درمد معافی شیخ موصوف
۵	۲ شعبان [illegible] مطابق سنہ ۱۰۶۹ ہجری	ولہ	شیخ علاء الدین	دربارہ منظوری خدمت سجادگی بنام سید محمد خلف ایشان
۶	۱۲ رمضان [illegible] جر	اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ	سید محمد بن سید عبد السبحان	بحکم اجرائے یک روپیہ روزینہ نقدی برائے اوشان۔
۷	۲۰ شعبان [illegible] جر مطابق [illegible]	حافظ محمد ناصر بحکم اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ	شیخ خواجہ احمد	بابت معافی سنگھ اراضی
۸	۲۶ صفر جر مطابق [illegible]	سید محمد فضل خان الصدر صدر بحکم فرخ سیر بادشاہ	سید سعد الدین ولد سید محمد برہان	بحکم عطائے ۸ روپیہ ازفوطہ سائر پرگنہ سانبھر
۹	۴ ربیع الاول [illegible] جر	عالمگیر ثانی بادشاہ	میر غیاث الدین وغیرہ پسران شاہ نجم الدین حسن	فرمان معافی موضع بدھ گاؤں
۱۰	۲۰ ربیع الثانی [illegible] جر پنجشنبہ مطابق [illegible] روز	شاہ عالم بادشاہ ثانی	دیوان سید امام الدین مع فرزندان	بحکم معافی موضع موکران و موضع کشن پورہ بعاوضہ وظیفہ یومیہ وغیرہ
۱۱	شقہ بلا تاریخ	اکبر شاہ بادشاہ ثانی	سید مہدی علیخان دیوان صاحب سجادہ	بمنظوری تولیت بنام صاحب عالم مرزا تیمور شاہ بہادر و نیابت بنام سجادہ نشین موصوف
۱۲	راضی نامہ مورخہ ۵ ذی الحجہ سنہ ۱۲ [illegible] جر اورنگ زیب بادشاہ	جماعت خادمان و وظیفہ داران اہالی موالی آستانہ شریف	خواجہ احمد سجادہ نشین نبیرہ دیوان شیخ معین الدین	باظہار رضا و اقرار مخدوم زادگی ایشان و تسلیم خادمیت خود دستخطی پیر محمد سید حسام و سید چاند اول و سید چاند ثانی و عبد اللطیف لاڈ محمد شیخ الہداد خادمان ہفت چوکی وغیرہ۔
۱۳	۲۷ رجب سنہ ۱۱۹۱ھ	سیوا جی کالس دار (ناظم) اجمیر از طرف مہاراجہ مادہو راؤ [illegible]	دیوان سید اصغر علی صاحب سجادہ	بمعافی موضع موکران کشن پورہ وغیرہ [illegible] دیہات بعوض نقدی
۱۴	بتقریب [illegible] قیصری یکم جنوری سنہ ۱۸۷۷ء	لارڈ لٹن بحکم ملکہ معظمہ قیصر ہند	دیوان غیاث الدین علیخان صاحب سجادہ نشین حال	سند خطاب شیخ المشائخ

(یادداشت) ان میں سے فرمان نمبری ۱ و ۳ کی نقلیں اس سے پہلے درج حاشیہ ہو چکی ہے ۱۲ منہ

حضرت خواجہ بزرگ سے خالی ہیں بلکہ بالخصوص جناب شیخ حسین کو اور انکے جانشینوں کو صریح بلفظ فرزند و اولاد و نبیرۂ حضرت قطب العالم خواجہ بزرگ کی لکھا ہی جسکو شبہہ ہو اکثر ان فرامین کی نقول دفتر سرکار عالی اقتدار سے حاصل کرے اور دیکھے **آٹھویں** اگر کسیکو خیال گذرے کہ صاحب اقبالنامہ جہانگیری کا قول بھی بابت نواسہ ہونے جناب شیخ حسین کے مؤید بیان شیخ ابوالفضل کا ہے تو اسکا جواب یہ ہی کہ اقبالنامہ میں یہ حصہ حالات سلطنت اکبر بادشاہ کا جس میں کہ نواسہ ہونا حضرت کا درج ہی بالکل انتخاب اکبرنامہ کا ہی اس موقع پر کوئی نئی تحقیقات صاحب اقبالنامہ نے نہیں فرمائی جو کچھ شیخ فانی نے اکبرنامہ میں لکھا تھا اُسیکا اقبالنامہ میں لفظاً یا معناً خلاصہ نقل کیا گیا ہی۔ اندریں صورت اس بحث میں صاحب اقبالنامہ کی زبان سے یہ ہی **شعر** در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند + ہرچہ استاد ازل گفت بگو میگویم + اور اگر بالفرض صاحب اقبالنامہ اپنی تحقیق سے بھی ایسا ہی کچھ لکھتے تو بغیر سند کے عند العقلاء اکابرین کب لائق تسلیم کے ہوتا اقبالنامہ کو بھی وہ ہی جواب دیا جاتا جو اکبرنامہ کی خدمت میں گزارش ہوا ہی **نویں** جناب نواب مؤتمن الدولہ علامی فہامی ناگوری کی ستم ظریفی ایک نہیں بلکہ ہزار آویزہ گوش روزگار ہے چونکہ انکار فرزندی اور اقرار بے اصلی دعوی مطلق اولاد امجاد کا سنہ ۹۷۱ھ میں تحریر فرما چکے تھے حالانکہ وہ دعوے فرزندی بجائے خود صحیح تہا۔ جب دیکھا کہ سنہ ۹۸۶ھ جلوسی میں اکبر بادشاہ نے پھر منصب تولیت پر جناب شیخ حسین کو بحال فرمایا اور تولیت اسوقت تک دستور قدیم کے موافق بوجہ فرزندی خواجہ بزرگوار کے انکو عطا ہوتی تھی گھبرائے کہ اگر اب انکا فرزند ہونا لکھیں تو اپنے نفس حسد کیش جفا اندیش پر بھی شاق ہی اور اپنی تحریر سنہ ۹۷۱ھ کے بھی خلاف واقع ہوگا۔ لہذا عجب نہیں کہ وقائع سنہ ۹۸۶ھ از پیشگاہ نفس نفیس مضمون جدید نواسہ ہونے کا بحق شیخ حسین رقم فرمایا۔ کیونکہ جناب وزیر مضمون تراشی میں بجائے خود بادشاہ تھے۔ اس سے غرض یہ ہوگی کہ اگلی تحریر سنہ ۹۷۱ھ بابت بے اصلی دعوے فرزندی کے بھی عند العوام صحیح رہے اور اس عطائے منصب کے واسطے بھی فی الجملہ استحقاق جناب شیخ حسین کیلیے پیدا ہو جائے واللہ اعلم **دسویں** باوجود اپنی مشیخت

اور عظمت و اعزاز سجادہ نشینی و وقار کے کہ جناب شیخ حسین بادشاہانہ بسر کرتے تھے کما فی المنتخب البدایونی بعید و ناممکن ہے کہ جس وقت ساتھ بڑی شہرت و تحقیقات و شہادت بعض شیوخ و قضاۃ کے انکا دعوے فرزندی بے اصل نکلا اور بقول جناب منکر الزمانی کے دعوے خارج ہوا اُسوقت اُنہونے یہ نہ فرمایا کہ میں پوتا نہیں ہوں بلکہ نواسہ ہوں اور ایک مدت دراز کے بعد جب کہ از سرِ نو منصب تولیت موروثی اکبر بادشاہنے خود دوبارہ عطا فرما دیا۔ اور گویا کہ فرزندی و سجادگی خود بخود اہل زمانہ کے نزدیک مسلّم ہو گئی تو دفعۃً شیخ ابو الفضل کے کان میں چپکے سے وقت رخصت یہ کہہ گئے کہ میں پوتا نہیں ہوں بلکہ نواسہ ہوں اور نہ اس شہرت قدیمہ فرزندی اور دعوے سابق کا لحاظ کیا اور نہ ایک خاندان پسری سے دوسرے خاندان دختری میں داخل ہونے کو عیب سمجھا۔ اور عجیب تر یہ ہے کہ شیخ علامی نے بھی باوجود ہمہ دانی اور با ہمہ تناقض اُس قول کو یقین کر لیا اور تیس برس کے بعد سمجھ گئے کہ انکا پوتا ہونا بمعنی نواسہ ہونے کا تھا۔ سبحان اللہ **بیت** پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی * کہ حلوائیست ہادنجان و بادنجان بورانی * **گیارہویں** چند تحقیقات مسئلہ جلوسی مندرجہ اکبرنامہ کا نتیجہ صریح یہ ہے کہ مطلقًا دعوی فرزندی کا بے اصل قرار پایا تھا جس سے کہ وجود اولاد پسری و دختری کا معدوم متصور ہوتا ہے چنانچہ عدول و ثقات و بعض صدور و قضاۃ کی شہادت بھی بشہادت منتخب التواریخ کی یہی تھی کہ حضرت خواجہ سے اولاد ہی باقی نہ رہی تھی تو اس بیان سے ظاہر ہے کہ دعوے نواسہ ہونے کا بھی مثل دعوے پوتا ہونیکے سنہ ہی میں باطل و بے اصل ہو چکا تھا۔ پس محل استعجاب و جائے استغراب ہے کہ سنہ میں جناب وزیر الممالک مدیر السلطنت کی عقل پر کہاں کے پتھر پڑ گئے تھے کہ مطلق تکذیب دعوے نواسہ ہونے خواجہ حسین کے مغفور نے نفرمائی۔ یہاں سے ناظرین باوقار نصفت شعار کارروائی سنہ کا بخوبی اندازہ فرما سکتے ہیں کہ کس قدر لائق اعتبار کے تھی فاعتبروا یا اولی الابصار۔ الحمد للہ کہ راقم کو تحریر جواب اکبرنامہ علامی فہامی اور توضیح تحریفات جناب منکر بکیر سے فراغ حاصل ہوا اُمید ہے کہ ناظرین باتمکین انصاف قرین کو غلط اندازیاں اور دھوکہ بازیاں منکر الزمانی اور اُنکے شیخ فانی کی بخوبی واضح ہونگی۔ بعد اسکے

جواب دوسری کتب مستندہ جناب منکر کا لکھا جاتا ہے ۔ وباللہ التوفیق

لمعہ دوم

قال المنکر کتاب آئین اکبری **اقول** واستعین برب العالمین یہ کتاب بھی انہیں جناب علامی شیخ ابو الفضل کے قلم بلاغت رقم کا نتیجہ ہے **قولہ** خلاصہ اس کتاب کا یہ ہے کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ حضرت خواجہ صاحب سے نہایت اعتقاد رکھتے تھے ۔ کوئی کتاب اُنکے ذکر سے خالی نہیں ہے **اقول** آئین اکبری میں ذکر حضور خواجہ کا مندرج ہونیسے نہایت اعتقاد بادشاہ کا ہرگز لازم نہیں آتا ہے ۔ اوّل اسوجہ سے کہ اکبر بادشاہ کے عقائد صحیحہ کا حال معلوم ہو چکا ہے ۔ دوسرے اسلیے کہ یہ کتاب خاص بادشاہ کی تصنیف نہیں ہے ۔ تیسرے اس واسطے خاص کر بادشاہ کے حکم سے یہ ذکر خیر درج نہیں ہوا تھا ۔ چوتھے اس باعث کہ اس کتاب میں یہ نہیں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ علیہ الرضوان سے جناب شاہنشاہی کو بہت اعتقاد تھا بلکہ یہ طبعزاد فقرہ جناب منکر نے اپنی طرف سے لگایا ہے حالانکہ وعدہ یہ تھا کہ خلاصہ ہر ایک کتاب کا اُسی کے الفاظ سے لکھینگے ۔ مگر کہیں بھی یہ عہد وفا نہوا ۔ خدا جانے کہ رسالہ منکر کا دیباچہ جھوٹا ہے یا خلاصہ غلط ہے ۔ بہر دو صورت اسکا الزام قطعاً منکر صاحب کے ذمہ قطعی ہے ورنہ بتاویں کہ آئین اکبری میں یہ کہاں لکھا ہے کہ اکبر بادشاہ کو حضرت خواجہ سے بہت اعتقاد تھا ۔ اور بالفرض اگر یہ ثابت بھی ہوتا تو اعتقاد اکبری کو نفی واثبات اولا و امجاد میں کوئی دخل نہیں ہے پانچویں کہ ایسے ہی دوسرے مورخوں نے بھی ذکر خیر حضرت خواجہ کا اپنی کتابوں میں لکھا ہے تو اس سے خوش اعتقادی مورخین کی حضور خواجہ میں لازم نہیں آتی ۔ الغرض دعوے منکر کا اس خلاصہ میں محض غلط ہے

قولہ انتخاب آئین اکبری (مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ) صفحہ ۲۰۷ جلد دوم ۔ خواجہ معین الدین چشتی پور غیاث الدین حسن از سادات حسنی حسینی ہست در سال پانصد و سی و ہفت در قصبہ سنجر از دار سجستان برادہ شد و در پانزدہ سالگی پدر او آن جہانی شد ۔ ابراہیم قندوزی راکہ از آگہی ربودگان بود بود نظر افتاد و برق آسو خستگی در خرمن وابستگیہا در زد و جستجوے رہنموں شدہ بیرون کردہ ہست از نیشاپور بصحبت خواجہ عثمان چشتی

رسید و بریاضت گری نشست و خرقہ خلافت یافت سپس درنگاه پیر طلبی برآمد و از شیخ عبد القادر
جیلانی و بسیاری بزرگان فیض اندوخت در سالیکہ معز الدین سام دہلی برگرفت بدانجا رسید بنگالش
عزلت گزینی باجمیر شد و فراوان چراغ برافروخت واندم گیرائے او گروہا گروہ مردم بہرہ برگرفتند روز
شنبہ ہشتم ماہ رجب سال ششصد و سی و سہ بملک تقدس خرامش فرمود و بدامنہ کہسار خوابگاہ شد و امروز
زیارتگاہ خورد و بزرگ فقط **اور** اسکا حاشیہ جو منکر صاحب نے لکھا ہے یہ ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ کی پیدائش
پانچسو سینتیس ہجری میں ہوئی اور چھ سو تینتیس میں وفات پائی ۹۶ برس کی عمر تھی فقط **اقول** اس
انتخاب و حاشیہ کا کوئی تعلق بحث رسالہ سے معلوم نہیں ہوتا ناحق جناب منکر نے خامہ فرسائی کی ہے
اور مجھے موٴخذہ لفظی پسند نہیں ہے۔ ورنہ اغلاط صریح لفظی بلکہ معنوی بھی اس انتخاب میں موجود ہیں واللہ
اعلم کاتب مطبع کی سہو سے ہیں یا اصل ہی میں ہی غلطی تھی۔

لمعہ سوم

قال المنکر کتاب طبقات اکبری **اقول** واستعین برب العالمین یہ کتاب طبقات سلاطین
ملا نظام الدین احمد ہروی نے تالیف فرمائی ہے اور اسمیں حالات اکبر شاہی کا انتخاب خاص اکبرنامہ علامی سے
لکھا ہے چنانچہ عبارت دیباچہ مصنف ممدوح کی یہ ہے کہ تفصیل اس اجمال مفوض کتاب عالی جناب اکبرنامہ
است الخ اور یہ کہ قطرۂ ازآں بحر بیکراں (اکبرنامہ) آوردہ باطن تعطش را سیراب سازد الخ مگر جائے تعجب ہے
کہ صاحب طبقات اکبری نے باوجودیکہ کیفیت ہرسالہ اکبر بادشاہ کے متعلق اجمیر میں آنے اور زیارت کرنے
کی اکبرنامہ سے نقل فرمائی ہے مگر جناب شیخ حسین اجمیری کا دعوے فرزندی بقول منکرین باطل و بے اصل
ہونا اور تحقیقات اکبری کا پسند بعض مشائخ و ثقاۃ و قضاۃ مکمل ہونا وغیرہ امور متعلقہ کو بالکل ذکر نہیں کیا
دانا آدمی استنباط کرسکتا ہی کہ علت اس سکوت اور توقف کی کیا ہے یعنی یہ کہ دعویٰ فرزندی صحیح تھا اور
ڈھکوسلا تحقیقات کا کذب و فضیح وللعاقل تکفی الاشارۃ۔ **قولہ** خلاصہ اس کتاب کا یہ ہے کہ حضور

جلال الدین محمد اکبر بادشاہ حضرت خواجہ صاحب سے نہایت اعتقاد رکھتے تھے، کئی بار پیادہ پا تشریف لائے جتنی دفعہ آئے خادم صاحبان درگاہ کو نذر و نیاز دی۔ شہزادہ دانیال شیخ دانیال صاحب مجاور کے گھر پیدا ہوا دیوان کا یا اولاد کا کہیں ذکر نہیں فقط **اقول** قطع نظر تحریف لفظی و معنوی کے جو اس خلاصہ میں منکر صاحب نے فرمائی ہے ایک بڑی خطا منکر سے یہ سرزد ہوئی کہ بحوالہ طبقات اکبری لکھا ہے کہ اکبر بادشاہ جتنی دفعہ آئے خادم صاحبان درگاہ کو نذر و نیاز دی فقط حالانکہ ہرگز طبقات اکبری میں یہ بات نہیں لکھی ہے کہ بتخصیص خادم صاحبان کو نذر و نیاز دی اور کسی کو نہیں دی۔ ناظرین پر عنقریب یہ حال واضح ہو جاوے گا بلکہ بندہ درگاہ بحول و قوت اللہ تعالیٰ بر سبیل مجادلہ منکر صاحب سے یہ عرض کرتا ہے کہ طبقات اکبری سے کہیں ایک جگہ بھی نذر و نیاز کا فقط خادم صاحبوں کو حسب مقصود منکرین ملنا ثابت نہیں ہے فالثابت غیر منصوص والمقصود غیر ثابت **قولہ** انتخاب کتاب طبقات اکبری مطبوعہ مطبع منشی نولکشور صاحب لکھنؤ سنہ ۱۲۹۲ ہجری صفحہ ۲۶۵ ۔ و بتاریخ ہشتم جمادی الاول سنہ تسع و ستین و تسعمائۃ بعزم زیارت مرقد منور مطلب الاولیا خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ رواں شدند و اعلام ظفر انجام باجمیر رسید ساکنان آں قلعہ بقلعہ[a] شریفہ رابصلات و صدقہ و وظیفہ و ادرار بہرہ مند گردانیدند **اقول** مختصر ترجمہ اسکا یہ ہے کہ اکبر بادشاہ اجمیر میں آئے اور اس بقعہ شریفہ کے رہنے والوں کو انعام و وظیفہ سے فائدہ بخشا فقط عقلائے عالم غور فرماویں اور منکر صاحب کو داد دیویں کہ انھوں نے جو ساکنان اجمیر سے خادم صاحبان درگاہ مراد رکھے ہیں یہ **مصرع** بروز طمع دیدہ ہوشمند ۔ جو نہیں ہے تو اور کیا ہے **قولہ** صفحہ ۲۸۵ وچوں حضرت در ہنگام توجہ تسخیر چتور نذر کردہ بودند کہ بعد از حصول ایں مرام بزیارت مرقد منورہ خواجہ معین الدین چشتی سنجری کہ در خطہ اجمیر واقع است توجہ فرمایند جہت وفائے ایں نذر از ہماں راہ بجانب اجمیر توجہ نمودہ تمام آں راہ پیادہ طے فرمودہ و بتاریخ یکشنبہ ہفتم رمضان باجمیر رسیدہ شرائط طواف و زیارت بجا آوردہ فقرا و مساکین آں بقعہ رابصلات و صدقات شاد ساختند و دہ روز دراں مقام

[a] رسالہ منکر میں اسیطرح سے لکھا ہوا ہے اور اس قسم کی غلطیاں جابجا ہیں کہ مطابق رسالہ مذکورہ کے ہر جگہ نقل کر دیا گیا ہے ۱۲

متبرک اقامت فرموده عنان عزیمت بجانب مستقر سریر خلافت معطوف فرمودند **اقول** اسکا خلاصہ یہ ہی کہ اکبر بادشاہ پیادہ اجمیر آئے زیارت کی اور وہاں کے فقیروں اور مسکینوں کو صلہ و صدقہ تقسیم کیا فقط شاید منکر اللغات میں ایسا لکھا ہوگا کہ فقرا و مساکین اجمیر بمعنی خادم صاحبان اجمیر کے ہی واللہ اعلم **قولہ** صفحہ ۲۸۸ - و حضرت فتحپور را پائے تخت قرار داده قلعہ سنگین برآورده شہر فرمودند و عمارات عالی بنا یافتہ شہر عظیم شد پیش از تولد مبارک شاہزاده فرخنده مولد حضرت در باطن فیض موطن خود گذرانیده بودند کہ اگر حق سبحانہ تعالی درے از دریاے پادشاہی گوہرے از درج ناپیدا کنار کرامت فرمایند پیاده بزیارت مزار مورد الانوار حضرت قطب الواصلین خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ تشریف فرمایند حضرت بایفاے نذر پرداختہ روز جمعہ دوازدہم شعبان سنہ سبع و سبعین و تسعمائۃ ۹۷۷ از دار الخلافۃ آگره پیاده متوجہ اجمیر گشتند. و ہر روز شش کروه و ہفت کروه طے میفرمودند و ہم از گرد راه بمزار خجستہ آثار رسیده بشرائط زیارت مراسم طواف پرداختہ چند روز در آں مقام فرشتہ احترام اوقات بانعام و انصاف گزرانیدند و بعد از چند روز از اجمیر معاودت متوجہ دہلی گشتند و در رمضان سنہ سبع و سبعین و تسعمائۃ ظاہر دہلی مخیم عساکر جاه و جلال گردید **اقول** خلاصہ اسکا یہ ہی کہ اکبر بادشاہ واسطے وفائے نذر ولادت فرزند ارجمند کے پیاده پا اجمیر آئے زیارت سے مشرف ہوئے چند روز اجمیر میں رہ کر انعام یا اور انصاف کیا پھر دہلی کو چلے گئے . اب میں منکر الزمانی سے دریافت کرتا ہوں کہ جہاں کہیں مطلق انعام کا ذکر ہوئے تو کیا اس جگہ مراد خادم صاحبان اجمیر ہی ہوتی ہی اور کیا منکر اللغات میں لکھا ہی کہ انعام بمعنی اسی انعام کی ہی جو خادم صاحبان کو دیا جاوے . **قولہ** صفحہ ۲۸۹ - ذکر نہضت اعلام جہانگیر بخطہ اجمیر ا چوں حضرت خلیفۂ الٰہی ہر سال یکبار نوبت از ہر جا کہ میبودند خود را بطواف مزار قطب الواصلین معین الحق والدین حسن سنجری قدس سرہ بخطۂ اجمیر رسانیده و دریں سال فرخنده فال بجہت شکرانہ این موہبت بتاریخ بستم ربیع الآخر سنہ ثمان و سبعین و تسعمائۃ ۹۷۸ پائے دولت در رکاب سعادت نہاده عازم اجمیر گشتند و دوازده روز بوساطت

اسامان بعض ضروریات در فتحپور توقف نمودہ بکوچ متواتر خطہ اجمیر را رشک ریاض جنان گردانیدہ و سکان آں روضۂ رضیہ را از افضال عام کامیاب محظوظ ساختند. و بجہت ترفیہ حال برایا کہ معجون طینت آں بادشاہ عالی نژاد تخمیر یافتہ حکم فرمودند تا بر دور خطۂ اجمیر حصارے محکم و مضبوط طرح انداختند و بجہت نشیمن خاص قصر عالی بر زمین نہادند. و امرا و خوانین و سائر مقربان درگاہ و دیر منازل بریک دیگر سبقت جستند. و حضرت عالی مواضیع و قریات حوالی اجمیر را میان امرا قسمت فرمودند تا محصول آں را صرف عمارات نمایند. روز جمعہ چہارم ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور در کنف صحت و عافیت از اجمیر کوچ نمودہ شانزدہم ماہ مذکور ظاہر قصبۂ ناگور مخیم عساکر جاہ و جلال گردید. **اقول** اس عبارت کا خلاصہ یہ ہی کہ اکبر بادشاہ بتقریب زیارت اجمیر میں آئے اور اُس روضۂ مبارک کے رہنے والونکو عام مہربانیوں سے کامیاب فرمایا۔ یہ بھی وہی مضمون سابق ہی یعنی کہ منکر الزمانی کے خیال میں رہنے والوں سے مراد فقط خادم صاحبان درگاہ ہیں۔ اور جائے حیرت ہی کہ کس بہروسہ پر منکر الزمانی نے اپنے خلاصہ میں لکھا تھا کہ بادشاہ جتنی دفعہ آئے خادم صاحبوں کو نذر و نیاز دی حالانکہ چار عبارتوں مذکورۂ بالا میں صاحب طبقات اکبری نے چار دفعہ کا ذکر تشریف آوری اکبر بادشاہ کا لکھا ہی جنمیں خادم صاحبوں کا نام بھی موجود نہیں نذر و نیاز تو درکنار رہی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ منکر صاحب کا دعوی طبقات اکبری کی شہادت سے بھی چار بار تو جھوٹا ہو چکا ہے آگے دیکھا چاہیے **قولہ** صفحہ ۲۹۱۔ و عازم اُردو گشتند و چند روز کہ نواحی لاہور مضرب خیام فلک احتشام بود اوقات گرامی شکار میشد از آنجا از راہ حصار فیروزہ متوجہ زیارت روضہ قدسیہ معینیہ خواجہ معین الدین گشتند. **اقول** اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہ نے حصار کی راہ سے قصد زیارت اجمیر کا فرمایا۔ ناحق منکر صاحب نے یہ عبارات فضول لکھکر اپنا منکرنامہ سیاہ کیا ہی **قولہ** ۲۹۲۔ بتاریخ بستم شہر صفر سنہ ثمانین و تسعمائۃ موافق ہفدہم سال الٰہی پائے دولت در رکاب سعادت نہادہ شکار کناں متوجہ اجمیر گردید و روز سہ شنبہ پانزدہم ربیع الاول

سلہ منکرنامہ میں یہاں ایک لفظ رہ گیا ہے ۱۲

سنہ مذکور از کردار[1] بمزار فائض الانوار حضرت خواجہ معین الدین شتافتہ لوازم زیارت بتقدیم رسانیدند و مشائخ خدام و مجاوران بقعہ شریفہ را بانعام وافر مسرور و خوشوقت ساختند. روز دیگر زیارت سید حسین خنگ سوار قدس سرہ کہ از اولاد امام ہمام زین العابدین رضی اللہ عنہ است و بر بالائے کوہ اجمیر مدفون است تشریف بردند **حاشیہ منکرہ** اس عبارت پر یہ ہے کہ حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ زیارت میں گئے تشریف لیگئے اور مشائخ و خدام و مجاوران درگاہ کو بہت سا انعام دیکر خوش کیا **اقول** اس عبارت سے بلکہ حاشیہ منکرہ سے بھی ثابت ہی کہ بادشاہ نے اس دفعہ انعام مشائخوں کو اور خادموں کو دیا فقط خادم صاحبوں کو تنہا نہیں دیا جیسا کہ جناب منکر کا دعوی خلاصہ میں تھا. **قولہ** صفحہ ۲۹۲. در رود منزل ناگور منہیان خوش خبر بسامع عز و جلال رسانیدند. کہ در شب چہارشنبہ دوم ماہ جمادی الاولی سنہ ثمانین و تسعمائہ موافق سال ہفدہم الٰہی در اجمیر بعد گزشتن دو گھڑی و چار پل بطالع حوت حق سبحانہ تعالی درج ازیجائے شاہی و گوہرے از درج بادشاہی کرامت فرمودہ در عقد سلطنت و سلک خلافت گوہرے گرانمایہ افزود حضرت از استماع این بشارت مراسم شکر الٰہی بتقدیم رسانیدہ چند روز بر بزمگاہ عیش و عشرت تکیہ زدہ عموم خلایق را از خوانِ احسانِ خود کامیاب گردانیدند. و چوں این ولادت باسعادت در منزل شیخ دانیال کہ از مشائخ وقت در صلاح و تقوائے ممتاز بود شرف وقوع یافتہ بود شاہزادہ خجستہ قدم صاحب اقبال را شاہزادہ دانیال نام نہادند **حاشیہ منکرہ**. حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ناگور میں تشریف رکھتے تھے کہ اجمیر میں شیخ دانیال کے گھر بادشاہ بیگم کے بطن سے شاہزادہ تولد ہوا اُسکا نام شاہزادہ دانیال رکھا فقط **اقول** ولادت شاہزادہ دانیال کے متعلق جواب شافی پیشتر ذیل جواب اکبرنامہ لمعہ اول میں لکھا گیا ہے دوبارہ لکھنے کی حاجت نہیں ہے مگر یہ لکھنا ضرور ہے کہ علاوہ دوسرے فضائل و کرامات کے جناب منکر الزمانی کو ترجمہ لکھنے میں کمال لیاقت حاصل ہی کیا معنی کہ خود ہی رسالہ منکرہ میں بصفحہ ۱۶ گواہی اپنے شیخ فانی کی لکھ چکے ہیں کہ اکبر بادشاہ کا خیمہ و لشکر بیلوو کے قریب علاقہ ناگور میں تھا خاص ناگور

[1] ازگرورا ۱۲ سے در منکرنامہ ہمیں طور نوشتہ است ۱۲

نہ پہنچا تھا کہ خبر ولادت دانیال شاہزادہ کی پہنچی۔ اور ابھی یہاں متن میں صاحب طبقات اکبری کی یہ عبارت
لکھتے ہیں کہ در دو منزلے ناگور منہیان خبر رسانیدند جسکا صاف مطلب یہ ہی کہ دو منزل ورے ناگور سے یہ خبر
پہنچی تھی مگر حاشیہ پر اسکا ترجمہ یوں زیب قم فرماتے ہیں کہ حضرت بادشاہ ناگور میں تشریف رکھتے تھے
کہ اجمیر میں شاہزادہ پیدا ہوا۔ اب میں متحیر ہوں کہ حافظ جی کے حافظہ خداداد کا حسن و خوبی بیان کروں کہ
اپنے شیخ فانی کی شہادت کو آپ ہی لکھا اور آپ ہی بھول گئے یا جناب کی قابلیت و استعداد کی داد
دوں کہ صاحب طبقات کی عبارت کو ابھی متن میں لکھا اور ابھی حاشیہ پر ترجمہ میں خطا کی مگر یہی ایک
خطا ہو تو کہوں ورنہ مفصل لکھوں تو دو تین سو پر نوبت پہنچے گی۔ لطف یہ ہی کہ فارسی کے ادنی محاورں
کو نہیں سمجھتے اور تصنیف کرنے پر قرض لا دہارا کھاتے ہیں **قولہ** صفحہ ۲۰۳۔ القصہ حضرت خلیفہ الٰہی
روز ہم محرم الحرام سنہ احدی و ثمانین و تسعمائۃ موافق سال ہیز دہم الٰہی از گرد راہ بمزار مورد الانوار حضرت
قطب الواصلین خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ نزول فرمودہ باداے شرائط طواف پرداختہ مجاوران روضۂ
و عموم متوطنان آنجا را بنذر و صدقات غنی و مستغنی گردانیدند و یک ہفتہ درآں بقعۂ شریفہ توقف نمودہ
بودند ہر صبح و شام بزیارت آں مقام سعادت فرجام تشریف بردہ در مہام کلی جزوی استمداد ہمّت استمداد می جستند
بیت کسی کاستعانت بدرویش برد + اگر بر فریدون وا زپیش برد + بعد ازآں عنان عزیمت بصوب مرکز
دائرہ خلافت معطوف ساختند **حاشیہ منکرہ**۔ حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اٹھارویں سال کو زیارت
کیواسطے آئے اور زیارت کرکے جاوران درگاہ کو اسقدر نذر و نیاز دی کہ غنی اور مالدار ہو گئے **اقول**
متن کی عبارت میں نذر اور صدقہ کا دینا لکھا ہے مگر منکر صاحب نے فقط نذر و نیاز رکھی صدقات کو ہضم کیا
اور اصل میں یہ نذر و صدقات واسطے مجاوروں (ہمسائگان) روضۂ شریفہ کے اور نیز واسطے رہنے والوں
اس مقام کے لکھی ہیں نہ کہ فقط خادم صاحبان کو دیگئی۔ لیکن منکر صاحب نے از راہ حسد و شکم بندگی و ناخدا
ترسی زرِ نذرانہ مجاوروں کے ساتھ زر صدقہ بیچارے غریب متوطنوں کا بھی نوش فرمایا کہ حاشیہ میں اسکا کچھ ذکر نہ لکھا

قولہ صفحہ ۳۰۶۔ در روز سہ شنبہ از گرد راہ بمزار قطب الواصلین خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ خرامیدہ
لوازم طواف بجا آوردہ رسم فقر و آئین سوال از مجاوران روضہ جنت مثال بلکہ از سائر متوطنان خطۂ اجمیر برداشتہ
زمانی در دولت خانہ پایۂ عالی کہ جہت نشیمن خاص بنا نمودہ بودند استراحت فرمودند آخر روز از اجمیر سوار شدہ
روبراہ نہادند **حاشیہ منکرہ** حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ زیارت خواجہ معین الدین چشتی کیواسطے آئے
اور مجاوروں کو اسقدر دیا کہ پھر سوال کرنے کی اُنکو حاجت نہیں رہی **اقول** اسمیں بھی دونوں امر مندرجۂ
فقرہ سابق موجود ہیں اول یہ کہ بادشاہ نے فقط خادموں کو نہیں دیا بلکہ مجاوروں کو بھی اور دوسرے متوطنان[1]
کو بھی دیا تھا دوسرے یہ کہ منکر صاحب نے حاشیہ میں متوطنان بیچارہ کا حق تلف کردیا۔ علاوہ اسکے منکر صاحب نے
ترجمہ میں بھی غلطی فرمائی ہی۔ شاید اُنکو اپنے پیشۂ سوال کے لکھنے میں شرم آئی ہی صحیح ترجمہ عبارت متن مذکورہ
بالا کا یہ ہی کہ بادشاہ نے خیرات مانگنے کی رسم مجاوروں میں سے اُٹھادی فقط **قولہ** صفحہ ۳۱۱۔ بکوچ متواتر روز
چہار شنبہ سوم جمادی الثانی سنہ احدی ثمانین وتسعمائۃ[۹۸۱] ہوائے صحرائے اجمیر از غبار مراکب عنبر بیز و عطر آمیز گردید
واز گرد راہ بمزار مورد الانوار حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ[1] فرمودہ شرائط طواف ولوازم استمداد بجا آوردہ
مجاوران اجمیر را غنی و مستغنی گردانیدند و عصر روز دیگر کوچ فرمودہ خود بایلغار متوجہ گشتند **حاشیہ منکرہ**
سوم جمادی الثانی کو حضرت محمد اکبر بادشاہ زیارت کیواسطے اجمیر تشریف لائے اور زیارت کرکے مجاوران
اجمیر کو غنی اور مالدار کردیا۔ **اقول** لفظ مجاور میں خادم صاحبان اور دوسرے متوکلان و گوشہ نشینان درگاہ بھی
شامل ہیں جیسا کہ پیشتر لکھا گیا ہی۔ اس لفظ سے بھی اور قرینۂ مقام سے بھی ظاہر ہی کہ مجاوروں سے فقط خادم
صاحبان مراد نہیں ہیں ورنہ خواجہ حسین ناگوری علیہ الرحمۃ اور حاجی بیگم مغفورہ حرم محترم ہمایوں بادشاہ کی
نسبت بھی کتابوں میں لفظ مجاور لکھا ہوا ہی کما سبق اور ایسے ہر موقع تشریف آوری بادشاہ پر عموم مستحقان کا
فائدہ مند ہونا صلات و صدقات سے پیشتر جابجا مذکور ہوچکا ہی۔ بلکہ ایسے وقتوں میں اور سب مستحقوں کا
محروم رہنا اور صرف خادموں کا کامیاب ہونا خلاف قیاس و ناممکن ہے **قولہ** صفحہ ۳۱۲۔ ہمدریں سال

[1] یہاں کوئی لفظ منکرنامہ میں چھوٹ گیا ہی ۱۲

عافیت مآل حضرت خلیفہ الٰہی شانزدہم شوال عازم زیارت فرزفیض الانوار حضرت خواجہ معین الحق والدین قدس سرہ گردیدند **اقول** اس فقرہ میں فقط بادشاہ کا قصد کرنا واسطے زیارت اجمیر کے لکھا ہی **قولہ** صفحہ ۱۳۳ - دوازدہم ذیقعدہ ہفت کروہی اجمیر مخیم سرادقات عزت گردیدہ و بشیوہ مرضیہ خود دیگر از آں منزل از روی نیازمندی پیادہ متوجہ مزار گشتند و شرائط طواف بتقدیم رسانیدہ از آنجا بدولتخانہ عالی خرامیدند و در عرض دوازدہ روز کہ خطۂ اجمیر مسکر ہمایوں بودہ ہر روز بمزار شریف منبع تشریف بردہ مجاوران بقعۂ شریفہ عموم متوطنان خطۂ اجمیر را از خوان خود احسان بہرہ ور میگردانیدند ذکر وقائع سال بیستم الٰہی ابتداء این سال روز پنجشنبہ ہفدہم ذیقعدہ سنہ احدی ثمانین وتسعمائۃ ۹۸۱ بود چوں از راہ فتح پور و لادت بنگ لکھنوتی پیش نہاد ہمت عالی نہمت حضرت خلیفہ الٰہی گشت و بجہت تیسر تسخیر این ممالک سیع از روح پر فتوح حضرت خواجہ بزرگوار کہ دائم معین ناصر پادشاہ مؤید کامگار بودہ استمداد خواستند و بتاریخ بست سوم ماہ ذیقعدہ متوجہ دار الخلافت گردیدند **حاشیہ منکرہ** حضرت بادشاہ زیارت کو آئے اور مجاوروں کے ساتھ بہت کچھ احسان کیا **اقول** اس حاشیہ میں بھی منکر صاحب نے فقط مجاوروں کو لکھا اور عام رہنے والوں کا ذکر از راہ دیانت چھوڑ دیا حالانکہ اصل عبارت میں موجود ہی **قولہ** صفحہ ۳۲۲ - در اوائل شعبان المعظم لوای عزیمت از دار الملک دہلی بصوب خطۂ اجمیر افراشتہ شکار کنان متوجہ شدند و در حد قصبہ نارنول خانخاناں کہ لاہور بعزم تہنیت مبارکباد متوجہ شدہ بود احمد آباد خود را بایلغار رسانیدہ باحراز سعادت عتبہ بوسی مشرف گشت در اوائل رمضان المبارک ہوای اجمیر از غبار نعال مراکب مشک بیز و عنبر آمیز گردید و از گرد راہ بمزار منبع الانوار خواجہ معین الحق والدین قدس سرہ فرمودہ لوازم زیارت و شرائط طواف بجا آوردند و از غنائم بنگالہ جنت دمامہ را ادراک روز اول نذر حضرت خواجہ قدس سرہ جدا فرمودہ بودند آوردہ داخل نقارخانہ حضرت قدس سرہ فرمودند و ہر روز بدستور قدیم بمزار فائض الانوار تشریف بردہ از صدقات و نذور خیرات فقرا و اہل احتیاج را از نوائے بے نیاز میگردانیدند **اقول** خلاصہ اسکا یہ ہی کہ بادشاہ دہلی سے

۵۱ یہاں کوئی لفظ منکرنامہ میں چھوٹ گیا ہی ۱۲ ۵۲ - لایت بنگ (بنگالہ) ۱۲ ۵۳ اصل منکرنامہ میں فارسی عبارات کے کتنے ہی الفاظ جابجا غائب ہیں ۱۲

اجمیر میں آنے زیارت سے مشرف ہوئے ایک جوڑی نقارہ کی جو بنگالہ کے مال غنیمت سے لائے تھے نذر کی
صدقات وخیرات سے فقیروں اور محتاجوں کو بے پروا کر دیا شاید کہ مراد منکر صاحب کی فقیروں اور محتاجوں
سے ذات شریف خادم صاحبان ہونگے **قولہ صفحہ ۲۳۴** - ودر آخر این سال ہفتم ذیقعدۃ الحرام سنہ اربع
وثمانین وتسعمائۃ ۹۸۴ یورش حبیب دلہیان آمد و آنحضرت بتاریخ مذکور از فتحپور متوجہ طواف گشتند و تمام راہ
انبساط فرمودہ روز دوشنبہ چہارم ذیحجہ سال مذکور تا دہ کروہی اجمیر مخیم خیام فلک احتشام گردید و از آنجا بدستور
مقرر پیادہ روی ارادت بمزار مہبط الانوار آوردہ پنج کروہی راہ پیادہ رفتند و از گرد راہ بمزار فائض الانوار
در آمدہ نیاز مندی شرائط زیارت ولوازم طواف بتقدیم رسانیدہ روز اول مبلغ دہ ہزار روپیہ بمجاوران بقعہ شریف
وخدام آستانۂ رفیعہ عنایت فرمودند **حاشیہ منکر** چوتھی ذی الحجہ کو حضرت بادشاہ زیارت کیواسطے
تشریف لائے اور اول دن دسہزار روپیہ مجاوران خادمان کو عنایت فرمائے **اقول** یہ سہزار روپیہ جو
مجاوروں اور خادموں کو عطا ہونے لکھے ہیں - ان دونوں لفظوں میں وہی فرق ہے جو پیشتر مذکور ہو چکا ہے
یعنی کہ مجاوران بمعنی ہمسائگان ہیں جسمیں فقراء متوکل و گوشہ نشینان درگاہ وغریبان حاجت خواہ وارباب
استحقاق وانتساب وزمرۂ خدمائے بارگاہ سب شامل ہیں - اور اگر مجاور و خادم مترادف المعنی ہوتے تو کچھہ حاجت
مکرر کی نہیں تھی - پس دونوں لفظوں کا استعمال اور اُسکے بیچ میں واو عاطفہ کا ادخال صریح دلیل اس امر کی
ہی کہ مجاورین سے ایک جماعت اور خادمین سے ایک جماعت مراد ہے - او کسیکو یہ وہم نہو کہ حرف عطف اس
میں ایسا ہے جیسا کہ اوپر کے فقرہ میں الفاظ فقیروں اور محتاجوں کے بیچمیں ہے - اسواسطے کہ فقیر اور محتاج اصل
لغت میں بھی ایک ہی معنی میں ہیں اور مجاور و خادم کے اصل لغت میں بھی جُدا جُدا معنی ہیں مجاور بمعنی ہمسایہ
اور خادم بمعنی خدمتی خاصم **قولہ صفحہ ۲۳۵** - وچوں ہر سالہ حضرت خلیفہ الٰہی بزیارت مرقد منورہ خواجہ
معین الدین تشریف میبردند و از فتحپور متوجہ شدہ روز پنجشنبہ پنجم ماہ رجب سال مذکور نزول اجلال شد
بعد از زیارت مزار فقراء و مساکین این مقام را از خرد و بزرگ بانعام زر سرخ و سفید و سیاہ بہرہ مند ساختند

و چند روز که در اجمیر شریف داشتند ہر روز بزیارت شتافتہ بفقرا و مساکین خیرات میفرمودند **اقول** اس فقرہ کا حاصل یہ ہی کہ بادشاہ نے اجمیر میں آکر زیارت کی اور یہاں کے فقیروں اور مسکینوں چھوٹے بڑے سب کو انعام و خیرات دی۔ اس فقرہ میں جو خیرات و انعام کا فقیروں کو دیا جانا لکھا ہی اُن سے مراد بھی عند المنکر خادم صاحبان ہونگے۔ واللہ اعلم کیونکہ اسمیں خادم صاحبوں کا ذکر نہیں ہی اگرچہ ہمارے نزدیک ایسے مواقع واسطے انعام عام کے ہوتے ہیں **قولہ** صفحہ ۳۳۸۔ ذکر عزیمت موکب جہانگیر بزیارت اجمیر چوں حضرت خلیفہ الٰہی ہر سال بزیارت مزار فائض الانوار خواجہ معین الدین قدس سرہ راالتزام نمودہ بودند ماہ رجب کہ ایام عرس حضرت خواجہ معین الدین است قریب رسید متوجہ خطہ مبارک اجمیر گردیدند و از آنجا بکوچ متواتر متوجہ اجمیر شدہ چوں باجمیر رسیدند لوازم زیارت بتقدیم رسانیدہ فقرا و مساکین آن بقعۂ شریفہ را از انعام عام بہرہ مند ساختہ در کشف عزت و اقبال مراجعت فرمودہ **اقول** اس عبارت میں بھی اجمیر میں بادشاہ کا آنا اور فقیروں اور مسکینوں کو انعام دینے کا ذکر ہے خادموں کا کچھ ذکر نہیں ہے اسیواسطے منکر صاحب نے اسپر اور نیز عبارت سابق پر کوئی حاشیہ رقم نہیں فرمایا لیکن چونکہ اس فقرے کو انتخاب میں تحریر کیا ہے اس سے مترشح ہے کہ منکر الانشاءت میں فقیروں او محتاجوں کو بھی بمعنی خادم صاحبان درگاہ کے لکھا ہے **قولہ** صفحہ ۳۴۰۔ چوں ششم ماہ رجب ایام عرس خواجہ معین الدین قدس سرہ عزم زیارت اجمیر فرمودند و غرہ رجب از کشتی بیرون آمدہ سرعت سیر را استفسار فرمودند ہر روز سی کروہ راہ طی کردند و در آخر روز ششم شہر مذکور کہ روز عرس خواجہ بود درآمدند و از روئے خشوع و خضوع زیارت نمودہ فقرا و مساکین آن بقعۂ شریفہ را بانعام خوشدل گردانیدند **اقول** اس فقرہ میں سوائے انعام دینے فقیروں اور مسکینوں کے خادم صاحبوں کا کچھ نہیں ہے **قولہ** صفحہ ۳۴۴۔ چوں ہر سال التزام زیارت مزار فائض الانوار خواجہ معین الدین قدس سرہ پیش نہاد خاطر خسرو جہانگیر بود در شانزدہم ماہ رجب از دارالخلافہ فتحپور[1] راز جانب اجمیر نہضت فرمودند القصہ روز جمعہ بست چہارم ماہ شعبان از پنج کروہی اجمیر پیادہ شدہ بمراد

[1] فارسی عبارات کی غلطی بموجب حاشیہ سابق کے تصور کرنی چاہیئے علی ہذا القیاس آیندہ بھی ۱۲

سوروالانوار آمدہ بشرائط طواف قیام نمودند **اقول** اس عبارت میں بھی اگرچہ بادشاہ کا اجمیر میں آنا او رزیارت کرنا لکھا ہے مگر افسوس ہی کہ برخلاف خیالات منکر صاحب کے خادم صاحبوں کا کچھ نہیں ہے

قولہ صفحہ ۸۴۳ ۔ چون حضرت خلیفہ آلہی ہر سال ازراہ اخلاص بزیارت مزار فائض الانوار حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ میرفتند و در ضمن این نیت حسنہ و عمل صالح فائدہ بسیار بہ بندگان خدا میرسید و درین سال بجہت بعضی موانع توجہ زیارت عالی میسر نشد شاہزادہ دانیال از نزدیکان مثل شیخ جمال شیخ فیضی کہ نسبت اخوندی سائر مردم ہمراہ تعین فرمودند و مبلغ بست و پنجہزار روپیہ مدد خرچ فقیران آن دیار مرحمت نمودند و شاہزادہ جوان بخت زیارت نمودہ مراجعت فرمودند **اقول** خلاصہ اسکا یہ ہی کہ بادشاہ نے شاہزادہ دانیال کو اجمیر بھجوایا اور پچیس ہزار روپیہ واسطے مدد خرچ فقیران اجمیر کے عنایت کیا فقط اسمیں بھی خادم صاحبوں کا کچھ ذکر نہیں ہی ۔ مگر چونکہ منکر اللغات میں فقیروں سے بھی مراد خادم صاحبان ہیں لہذا یہ پچیس ہزار روپیہ بھی منکر صاحب کے خاندان کو ملا ہوگا ۔ اسیواسطے منکر صاحب نے خلاصہ طبقات اکبری میں لکھا ہی کہ جتنی دفعہ آئے خادم صاحبوں کو نذر و نیاز دی الخ لیکن دعوی منکر صاحب پر یہ تین دلیل مذکورہ بالا پیش ہوئیں کہ ۱۰ دفعہ خود اکبر بادشاہ تشریف لائے اور ایکدفعہ شاہزادہ دانیال کو بھجوایا تھا ۔ بااینہمہ کہیں ایک جگہ بھی فقط خادم صاحبوں کو نذر و نیاز و صدقہ و انعام وغیرہ دینا نہیں لکھا ہی کہ تشریح اسکی الفاظ کتاب طبقات اکبری سے اسطرح ہی ۔ ساکنان اجمیر کو دیا ۲ بار فقرا و مساکین و محتاجوں کو دیا ۲ بار ۔ مطلق انعام ایک بار ۔ بے ذکر اہل استحقاق ۲ بار ۔ مجاوروں اور عموم رہنے والوں کو ۳ بار ۔ مجاوران کو ۲ بار (کہ یہ لفظ جامع ہی) مشائخ خدام مجاوروں کو ایک بار فقط **مصرع** ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ۔ **بعد اسکے** دو امر واجب الاظہار باقی رہے ایک یہ کہ جناب منکر الزمانی نے عنوان

لہ اگرچہ بطور انتخاب (صفحہ ۲۰۶ لغایت ۸۴۳) طبقات اکبری کے صفحہ ۲۲ سے صفحہ ۲۹ تک ۹ جگہ رسالہ منکرین اصل عبارت فارسی کی نقل درج کیگئی ہے مگر کسی جگہ کبھی بادشاہ کی پیادہ روی کی بابت ۔ دیسا کوئی قصہ خواب دیکھنے کا درج نہیں ہی جسپر کتاب ہذا کے صفحہ ۸۴ میں تعریضاً اشارہ کیا گیا ہے ۱۲ محمد مصباح الدین

خلاصۂ طبقات اکبری میں یہ لکھا ہی کہ اس کتاب میں اولاد یا دیوان کا کچھ ذکر نہیں ہی کہ اس سے ظاہر مقصود منکر کا نفی مطلق اولاد امجاد سجادہ نشین کی ہی۔ سو جواب اجمالی اسکا اگرچہ اوپر لکھا گیا ہی لیکن تفصیلی جواب یہ ہی کہ کتاب طبقات اکبری بابت حالات اکبر بادشاہ کے انتخاب اکبرنامہ کا ہی اور اکبرنامہ میں ذکر اولاد امجاد و سجادہ نشین وقت کا صرف دو جگہ لکھا ہی۔ ایک وقایع سنہ میں دوسرے وقایع سنہ میں مگر چونکہ وقایع سنہ بابت تحقیقات اکبرشاہی بے اصلی دعوے فرزندی اولاد کرام کے محض نامعتبر ہے اسواسطے غالبًا صاحب طبقات نے اسکا ذکر لکھنا مناسب سمجھکر چھوڑ دیا۔ اور اگر برخلاف اکبرنامہ کے لکھتے تو خود ملازم سرکار بادشاہی تھے اور شیخ ابوالفضل کے ممنون منت مرعوب سطوت۔ پس باوجود انکار حضرت بادشاہ و اقتدار جناب وزارت پناہ کے برخلاف لکھنا معلوم شعر خلاف رائے سلطان رائے جستن ✦ بخون خویش باید دست شستن ✦ اور وقایع سنہ بابت بحالی منصب تولیت جناب شیخ حسین کے اس سبب سے طبقات اکبری میں درج نہیں ہی کہ طبقات اکبری اس سال سے پیشتر ختم ہو چکی تھی سنہ کا کوئی وقایع اکبری اسمیں درج نہیں ہی بلکہ صرف سنہ جلوسی اکبرشاہی تک کے حالات اسمیں درج ہیں اور سوائے اسکے اور کوئی موقع ذکر اولاد حضرت خواجہ بزرگ کا صاحب طبقات کو بحیثیت انتخاب اکبرنامہ کے نہیں تھا۔ دوسرے یہ کہ شدت سے اس انتخاب طبقات میں غلطیاں ہیں معلوم نہیں کیوں منکر صاحب نے اسکو صحیح نہ فرمایا۔ پس جیسے رسالۂ منکرہ میں لکھا ہی رجوں کا توں ہم نے بھی نقل کر دیا ہی اسکی غلطیوں اور سقم کے منکر الرمانی ذمہ دار ہیں اور یہی حال اکثر عبارات دوسری کتابوں کا ہی جو اس رسالہ منکرہ مطبوعہ میں درج ہیں ✦

سلہ چنانچہ مصنف نے دیباچہ میں خود لکھدیا ہی کہ بخاطر فاتر رسیدہ کہ خاتمہ ہر طبقہ را بفتح موکب عالی آنحضرت (اکبر) کہ عنوان فتح نامہ مفاخرت است انفصال دہ آنگاہ مجملے از جمیع خجستہ حالات و واقعات و واردات حضرت خلیفہ الٰہی کہ این مختصر را بجای خویش عرض نماید و تفصیل این اجمال مفوض کتاب عالیجناب اکبرنامہ است کہ افاضل پناہ معارف حقائق آگاہ جامع کمالات صوری و معنوی مقرب آنحضرت السلطانی علامی شیخ ابوالفضل کہ دیباچہ مکارم و معالیست بقلم بدائع رقم نگاشتہ صحائف ایام ساختہ الخ ۱۲ محمد مصباح الدین

لمعہ چہارم

قال المنکر کتاب تاریخ فرشتہ **اقول** واستعین برب العالمین۔ اس کتاب کے مؤلف نے بھی
احوال سلطنت اکبر بادشاہ کا کتاب اکبرنامہ سے نقل کیا ہے اور صاحب تاریخ فرشتہ اور شیخ ابوالفضل کا
ایک زمانہ تھا۔ اور یہ کتاب تالیف سنہ ۱۰۱۵ھ کی ہے **قولہ** خلاصہ اس کتاب کا یہ ہے کہ اسمیں سید فخرالدین کا جو
مورث گروہ سیدزادوں معروف بخادمان درگاہ حضرت خواجہ صاحب کے ہیں ہمراہ خواجہ عثمان ہارونی صاحب کے
موجود ہونا لکھا ہے **اقول** بیشک تاریخ فرشتہ میں سید فخرالدین صاحب نامی ایک خدمتی حضرت خواجہ
اعظم عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کا ذکر لکھا ہے مگر یہ نہیں لکھا ہے کہ وہ ہی سید فخرالدین مورث گروہ (معروف
بسید زادہ) خادمان درگاہ اجمیری کے تھے۔ اسکا ثبوت اب بھی منکر صاحب نے نہیں دیا اور ہم نے اس بحث سید
فخرالدین کے متعلق جو کچھ لکھنا تھا وہ تحت جواب دیباچہ رسالۂ منکرہ کے لکھدیا ہے فلینظر ثمہ[لہ]۔ علاوہ اسکے
منکر صاحب نے اپنے رسالہ کے دیباچہ میں سید فخرالدین کو پیر بھائی حضرت خواجہ بزرگ کا لکھا ہے۔ حالانکہ
اس کتاب تاریخ فرشتہ میں پیر بھائی ہونا یا نہونا اُنکا مطلق نہیں ہے **قولہ** اور شیخ محمد یادگار صاحب کا جو
گروہ شیخ زادوں معروف بخادمان درگاہ خواجہ صاحب کے مورث ہیں حضرت خواجہ صاحب کے مرید ہونا تحریر ہے
اقول یہ بھی اسقدر درست ہے کہ تاریخ فرشتہ میں شیخ محمد یادگار صاحب کو مرید حضرت خواجہ بزرگ کا لکھا ہے
مگر یہ نہیں لکھا کہ خادمان درگاہ میں سے جو ایک گروہ ملقب بشیخ زادہ مشہور ہیں وہ اولاد شیخ محمد یادگار موصوف
کے تھے اور ہم نے دیباچہ کتاب منکر کے جواب میں جو مطالبہ سند کا کیا ہے وہ لائق لحاظ ہے **قولہ** اور لکھا ہے
کہ سلطان محمود خلجی جب اجمیر آئے تو خادمان درگاہ کو نذر نیاز دی **اقول** تاریخ فرشتہ میں صرف ایک دفعہ
سلطان محمود خلجی کا اجمیر میں آنا لکھا ہے کہ خود منکر آپ نے عبارت تاریخ فرشتہ کی نقل کردی ہے مگر یہاں اُسکے
خلاصہ میں دھوکہ بازی کرکے یہ لکھتے ہیں (سلطان محمود جب اجمیر آئے الخ) تاکہ ایسا لکھنے سے یہ ثابت ہو کہ کئی
دفعہ سلطان موصوف اجمیر آئے تھے اور جب اجمیر آئے نذر و نیاز خادمان درگاہ کو دی۔ علاوہ اسکے اصل

لہ پھر اُسے دیکھ لو ۱۲

عبارت میں لفظ مجاوران لکھا ہی جسکی تشریح کی با۔ پیشتر لکھی گئی ہی کہ اسمیں خادم بھی اور غیر خادم بھی شامل ہیں
فنکر **قولہ** دیوان کا یا اولاد کا کچھ ذکر نہیں **اقول** چہ دلاور است منکر کہ بکف کتاب دارد۔ خود منکر الآیات
کی شہادت سے تاریخ فرشتہ میں ذکر شادی کرنے اور وجود اولاد حضرت خواجہ مجاور کا صاف صاف درج ہی اس پر
بہادری منکر صاحب کی لایق آفرین ہی کہ اسی کتاب کے خلاصہ میں منکر بے دید فقید النید نے بیدھڑک لکھ
دیا کہ اولاد کا کچھ ذکر نہیں الخ بہت سچ ہی ارشاد حضرت نبی صادق مصدوق کا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ حُبّكَ
الشَّیْءَ یُعْمِی وَیُصِمُّ۔ یعنی چیزوں کی محبت میں آدمی اندھا بہرا ہو جاتا ہے یہی حال حافظ بصیر غیر ضریر کا ہی
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کہ حافظوں کی طرح چلتے ہیں دل جاتا جدہر ہو لیے جنکو آگا پیچھا اندھیرا اوجالا
برابر ہے۔ اور ہم اسکو ایک کرامت حضرت خواجہ کی سمجھتے ہیں کہ حضرت کی شادی ہونے اور اولاد ہونے کا ذکر صاف
صاف تاریخ فرشتہ میں درج ہے اور منکر صاحب نے اسکو نقل بھی فرمایا ہے اسپر طرہ یہ ہی کہ اس اردو خلاصہ
میں فرماتے ہیں کہ دیوان یا اولاد کا کچھ ذکر نہیں فقط اور منکر وعدہ فراموش سے یہ بھی دریافت طلب ہی کہ
یہ فقرہ منکرہ یعنی کہ دیوان اور اولاد کا کچھ ذکر نہیں الخ کون سی عبارت تاریخ فرشتہ کا خلاصہ ہی یا کہ فرشتہ
نے منکر صاحب کے کان میں کچھ افسون پھونک دیا ہی۔ علاوہ اسکے منکر صاحب کو شرم کرنی چاہیئے تھی کہ باوجود
اس بات کے کہ فرشتہ نے حالات اکبر شاہی کو اکبرنامہ سے انتخاب کرکے لکھا ہی مگر ذکر بے اصل ہونے دعوی فرزندی
جناب شیخ حسین اجمیری و جماعہ اولاد اجداد کا۔ کما فی اکبرنامہ صریحاً بے اصل جانکر چھوڑ دیا۔ برخلاف اسکے اردوے
وقاحت وشوخ چشمی جناب منکر الزمانی تاریخ فرشتہ سے عدم ذکر اولاد پر استنباط اپنے مطلب انکار کا فرماتے
ہیں سوائے اسکے جلد دوم تاریخ فرشتہ میں ذکر خیر خواجہ وحید الدین کا کہ وہ پوتے حضرت خواجہ بزرگ کے تھے
بابت حصول شرف بیعت حضرت شیخ الاسلام فریدالدین گنج شکر کے بتفصیل لکھا ہی قدس اللہ سرہ۔ مگر جناب
منکر دیانت شعار نے اس سے آنکھیں بند کرلیں یا یہ بھی متعلق کرامت خواجہ بزرگ کے ہی۔ اب مجھے منکر صاحب سے
یہ پوچھنا ہے کہ یہ جو جناب نے دیباچہ رسالہ منکرہ میں وعدہ فرمایا تھا کہ جس مقام پر درگاہ یا حضرت خواجہ صاحب کا

یا اولاد خواجہ صاحب یا خادم صاحبوں کا ذکر لکھا ہی اُسکا انتخاب رسالہ میں درج کروں گا الخ تو کیا خواجہ حمید الدین
اولاد حضرت خواجہ کی نہیں تھے یا باوجود تلاش و تتبع تاریخ فرشتہ کے خواجہ حمید الدین علیہ الرحمۃ کا ذکر خیر
جنابنے صفحہ ۳۸۶ جلد دوم تاریخ فرشتہ مطبوعہ ۱۲۸۱ھ ہجری پر لکھا ہو انہیں دیکھا حالانکہ اسی نسخہ مطبوعہ مذکورہ سے
جنابنے انتخاب کیا ہی یا حسد اور انکار اولاد امجاد نے قلم انتخاب رقم کو لکھنے نہ دیا کیا چیز مانع اور باعث خلاف
وعدگی ہوئی ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم غرض راسی ایک فقرہ میں جان بات اور ناطرفداری
اور اظہار حق اور بے تعصبی اور نظر بالغہ منکر الزمانی بے پردہ آشکار ہے فانظروا یا ایہا الناظرین و قولوا

شعر چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد ✤ صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد ✤ **قولہ** اکبر بادشاہ کا دو لاکھ
روپے کے قریب خادموں کو دینا درج ہی کہیں دیوان کا واسطہ نہیں **اقول** ایہا المنکر خدا سے ڈرنا چاہئیے۔
اس دعوے پر یہ فقرہ فرشتہ کا مندرجہ صفحہ ۲۳۲ یعنی کہ (خود باجمیر رفتہ قریب دو لکھ روپیہ از نقد و جنس بخادمان
خطیرہ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ و سید حسین خنگ سوار و مستحقین رسانیدہ باگرہ باز آمد) دلیل ہی۔ اب غور
کرنا چاہیئے کہ دعوی اور دلیل میں کیا کیا فرق ہی۔ اول یہ کہ دعوی میں لکھا ہی کہ دو لاکھ روپئے کے قریب دیا حالانکہ

---

۵۱ (وہو ہذا) در کتاب خیر المجالس از نظام الدین اولیاء منقولست کہ در آں ہنگام خواجہ وحید الدین نواسہ خواجہ معین الدین
سنجری قدس سرہ نزد شیخ (فرید گنج شکر) را خواہش آمد بیعت خواست و مخلوق شدن خود را التماس نمود شیخ فرید گفت کہ من
نان ریزہ از خانوادہ شما ریزہ دارم و ادب نیست کہ شما را دست بیعت دادہ مرید سازم خواجہ وحید الدین معروض داشت کہ
مثل شما دریں زمانہ کجاست کہ بخدمت او شتابم و کسب سعادت نمایم و من دریں باب بجدم دست از دامن شما نخواہم برداشت
شیخ (فرید) چوں الحاح او را از حد متجاوز دید آں منبع اخلاص را بارادت و خرقۂ خاص بنواخت و محلوق ساخت الخ ایں عبارت
میں لفظ نواسہ بمعنی نبیرہ استعمال ہوا ہی اور صاحب اخبار الاخیار نے اپنی کتاب میں صاف لفظ نبیرہ ہی درج کیا ہی۔ چنانچہ
سلسلہ انکے نسب کا یوں ہی خواجہ وحید الدین ولد خواجہ سید ابویزید (بایزید) ولد خواجہ سید نجم الدین خالد ابن خواجہ شیخ
قیام الدین بابریال بن خواجہ حسام الدین سوختہ بن خواجہ فخر الدین بن خواجہ خواجگان ولی الہند رضی اللہ عنہم اجمعین اور
لغات میں نبیرہ بمعنی دختر زادہ۔ اور نبیرہ بمعنی پسر زادہ (پوتا) بھی عموماً مستعمل ہے کما فی غیاث اللغات و کریم اللغات
و خزانۂ لغت و برہان قاطع و فرہنگ رشیدی و جہانگیری ۱۲

محمد مصلح الدین عفی عنہ

اصل میں یہ ہی کہ نہ فقط نقد بلکہ جنس اور نقد ملاکر مجموعہ قریب ۲ لاکھ روپے کے دیا۔ دوسرے اس دعوی میں گول لکھاہی کہ خادموں کو دیا جس سے کہ تبادر اس رسالہ منکرہ کے پڑھنے والوں کو یہ معلوم ہو کہ فقط خادمان روضہ حضرت خواجہ بزرگ کو دیا تھا حالانکہ یہ نقد و جنس مذکور خادمان روضہ حضرت خواجہ کو بھی دیا گیا تھا اور خادمان درگاہ حضرت میران سید حسین خنگ سوار کو بھی عطا ہوا تھا۔ تیسرے دعوے میں اسقدر لکھاہی کہ خادموں کو دیا فقط اور حال یہ ہی کہ عبارت فرشتہ مذکورۂ بالا سے عیاں ہی کہ نقد و جنس مذکورہ دونوں درگاہوں کے خادموں کو بھی ملا اور دستر خوان داروں کو بھی دیا گیا تھا **بعد اسکے** جناب منکر ایمان سے کہدیں کہ سوائے اولاد امجاد حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کے اور کون زیادہ مستحق ایسی نذر و نیاز کا ہو سکتا ہی اور سیوتی کا اِم فرشتہ خصوصاً لفظ مستحقین سے اس عطیہ جزیلہ اکبر شاہی میں اولاد امجاد حضور خواجہ اور خادمہ ہر دو درگاہ و سائر محتاجان و مستحقان صاف صاف سمجھے جاتے ہیں یا نہیں۔ اور کیا قرینہ مقام مقتضی ایسی گوہی کہ فقط خادمان روضہ ضمیہ کو بقول منکر بادشاہ نے دو لاکھ روپیہ کے قریب دیے اور کسی غریب یا مستحق کو اور پیرزادگان اجمیر کو ایک پیسہ دیا ہوگا **مصرع** انصاف شیوہ ایست کہ بالائے طاعت ہست۔ اور یہ جو منکر صاحب نے لکھاہی کہ دیوان یعنی سجادہ نشین وقت کا واسطہ نہیں ہی اخر یا کوئی کہے کہ زمرۂ اولاد امجاد میں سے کسیکا نام کیوں نہ لکھا تو جواب یہ ہی کہ سجادہ نشین وقت یعنی کہ جناب شیخ حسین اجمیری اس ایام میں کہ جب یہ نقد و جنس دونوں درگاہوں میں نذر کیا گیا تھا بادشاہ وقت کی طرف سے معتوب تھے پس انکو اسمیں سے کیونکہ کچھ مل سکتا کہ جس سے انکا ذکر لکھا جاتا۔ رہی دوسرے لوگ اولاد منجملہ اولاد امجاد جیسا کہ خادموں میں سے کسیکا نام اس عطیہ میں نہیں لکھاہی۔ اسیطرح اولاد میں سے بھی کسیکا نام درج نہیں ہے مگر جیسے کہ عموماً سب خادم لفظ خادمان میں شامل ہیں اسیطرح سے سب اولاد امجاد لفظ مستحقوں میں شامل ہیں۔ پس کچھ نتیجہ مفید مطلب منکر کا تاریخ فرشتہ سے نہیں نکلتا ہی اور عدم ذکر دیوان اور اولاد سے عدم وجود دیوان یا اولاد کا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ عدم ذکر شئے مستلزم عدم وجود شئے ہرگز

نہیں ہی اور یہ فقرہ بھی برخلاف اقرار کے اصل کتاب سے زیادہ مثبت منظر انکار جناب منکر کا ہی جسکو دیباچہ میں منکر صاحب نے لکھا تھا کہ اپنی طرف سے کچھ کم زیادہ نہ کروں گا۔ اور نتیجہ نہ نکالوں گا۔ **قولہ** انتخاب کتاب تاریخ فرشتہ (مطبوعہ منشی نولکشور صاحب لکھنو ۱۲۸۱ ہجری) مقابلہ دوم جلد اول صفحہ ۲۵۱ - ودر سنہ ۹۶۱ تسع وستین وتسعمائہ بعزم زیارت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ روانہ اجمیر شد وچوں بقصبہ سانبھر رسید راجہ پورنمل کہ زمیندار معتبر آنجا بود دست دختر خود را بپادشاہ دادہ نوکری اختیار کرد و پسر او بھگوانداس نیز ملازم شدہ در سلک امرا ے کبار منتظم گردید وموکب عالی چوں باجمیر رسید پادشاہ لوازم زیارت بجا آوردہ میر اشرف الدین حسین حاکم اجمیر را بتسخیر قلعہ میرٹھ کہ از ممالک راجہ مالدیو بود تعین فرمودہ وخود در سنہ شبانروز یکصد وسی کردہ راہ طی کردہ با پنج شش کس باگرہ آمد **اقول** جناب منکر نے اعداد سال تو الفاظ عربی میں ۶۹ ۹ لکھے اور ہندسہ اسپر ۹۶۱ کا رقم فرمایا۔ دوسرے راجہ پورنمل بھی طبعزاد نام لکھا ہی - یارب مگر یہ دونوں بھول چھاپہ خانہ میں ہوگئی ہونگی۔ اور حاصل فقرہ کا سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہی کہ اکبر بادشاہ نے اجمیر میں آکر زیارت کی اور حاکم اجمیر کو واسطے لینے قلعہ میرٹھ کے بھیجکر آگرہ واپس گئے **قولہ** صفحہ ۲۵۸ - آنگاہ آنحضرت باجمیر شتافتہ بزیارت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ دریافت وباگرہ تشریف حضور فرمود بدین حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ بقصبہ سیکری رفت وچوں چند مرتبہ عرش آشیانی را تولد شدہ نمانده بودند شیخ مژدہ قدوم فرزندان طویل العمر دادہ خوشحال ساخت قضارا درہماں زودی آثار حمل ظاہر شدہ صبح روز چہار شنبہ ہفتدہم شہر ربیع الاول در سنہ ۹۷۸ ثمان سبعین وتسعمائہ کوکب ولادت شاہزادہ سلطان سلیم بطالع بست وچہار درجہ میزان بمقام سیکری در منزل شیخ سلیم چشتی قدس سرہ از افق جاہ وجلال طلوع نمود خاقان اکبر بشکرانہ آن موہبت عظمی جمیع زندانیاں را خلاص ساخت وخواجہ حسین ثنائی قصیدہ گفت کہ مصرع اول تاریخ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ است ومصرع ثانی تاریخ ولادت شاہزادہ جم جاہ۔ واین مطلع از آنست **مطلع** للہ الحمد از پے جاہ وجلال شہریار

گوہر مجید از محیط عدل آمد درکنار، و عرش آشیانی جہت ایفای نذری کہ درباب فرزند کردہ بود پیادہ باجمیر شتافت و زیارت خواجہ معین الدین چشتی بجا آوردہ دست زرافشاں بانعام و احسان کشادہ از راہ دہلی بسیکری کناں برگشت **اقول** - اس عبارت میں سلطان سلیم شاہزادہ کا پیدا ہونا اکبر بادشاہ کا اجمیر آنا اور انعام و احسان کرنا لکھا ہے کوئی امر متعلق بحث اولاد کے مطابق اسمیں مذکور نہیں ہے بلکہ مقدمۂ تحقیقات اولاد کرام کہ اسی موقع پر درج اکبر نامہ ہے تاریخ فرشتہ میں اسکا کہیں نام و نشان نہیں ہے **قولہ** صفحہ ۲۰۹ دغرۂ صفر سنہ ۹۷۹ تسع و سبعین و تسعمائۃ بتفرج حصار فیروزہ تشریف بردہ باز باجمیر آمدہ شرائط زیارت پیر بزرگوار را بتقدیم رسانیدہ باگرہ تشریف برد دراں ہنگام سکندر خاں اوزبک کہ در جنگلہائے بنگالہ سرگردان میگشت بتوسط منعم خاں المخاطب بخانخاناں اورا پای بوس بادشاہ آوردہ شفاعت گناہان اورا نمود دراں سال چوں مقام سیکری برآنحضرت مبارک شدہ بود درآنجا شہری عظیم بنا فرمودہ آں زودی چوں گجرات فتح شد آنرا موسوم بفتحپور گردانید کہ در شہر صفر سنہ ثمانین و تسعمائۃ چوں ملک گجرات غلغلہ فساد کلی بہم رسید بادشاہ عازم تسخیر آں شد و چوں گذار باجمیر افتاد زیارت کردہ از روح پرفتوح خواجہ سید حسن خنگ سوار کہ از اولاد ہمام امام زین العابدین علیہ و آبائہ الکرام و اولادہ العظام الآف التحیۃ و السلام استمداد نمودہ خان کلاں با بسیاری از امرا برسم منقلا پیداں سوی داں ساخت و دائے سکہ را بحکومت جودہ پور کہ وطن مالدیو بود مقرر کردہ خود نیز روانہ گجرات گردید و در دو منزل ناگور خبر رسید کہ در شب چہار شنبہ دوم جمادی الاولی سنہ مذکورہ در منزل شیخ دانیال قدس سرہ شاہزادہ نیکوخصال دانیال بوجود آمد آنحضرت لوازم خوشحالی بتقدیم رسانیدہ آں مولود را موسوم بدانیال گردانید **حاشیہ منکرہ** ۹۸۰ھ ہجری روز چہار شنبہ دوم جمادی الاولی کو اجمیر میں شیخ دانیال کے گھر بادشاہ بیگم سے شاہزادہ پیدا ہوا اسکا نام شاہزادہ دانیال رکھا گیا۔

اقول اس عبارت میں بھی سوائے اسکے کہ بادشاہ اجمیر میں تشریف لائے اور زیارت کی اور کچھ ذکر اولاد امجاد کا درج نہیں ہے اسلیے یہ عبارت بھی مفید مدعاے منکر نہیں ہے۔ ہاں شہزادہ دانیال کا پیدا ہو

بجانہ شیخ دانیال کے. اگر شیخ موصوف مورث اعلی گھرانہ منکر صاحب کے یا اہل طایفہ وہم پیشگان منکر صاحب کے مورث تھے تو ابستہ اُن کے ورثہ کا مایۂ فخر ہو سکتا ہی بشرطیکہ ثابت ہو. مگر منکر الزنا فی پر بغیر ثبوت وراثت کے بھی اِس نوید ولادت سلطان دانیال ہیں اسقدر کیف خوشحالی طاری ہی کہ مارے خوشی کے الفاظ (بادشاہ بیگم) اصل عبارت فرشتہ سے زیادہ برخلاف وعدہ لکھ گئے **قولہ** صفحہ ۲۶۲- درین ہنگام بادشاہ خواجہ منظفر علی ترندی کہ از نوکران بیرم خاں ترکمان بود خطاب منظفر خانی دادہ بقلعہ رہتاس بنگالہ نامزد بہار کرد وخود باجمیر رفت قریب دو لکہ از نقد وجنس بخادمان خطیرہ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ وسید خنگ سوار ومستحقین رسانیدہ بآگرہ بازآمد **حاشیہ منکرہ** محمد اکبر بادشاہ نے اجمیر اگر خادمان درگاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ اور سید حسین خنگ سوار رضی اللہ عنہ کو قریب دو لاکھ روپیہ کے نقد وجنس دی **اقول** بابت نقد وجنس دو لاکھ کے ہم نے خلاصہ جناب منکر کا جو ابھی لمعہ میں لکھ دیا ہے اور اس موقع حاشیہ پر جناب نے بخلاف خلاصہ سابقہ خود اگرچہ دونوں رگاہوں کے خادموں کو وہ نقد وجنس ملنا لکھ دیا ہے مگر اور مستحقوں کو جناب منکر بسیار خوار نے یہاں بھی نوش جان فرمایا رسالہ منکرہ کی تشہیر سے پیشتر ایسی تہاحوری کا گمان جناب منکر پر نہ تھا مگر **مصرع** خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم + **قولہ** صفحہ ۲۶۳- ودرآں سال بادشاہ باجمیر رفتہ زیارت کرد ودر ضمان حافظ چون برتست **اقول** سوائے آمد ورفت اجمیر کے بادشاہ کے انعام عطار دو خادمان درگاہ کا اِسمیں مطلق ذکر نہیں ہے **قولہ** صفحہ ۲۶۳- ودرین سال بادشاہ باجمیر رفتہ شہباز خاں کنبوہ راجہت تسخیر قلعہ کمل میر کہ در تصرف رانا بود تعین نمودہ او بدآنجا رفتہ باسہل وجہی بحیطہ تصرف درآورد وبادشاہ از اجمیر بکوہستان بانسوالہ مندو درآمدہ شکار کنان تا سرحد دکن رفتہ چوں مرتضے نظام شاہ بحری والی احمدنگر دیوانہ شدہ پردہ نشین گشتہ بود داعیۂ تسخیر ولایت او نمود اما بعضے امور مانع آمدہ از آنجا متوجہ فتحپور سیکری گردیدہ درسنہ خمس وثمانین تسعمائۃ باز عرش آشیان متوجہ اجمیر شدہ چنانچہ عادت او بود از یک کروہی پیادہ گشتہ بروضہ منورہ

خواجہ حدآمدہ وزیارت کردہ **اقول** اسمیں بھی بادشاہ کا اجمیر آنا اور زیارت کرنا لکھا ہی خدا جانے منکر صاحب
فقرات بطور تحصیل حاصل کیوں بار بار نقل کئے جاتے ہیں۔ **قولہ** صفحہ ۲۶۴ - و در سنہ مذکورہ عرش آشیانی
باجمیر رفتہ بفتح پور سیکری مراجعت کرد **اقول** اسکا ترجمہ یہ ہے کہ بادشاہ اجمیر جاکر فتحپور سیکری کو
واپس گئے فقط **قولہ** مقالہ پنجم صفحہ ۲۱۵ - اتفاقاً روزے عریضہ قومی کہ بطرف ہارونی تعین شدہ بود
رسید مضمونش آنکہ ابتدائے طلوع آفتاب اسلام در ممالک ہندوستان از ملک اجمیر بودہ و حضرت
مرشد الطوائف شیخ معین الدین سنجری قدس سرہ درین بقعہ تشریف آسودہ اند حالا چون بتصرف
کفار درآمدہ اثرات اسلام و مسلمانی نماندہ و چون مضمون عریضہ بعرض رسید ہمان روز متوجہ صوب اجمیر گردید
و بکوچ متواتر محاذی مزار فائض الانوار نزول فرمودہ استمداد از روح پر فتوح حضرت خواجہ قدس سرہ نمودہ
بلشکر حکم کرد کہ باتفاق امرا ملاحظہ قلعہ نمودہ مورچال تقسیم نمایند درین اثنا گجادھر کہ سردار اہل قلعہ بود با فوج
از راجپوتان نامی بجنگ برآمدہ و از صدمہ افواج محمودی تاب نیاوردہ بقلعہ درآمدہ و تا چہار روز معرکہ جدال
وجدال گرم بود روز پنجم گجادھر با تمام لشکر خود برجنگ برآمدہ در جنگ مغلوبہ کشتہ شد و جمعے از سپاہیان
محمودی با گریختہ ہا مخلوط گردیدہ بدروازہ درآمدند و فتح قلعہ نصیب گشت و در ہر کوچہ از کشتہ راجپوتان
پشتہ پدید آمد و سلطان محمود خلجی مراسم شکر الٰہی بتقدیم رسانیدہ شرف طواف آن بزرگوار دریافت و مسجد عالی
طرح انداختہ خواجہ نعمت اللہ را سیف خاں خطاب دادہ حکومت آنجا بوے تفویض نمود و مجاوران آن بقعہ
شریفہ را بانعام و وظیفہ خوشدل ساختہ بصوب قلعہ منڈل گڈھ مراجعت کرد **حاشیہ منکرہ** سلطان محمود
خلجی اجمیر آئے اور اجمیر کو فتح کرکے درگاہ میں مسجد بنوائی اور درگاہ حضرت صاحب کے مجاوروں کو ساتھ انعام
اور وظیفہ کے خوش کیا **اقول** خلاصہ مطلب کتاب کا حاشیہ مذکورہ میں درج ہی اور مقصود منکر صاحب
کا لفظ مجاوروں سے فقط ذات شریف خادم صاحبان اجمیر ہے سو یہ غلطی ہی اسواسطے کہ لفظ مجاوران میں خادم
صاحبان اور دوسرے مستحقین بھی شامل ہیں جیسا کہ پیشتر بھی مکرر لکھا گیا ہے علی الخصوص کہ بادشاہ محمود

خلجی کے زمانہ میں حضرت خواجہ حسین ناگوری منجملہ اولاد کرام حضرت سلطان التارکین بھی موجود تھے اور نیز
نقل ہو چکا ہے کہ خواجہ ممدوح بھی برسوں تک مجاور روضۂ مبارک حضرت اجمیر میں رہے ہیں پس تخصیص لفظ
مجاورین کے ساتھ مورثان منکر صاحب اور اُنکے اہل طائفہ کی باطل ہے۔ کما ہو ظاہر۔ اور ضمناً منکر الزمانی کے
کلام میں تعریض ہے اس امر پر کہ سلطان محمود خلجی نے بھی اولاد حضرت خواجہ کو کچھ نہ دیا اور یہ کہ اُسکے عہد
دولت میں بھی وجود اولاد امجاد کا کچھ پتہ نہیں ہے مگر جواب اُسکا بہت ظاہر ہے کہ سلطان محمود نہایت معتقد
اولاد امجاد حضرت خواجہ کا تھا اور اولاد کرام کا وجود بھی اس بادشاہ کے زمانۂ سلطنت میں ظاہر ہے چنانچہ
شیخ قطب الدین کو اسی بادشاہ نے چشت خاں خطاب دیا تھا اور ہزاروں سوار کا مالک کر دیا تھا اور شیخ
بایزید بزرگ کو اسی بادشاہ نے بکمال اعتقاد مدرس مقرر کرکے اجمیر میں بھیجا تھا اور دعویٰ فرزندی شیخ بایزید
کا بسبب انکار بعض حضرات کے اسی بادشاہ کے حکم سے بعد تحقیقات کے صحیح ثابت ہوا تھا اور اُنکے فرزند کو
جناب شیخ حسین ناگوری نے اپنی بیٹی دی تھی کہ یہ سب حال اخبار الاخیار و مونس الارواح و سیر الاقطاب و
اقتباس الانوار وغیرہ کتابوں میں بتفصیل درج ہے۔ فلیرجع ثمہ۔ پس جناب منکر الزمانی کو کسطرح فائدہ
انکار اولاد امجاد کا اس عبارت تاریخ فرشتہ اور کارروائی سلطان محمود خلجی سے حاصل نہیں ہوا والحمد للہ
علیٰ ذلک۔ **قولہ** مقالہ دوازدہم صفحہ ۳۰۷ ذکر حضرت سلطان المشائخ خواجہ معین الدین محمد حسن سنجری
المعروف بہ چشتی قدس سرہٗ ملخصاً) آں شہنشاہ جہاں معروف * ذات او بیروں زادراک و صفت * خسرو
ملک فنا بے تخت و تاج * از خود و از غیر خود بے احتیاج * الخ (الف) چوں در ہرات شہرت یافتہ مردم بر او
ہجوم آوردند از آنجا بسبزوار شتافت و در آنجا حاکمے بود کہ یادگار محمد نام داشت بہ مزاج و فاسق و در
رفض غلو داشت کہ اہانت اصحاب کردہ سرکرا کہ ابابکرؓ عثمانؓ عمرؓ نام بودے ایذاے بسیار رسانیدے و در صدد تلف

ف [الف] نسب نامہ چشت خاں کا مندرجہ کتاب مناقب الحبیب یہ ہے۔ خواجہ سید قطب الدین المخاطب چشت خاں بن سید فرید الدین
ابن سید نظام الدین بن خواجہ معین الدین خرد بن سید حسام الدین سوختہ بن سید فخر الدین بن حضرت خواجہ بزرگ
رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۲ محمد مصباح الدین۔

دست شدی و این یادگار محمد در حوالی شهر باغی طرح انداخته بود و در وسط آن حوضی در نهایت صفا و لطافت
پرداخته خواجه گذر راه بدان باغ رفت کنار حوض فرود آمد و غسل کرده دوگانه بهر یگانه بجا آورد (الی) ناگاه
یادگار محمد رسید و شیخ را در آن مکان دیده بانگ بر خدمتگاران زد که این درویش را چرا از اینجا تراندید و چون شیخ
سر بالا کرد و درویش بنگریست در لحظه لرزه بر اندام یادگار محمد افتاده از پا در آمد و بیهوش گشت و متعلقان او این
حال را مشاهده نموده سر بر زمین نهادند و التماس شفاعت کردند شیخ آن درویش را که در پای درخت نشسته
اندیشه تمام داشت طلب فرمود گفت که قدری آب ازین حوض برگیر و بسم الله گفته بروی او زن درویش
همچنان کرد یادگار محمد بهوش آمد و سر بپای درویش گذاشت و گفت یا شیخ از جمیع منهیات گذشتم و توبة
النصوح کردم تقصیر من ببخش شیخ دست لطف بر سرش برداشت و مهربانی نموده گفت که دعوی محبت
خاندان عظیم الشان رسالت کردی و پیروی ایشان نمودن معنی ندارد آنگاه مناقب ائمه هدی بوجه اتم بیان فرمود
یادگار محمد و همراهانش زار زار گریسته جمله تائب شدند **شعر** آنچه زر میشود از پرتو آن قلب سیاه * کیمیائیست
که در صحبت درویشانست * بعده یادگار محمد وضو ساخته دوگانه شکرانه گزارده و دست ارادت
بآنحضرت داده بشرف بیعت مشرف گشت و اموال خود را از نقد و جنس تذکر ساخته بنظر خواجه در آورد
و خواجه قبول آن نموده گفت هر چه از مردم بغصب و ظلم گرفته بدیشان رسان تا فردای قیامت کسی دامنت
نگیرد و یادگار محمد بفرموده شیخ عمل نموده آنچه از مال باقیماند بفقرا و مساکین بخشید و غلامان را آزاد گردانید
زن عقدی را نیز طلاق داده همراه خواجه شد تا حصار شادمان رفت چون از جمله اصلان گشته بود خواجه
آنجا رو بجماعت او رجوع کرده در آنجا نگاه داشته خود ببلخ تشریف برده الخ تا سطر ۱۵ صفحه ۴۲ *

(ب) چون خواجه معین الدین چشتی از او رخصت گرفته متوجه سیر بغداد گردید خواجه عثمان هارونی از
مفارقت او بیتاب گشته در طلب او از مقام خویش سفر اختیار کرد و در آن سفر بمقامی رسید که مغان
آنجا ساکن بودند و آتشکده داشتند و هر روز صد خروار هیزم در آن میسوختند شیخ عثمان هارونی در آن

نزدیکی زیر پردرختی نزول کردہ خادم خود سید فخر الدین نام را فرمودہ کہ جہت افطار نان مہیا سازد و خادم چوں برائے آتش نزدیک مغاں رفت آتش نداد ند خادم برگشتہ بخدمت حقیقت حال عرض نمود الخ تا سطر ۲۳، اصفحہ ۱۴۳- **اقول** منکر نامہ میں اصل کتاب سے ۲۳، اسطروں میں ساری عبارت اول سے آخر تک: خلاف بحث طول طول درج کیگئی ہے جسکا انتخاب (الف و ب) بقدر ضرورت یہاں نقل کیا گیا اور یہ سب فخر تاریخی حضور خواجہ غریب نواز کا ہے فقط اِس سے کوئی وجہ انکار اولاد امجاد کی ظاہر نہیں ہوتی۔ اور منکر صاحب نے اِس عبارت پر دو حاشیے تحریر فرمائے ہیں **اول** یہ محمد یادگار سبزوار میں حاکم تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کی برکت سے تمام کارخانہ چھوڑکر تجرد اختیار کیا اور واصلان حق سے ہو گئے انتہی **دوم** یہ کہ خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ بغداد کو بنا بر ملاقات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ جب تشریف لے گئے تو سید فخر الدین اُنکے ساتھ تھے فقط بندۂ درگاہ یہ التماس کرتا ہے کہ پہلے حاشیہ سے یہی ثابت ہوتا ہی کہ محمد یادگار کو حضرت خواجہ کی بدولت شرف توبہ و دین خالص نصیب ہوا اور اُنھوں نے تمام کارخانہ چھوڑ دیا اور تنہائی اختیار کی۔ اور متن سے بھی ایسا ہی عیاں ہی کہ اُنھوں نے غلاموں کو آزاد کردیا اور منکوحہ بی بی کو طلاق دیدی۔ بالکل دم نقدرہ گئے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ معلوم نہیں کہ اُنکی اولاد کس عبارت اور کونسی کتاب سے ثابت ہوئی اور وہ کب اجمیر میں آئے۔ اور کیا سند ہی کہ اُسکے ذریعہ سے خادمان درگاہ شریف اجمیر معروف بقدوم شیخ زادہ کو منکر صاحب بعینہ اولاد شیخ محمد یادگار کا دیباچہ رسالہ منکرہ میں لکھتے ہیں۔ اور دوسرے حاشیہ سے سید فخر الدین نام ایک بزرگ کا ہمراہ سعادت حضرت خواجہ اعظم شیخ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ کے بغداد کیطرف جانا ثابت ہوتا ہی۔ اِس سے یہ ثابت نہیں کہ خادمان قوم سید آستان اجمیر کی اولاد نہیں سید فخر الدین کی تھی۔ اور بندۂ درگاہ نے جواب دیباچہ میں مضمون نسب خادم صاحبان کا بتفصیل لکھدیا ہی۔ اُس جگہ دیکھ لیا جاوے۔ پس شیخ یادگار محمد کا حضرت خواجہ بزرگ سے بیعت

همركاب

ہونا اور سید فخر الدین کا حضرت خواجہ غریب نواز کے ساتھ جانا مسلم۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ مگر شیخ اول الذکر اور سید آخر الذکر کا مورث خادم صاحبان اجمیر ہونا ہنوز لا نسلم کی تحت میں ہے اور اُسکی صحت کا منکر صاحب سے مطالبہ ہے۔ کما سبق +

لمعہ پنجم

قال المنکر - کتاب منتخب التواریخ۔ یہ کتاب مصنف نے صرف اس مراد سے تصنیف کی دیکہ جاتی تہی ہوسکے حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ او فیضی اور ابو الفضل وغیرہ وزرائے و مصاحبان بادشاہی کے کاموں کا اس طرح تذکرہ کیا جائے کہ کوئی کام اُن کا کتاب دیکھنے والے کو اچھا معلوم ہو اور کچھ نہ کچھ نقص و عیب اُنکے ذمہ لگ جاوے **اقول** واستعین برب العالمین۔ یہ بیان منکر صاحب کا غلط محض ہی اور افترا و خلاف صداقت اور مناقض مدعا۔ کیونکہ یہ کتاب منتخب التواریخ مخصوص واسطے بیان سلاطین ہندوستان کے عہد سلطان محمود سبکتگین سے تا دور اکبر شاہی خاص زمانہ اکبر شاہی میں تالیف ہوئی ہی جیسا کہ اُسکے دیباچہ و مطالعہ کتاب سے ظاہر ہے۔ نہ صرف واسطے نقص و عیب لگانے کے اوپر کاموں اکبر بادشاہ اور اُنکے امرا و وزرا کے علاوہ ازیں شیخ عبد القادر نے بادشاہ و وزیر و مصاحبوں و امیر کے کاموں پر عموماً کوئی نقص و عیب نہیں لگایا۔ سوائے اُس کام یا حرکت کے جو خلاف طریقہ دین اسلام کے تھا یا بنائے بے دینی اُس سے قائم ہوتی تھی۔ پس یہ قول اُن کا کہ کتاب کے دیکھنے والوں کو کوئی کام اُنکا اچھا نہ معلوم ہو غلط اور افترا ہی لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ منکر صاحب کی دینداری سے تعجب ہے کہ سلف صالح پر ایسے افترا فقط اپنے مطلب کے خلاف ہونیسے لکھتے ہیں۔ حالانکہ شیخ عبد القادر صاحب منتخب التواریخ کا منشا اس تحریر سے کمال دلسوزی تھا۔ چنانچہ اُنھوں نے خود بقسم لکھا ہے کہ میں اللہ کی ذات پر بھروسا کر کے یہ قصہ از دور اکبر شاہی میں ہتک علما و شیوع بیدینی و تجدید احکام خلاف اسلام صاف صاف دلیرانہ لکھ رہا ہوں۔ اگرچہ یہ بات احتیاط سے بہت دور ہی۔ اور خدا گواہ ہے کہ سوائے دلسوزی مذہب کے

کوئی عداوت یا حسد اس تحریر کا باعث نہیں ہے انتھیٰ نقلاً من ترجمۃ منتخب التواریخ المطبوعۃ فی ۱۲۹۸ھ۔ مگر منکر صاحب کو نہ کسی قسم سے کام ہو نہ دینداری سے۔ اپنے مطلب سے مطلب ہے اور غور سے دیکھا جائے تو یہ کہاں حق گوئی اور درست گفتاری اور حق کوشی و دیانت کیشی جناب شیخ صاحب منتخب التواریخ کی ہو کہ باوجود اسباب کے کہ وہ خود سفر و حضر و کوچ و مقام میں ہمیشہ لشکر بادشاہی کے شامل اور حاضر باش دربار و پیش امام شاہنشاہ والاتبار کے تھے۔ مگر کبھی زمانہ سازی اور خوشامد کی راہ نہ چلے اور ہرگز بادشاہ و وزیر سے نہ ڈرے۔ ایسی جرأت اور صفائی کم ہوتی ہے کہ اس طوفان بے تمیزی و مجمع بیدینی میں کہ ابوالفضل و فیضی اُسکے ارکان اعظم تھے یہ حضرت کھلم کھلا اُنکے حرکات ملحدانہ پر معترض رہے **مصرع** رہا دیا میں اور مگر مچھ سے بیر۔ ایسے ہی شیر مردوں کا کام ہے **لطف** یہ ہو کہ نظر بادشاہ میں شدت سے مقبول تھے کہ باوجود اسقدر اُنکی شدت تقویٰ کثرت ملامت حق گوئی کے اکبر بادشاہ کو ان کا محفل ہمایوں سے دور اور مہجور ہونا پسند و منظور نہ تھا مگر چونکہ جناب منکر کے شیخ فانی کا بخیہ منتخب التواریخ نے اُدھیڑ دیا۔ لہٰذا منکر الحدیث کتاب منتخب التواریخ کو برا لکھتے ہیں **قولہ** اِس حال سے محققین و سخن شناس بخوبی واقف ہیں۔ ناظرین مصنف کی طرفداری اور بادشاہ و اُمرا و وزرا و مشائخ فتحپور و قاضی القضاۃ و صدر اعظم پر الزام لگانے و طرز تحریر بدلنے کو خیال فرمادیں کہ کس طرح اصلی حال سے گریز کی ہے اور کیونکر اصل حال چھپایا ہے **اقول** منکر صاحب کے محققین سخن شناس جو کہ صاحب منتخب التواریخ کے حال یعنے اظہار عیوب بادشاہ و وزیر سے بخوبی واقف ہیں ہم بھی اُن محققین سے بہت اچھی طرح واقف ہیں **مصرع** من نیک میشناسم پیران پارسا را۔ لیکن بمقابلہ منکر صاحب کے بحث اقوال اُنکے محققین کی اس جگہ بے موقع سمجھکر اُس سے قطع نظر کیجاتی ہو۔ اگر اُس کا دفتر کھلیگا تو ناحق منکر الزمانی کو اوروں کے عوض نیچا دیکھنا پڑے گا۔ اور لعنت ملامت کے شکنجہ جواب وہی میں پھنس جائینگے۔ اور مجمع پیران دین میں اُنپر بڑی لے دے ہوگی اور اعتذارات

صاحب منتخب التواریخ کو نہ دیکھنے کا بھی الزام اُنپر لگیگا۔ اگر منکر الزمانی سمجھدار ہیں تو سمجھ جاوینگے اور اپنے محققان سخن شناس کی شہادت کا کلمہ پھر زبان پر نہ لاوینگے۔ ورنہ بہت پچھتاوینگے

باقی رہا فقرہ ثانی کہ ناظرین مصنف کی طرفداری الخ سو یہ مضمون مجمل اور دعویٰ بے دلیل ہے شاید فقرہ آیندہ میں اسی چیستاں کی تشریح و تفصیل ہے۔ واللہ اعلم۔ علاوہ اِسکے جناب منکر الزمانی کو یاد دلاتا ہوں کہ جنابنے رسالہ منکرہ کے دیباچہ میں یوں ارشاد اور وعدہ فرمایا تھا کہ اپنی طرف سے کچھہ کم و زیادہ نہ کروں گا۔ اور ہر ایک کتاب کے اول اُسکا خلاصہ مطلب بھی انہیں لفظوں میں جو اُس کتاب میں لکھے ہوں لکھدوں گا۔ دیکھنے والا خود نتیجہ نکال لیوے فقط۔ اب ارشاد ہو کہ منتخب التواریخ کا نام لکھتے ہی جو جو گل افشانیاں کہ زبان بہار سامان اور خامۂ دوزبان خادمان عالی سے سرزد ہوئی ہیں یہ سب بلکہ فقرہ آیندہ بھی خلاصہ کونسی عبارت و الفاظ منتخب التواریخ کا ہی۔ براہِ نوازش اُسکا صحیح نشان بتادیں۔ اور مشتاقوں کا رفع تعطش فرمادیں **شعر** وعدے جھوٹے ترے اکثر ٹھیرے + آہ کیوں کر دل مضطر ٹھیرے + اور ناظرین کتاب سے التماس ہی کہ موافق تحریر منکر صاحب کے وہ خود نتیجہ منتخب التواریخ سے نکال لیں۔ اور اکبرنامہ کی تحقیقات کی داد دیں اور اس جوش انکار جناب منکر الزمانی کو ملاحظہ فرمادیں۔ اور اُنکے صدق وعدہ پر مرحبا کہیں کہ مرحبا ایہا المنکر **مصرع** این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند +

قولہ علاوہ اِسکے ایک صاف بات کو کسطرح لکھا ہی یعنی خادم صاحبوں کا حق کھاجانے اور اُنکے دعوے کرنے کا حال لکھنے کی جگہ صرف اسقدر لکھدیا کہ اسوانح دیگر علاوہ آں شدہ مگر واقفکار انکی منافقت سے بخوبی واقف ہیں۔ ہرگز دھوکہ نہیں کھاسکتے۔ دیکھنے والے آپ جان لیوینگے۔ **اقول** اس فقرہ سے منکر صاحب کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عبدالقادر بدایونی صاحب منتخب التواریخ نے ایک صاف بات کو کسطرح سے پوشیدہ یا ژولیدہ کرکے لکھا ہے وہ صاف بات یہ ہی کہ جناب شیخ حسین اجمیری

خادم صاحبوں کا حق کھا جاتے اور جھوٹا دعویٰ فرزندی کا رکھتے تھے کما فی اکبر نامہ جسکو شیخ عبدالقادر نے صرف اسقدر لکھدیا ہی کہ سوانح دیگر علاوہ آں شدہ فقط مگر یہ بیان منکر صاحب کا محض غلط اور بیہودہ بات ہی واسطے بہکانے عوام کے ہی۔ اوّل اس سبب سے کہ منکر صاحب نے الزام تو ایک بات کے چھپانے یا الجھانے کا طرف صاحب منتخب التواریخ کے قائم کیا ہی اور اسکی تشریح میں ظاہرا دو باتیں یعنی حق خادموں کا کھانا اور غلط دعویٰ فرزندی کا پیش کرنا بیان کیا ہی یہ ایک غلطی یا ژولیدہ بیانی منکر صاحب کی ہی۔ دوسرے اس سبب سے کہ شیخ عبدالقادر بدایونی جب کہ بادشاہ اور وزیر کی غلطیوں کو علانیہ لکھتے ہیں تو ایسے سیف مسلول کو اور کسکا ایسا خوف تھا کہ جس سے وہ حق بات کو چھپاتے تیسرے اس سبب سے کہ ہرگز شیخ عبدالقادر نے ان باتوں کو نسبت جناب شیخ حسین کے نہیں چھپایا بلکہ جس طرح اُنکے نزدیک حال واقعی تھا وہ لکھا ہی پہلا امر یعنی حق خادموں کا کھانا اور دوسرا امر یعنی دعویٰ فرزندی کا یہ دونوں امر منتخب التواریخ سے پیدا ہیں کچھ پوشیدہ نہیں ہیں تفصیل اُسکی یہ ہی کہ شکایت حق غیر کھانے کی چونکہ محض بر بنائے عداوت خادم صاحبوں کے تھا لہذا صاحب منتخب التواریخ نے ذکر سلب موروثی تولیت شیخ حسین اجمیری میں وجہ دشمنی معاندوں کو درج کیا۔ کہ اس لفظ معاندین میں کافی اشارہ طرف مجموعہ شکایات عداوت ارباب عناد کے موجود ہی اور مشہور ہی کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح اور مؤید ہی اس لفظ عناد معاندین کو۔ اور مورخوں کا بیان مثل صاحب مرأت الاسرار و زبدۃ التواریخ وغیرہ کہ اُنھوں نے بھی اس شکایت یعنی حق غیر کھا جانے کو الفاظ شرارت و حسد و تعصب وغیرہ سے تعبیر کیا ہی پس کوئی اعتراض صحیح حال چھپانے کا نسبت صاحب منتخب التواریخ کے باقی نہیں رہا۔ اور دوسرا امر یعنی دعویٰ فرزندی کا بیان خود بشہادت رسالہ منکرہ کے بتصریح و تفصیل منتخب التواریخ میں درج ہی کما لا یخفی۔ چہارم ہرگاہ کہ شیخ ابو الفضل نے مجموعہ شکایات تصرف حق غیر و بے اصلی دعویٰ فرزندی کو جسکا نتیجہ سلب تولیت موروثی جناب شیخ حسین کا ہوا تھا اسطرح سے لکھا ہی کہ شکایت خادم صاحبوں کی بابت تصرف نذر ندرانہ اسقدر کیجگئی کہ ان لوگوں نے

فرزندی میں ہی جناب موصوف کی انکار کردیا اور تحقیقات سے دعوی فرزندی کا بے اصل نکلا۔ اسی
واسطے تولیت درگاہ شریف کی حضرت شیخ محمد بخاری کو سپرد ہوئی فقط تو اس سے ظاہر ہے کہ شکایت
تصرف زر نذرانہ کوئی بڑا مقدم اور عمدہ وجہ سلب تولیت کیواسطے نہ تھی بلکہ بڑی وجہ سلب تولیت کی
بے اصل نکلنا دعوی فرزندی کا تھا۔ اندریں صورت کچھ الزام منکر صاحب کا بابت چھپانے اصلی حال حق
تلفی خادمان کی نسبت صاحب منتخب التواریخ کے نہیں رہا کیونکہ مجموعہ شکایات کے یعنی علاوہ وجہ عداوت
معاندین کی بالکنایہ اور دعوی فرزندی جناب شیخ حسین کی بابت ذکر تفصیلی مع حال تحقیقات باطلہ
شہادت کاذبہ بالصراحۃ مع ذکر سلب تولیت کے منتخب التواریخ میں درج ہی اور حال یہ ہی کہ شیخ ابو الفضل
نے بھی اکبرنامہ میں کوئی ثبوت اس تصرف کا یا تحقیقات سے صحیح ہونا اس شکایت تصرف کا درج نہیں
فرمایا ہے پنجم صاحب منتخب التواریخ نے مضمون سلب تولیت حضرت شیخ حسین اجمیری کا بر بنائے عناد
معاندین و شہادت بعض قضاۃ کے ختم کر دیا اگر اسمیں فقرہ (سوانح دیگر علاوہ آں شد) لکھا ہوتا تو بھی
کسیقدر جائے اشتباہ تھی کہ شاید تصرف زر نذرانہ کو ان الفاظ میں چھپایا ہی۔ لیکن جب مؤلف موصوف
نے اس ذکر کو بکنایہ و تصریح ختم کردیا اور بعد اسکے ایک جدا مضمون تاریخی کہ وہ اس موقع پر اکبرنامہ میں درج
بھی نہیں ہی یعنی کہ حضرت شیخ حسین کا بطرف مکہ معظمہ کے رخصت ہونا اور پھر واپس آنا اور بسبب ناخوشی
مزاج اکبر بادشاہ کے بھکر کے قلعہ میں جانا۔ الی غیر ذلک من الوقائع لکھنا شروع کیا اور اس میں فقرہ سوانح
دیگر علاوہ آں شد درج ہوا ہے تو سوائے جناب منکر عنید کے اور کون دشمن انصاف یہ کہہ سکتا
ہی کہ اس فقرہ یعنی سوانح دیگر الی آخرہ سے مراد شکایت کھا جانے رقم نذرانہ خادم صاحبوں کے تھی
کیونکہ شکایت رقم نذرانہ کی بابت اور انکار فرزندی ان دونوں امر کا نتیجہ سلب تولیت تھا وہ سنہ ۲۰
جلوسی میں ظاہر ہو گیا اور تولیت شیخ محمد شہید بخاری علیہ الرحمۃ کو تفویض ہو گئی۔ اور دوسرا
یہ امر ہے کہ حضرت شیخ حسین اجمیری کیطرف رجوع خلق یا انکی خدمت میں مثلاً آمدنی زر نذرانہ بہت

کثرت سے تھی اور وہ صوبہ اجمیر میں بادشاہوں کی طرح بسر کرتے تھے اور بقول صاحب مناقب الحبیب شیخ ابو الفضل کا چکمہ بسبب فور اعتقاد راجگان کے خوب چلا اور حشمت اجلال سجادہ نشین ممدوح کا سلطنت کی آنکھوں میں خار ہوگیا۔ کما سبق۔ پس اکبر بادشاہ کو رشک نے گھیرا اور مصلحت بادشاہی اور حکمت عملی سلطنت کا یہ اقتضا ہوا کہ جناب ممدوح مکہ معظمہ کو چلے جاویں۔ چنانچہ انہوں نے سفر بانسوالہ کے: فت رخصت سفر حجاز کی حاصل کی اور اس امر اخیر کا نتیجہ یعنے رخصت سفر حجاز بزمانہ سفر بانسوالہ کے ظاہر ہوا کہ ذیل وقائع سنہ ۲۲ جلوسی کی کتاب تاریخ فرشتہ سے عیاں ہی اور اسی میں وہ فقرہ کہ سوانح دیگر الخ درج ہی پس ہر ایک عاقل انصاف دوست اس سے تمیز کر سکتا ہے کہ نالش تصرف زر نذرانہ و انکار فرزندی نسبت حضرت شیخ حسین میں جسکا نتیجہ سلب تولیت ہوا۔ اور جناب ممدوح کے بادشاہانہ عروج و اقبال و جاہ و جلال کا رشک اور سوانح دیگر میں جسکا ثمرہ سفر حج بیت اللہ نصیب ہوا آٹھ یا نو برس کا تفاوت ہی کما یلوح من المنتخب مگر جناب منکر انصاف دشمن کو نہ سوجھی کہ وہ آٹھ۔ نو برسوں کے دو مختلف حالات کو دیدہ و دانستہ خود گھال میل کریں اور الزام اسکا سلف صالح پر رکھیں۔ اور اس شوخ چشمی پر خوف مواخذہ خدا تعالیٰ و اندیشہ انگشت نمائی کا اہل بصارت و ارباب بصیرت سے نہ کریں تو اسکا کیا علاج ہی **مصرع** منکر ہمہ را بکیش خود پندارد* ہرگز اس فقرہ منتخب التواریخ یعنے سوانح دیگر علاوہ آں شد کو کوئی تعلق اور کسیطرح کا لگاؤ خادموں کا حق کھا جانیسے نہیں ہے مگر منکر صاحب کو باوجود گزر جانے تین سو برس کے وہ غم آجتک تازہ ہے کہ جناب شیخ حسین اگلے زمانہ کے خادم صاحبوں کا حق عیاذاً باللہ تعالیٰ کھا جاتے تھے اور ہنوز اسی غصہ میں کہ وہ حق کھا گئے منکر الزمانی زہر اگلتے ہیں اور آتش غصہ میں جلتے ہیں اور صاحب منتخب التواریخ کو اپنا سادھو کہ باز بتاتے ہیں اور اپنی موشگافی کہ آخر سوائے بے تمیزی و قلت تمتع و دنیا و نیت اور کثرت و قناعت کے اور کچھ نہیں ہے ظاہر فرماتے ہیں کما ظہر انفاً فاعتبروا یا اولی الالباب و قولوا ان ھذا الشئ عجاب حق تعالیٰ ایسی طرفداری اور ہذیان سرائی سے سب کو محفوظ رکھے اور اگر

انکے دعوے کرنیسے مراد خادم صاحبوں کی نالش ہی بحضور اکبر بادشاہ تو بھی اسکا جواب عبارت
بالا میں درج ہو چکا ہی۔ حاجت اعادہ نہیں ہی اور یہ بھی لکھا گیا ہی کہ خادم صاحبوں کے نالش سے سوانح دیگر
کو مطلقًا کسیطرحکا تعلق نہیں ہی **قولہ** گرتاہم اس کتاب سے اتنی باتیں بخوبی ظاہر ہوتی ہیں۔ حضرت
محمد اکبر بادشاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ سے نہایت معتقد تھے کئی بار پیادہ پا زیارت
کے واسطے **اقول** اعتقاد کی کیفیت تو ظاہر ہو چکی۔ باانہمہ یہ سب کچھہ صحیح لیکن طرز عبارت جناب اہلکار
پر حیرت ہی۔ اوپر کے فقرہ میں لکھا تھا کہ۔ مگر وقفہ کار انکی مخالفت سے الخ بعدہ اس نقرہ میں لکھا ہی کہ مگر تاہم
اس کتاب سے الخ یعنی معلوم نہیں کہ وہ مگر کس سے استثنا رہا۔ اور یہ دوسرا مگر اس بحر فصاحت میں کہاں سے
آیا ہے مگر اس مگر در مگر کو تمغاے بلاغت منکر الزمانی کا سمجھا جاوے واللہ اعلم **قولہ** لاکھوں روپیہ درگاہ
خواجہ صاحب میں چڑہائے **اقول** بالکل غلط ہی۔ نقول منتخبہ منکر صاحب میں جو منتخب التواریخ سے
لکھی ہیں ہرگز یہ درج نہیں ہے کہ لاکھوں روپیہ درگاہ میں چڑھائے۔ کما سیاتی۔ منکر صاحب نے اپنا یہ
خوب ہی وفا کیا کہ ہرایک خلاصہ کو اصل الفاظ کتاب سے لکھیں گے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
قولہ جب آئے خادم صاحبان خواجہ صاحب کو نذر نیاز دی **اقول** جو کچھہ خادم صاحبان کہتے ہیں
سچ ہی کہ ہم ان حضرات کو بوجہ شرف خدمت روضہ متبرکہ حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے اپنا مخدوم
جانتے ہیں۔ مگر صحیح حال یہ ہی کہ منتخب التواریخ سے تقریبًا چودہ دفعہ اکبر بادشاہ کا اجمیر میں تشریف لانا
جناب منکر نے نقل فرمایا ہے جسمیں سوائے ایک دفعہ کے اور کہیں بھی صدقہ وخیرات کا دینا حضرات کو
درج نہیں ہی۔ پس یہ بیان کہ جب آئے خادم صاحبوں کو نذر نیاز دی۔ سوائے فیضان کشف صحیح اور
کیا کہا جاوے۔ واللہ اعلم۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ نقول منتخب التواریخ منقولہ منکر صاحب میں انعام عنایت
مجاوروں کو صفحہ ۱۴۷ سے ایک بار اور صدقات خیرات مطلقًا بے نام کسی جماعت کے صفحات ۱۶۹ و ۱۷۰
و ۱۷۶ و ۱۹۰ و ۲۱۰ و ۲۱۵ سے چھ دفعہ اور اجمیر میں آنا بے ذکر زیارت وصدقات کے صفحہ ۱۰۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰

۱۹۰ سے چار بار اور حصول زیارت ودم پاشی بصحبت علما و فضلا و صلحا صفحہ ۱۹۵ سے ایک دفعہ اور جشن میں بمقام اجمیر (نہ کہ بتقریب زیارت درگاہ شریف) مقدار ایک لاکھ روپیہ ہر قسم کے حاضران مجلس جشن کو ایک دفعہ اور شہزادہ دانیال کے ساتھ پچیس ہزار روپیہ واسطے فقرا دیار اجمیر کے بھجوانا صفحہ ۲۲۲ سے ایک بار لکھا ہوا ہے۔ پس وہ ایک بار اول کا دینا بھی اگرچہ بلفظ مجاوران لکھا ہے کہ لفظ عام ہے کہ خاص۔ اُسی ایک سے باقی تمام موقعوں کی عطا۔ و نذر کو واسطے مجاوروں کے سمجھنا اور باقی سب حقداروں کو اسمیں سے اور نیز دوسرے سب مقامات مذکورہ سے جنمیں کہ اکثر جگہ خادمان مجاوران کا نام بھی نہیں ہے محروم سمجھنا فقط منکر صاحب کا کام ہے ہاں دوسرے موقع پر کہ صحبت علما و فضلا و صلحا میں دم پاشی لکھی ہے شاید کہ منکر اللغات میں علما بمعنی خادمان قوم سادات و فضلا بمعنی خادمان قوم شیخ و صلحا بمعنی مجاور صاحبان عموماً حسب مراد منکر صاحب کے لکھا ہوگا واللہ اعلم **قولہ** شاہزادہ دانیال شیخ دانیال مجاور درگاہ کے گھر اجمیر میں تولد ہوا۔ بنگالہ سے نقارہ کی جوڑی لاکر درگاہ میں چڑہائی عبادتخانہ جو فتحپور سیکری میں بنوایا تھا اور اُسمیں تمام جگہ کے عالم اور ہر فرقہ کے سرگروہ موجود رہکر بحث علمی مذہبی کرتے تھے اُس مجمع میں خادم صاحبان درگاہ بھی شامل رہتے تھے **اقول** اُس مجمع میں فقرا و مجاوران درگاہ شریف کا شامل رہنا لکھا ہے۔ خادم صاحبوں کا شامل رہنا نہیں لکھا۔ جناب منکر نے اُسمیں سے فقرا کو تو چھوڑ دیا مجاوروں کو بمعنے خادم صاحبوں کے لیا۔ حالانکہ اِسمیں کئی قسم کے حضرات شامل ہیں اور ہمکو اسمیں کوئی بحث نہیں ہے اگر اُن مجاوروں میں خادم صاحبان درگاہ بھی ہوں کہ جو بصفت علم و دانش موصوف تھے۔ لیکن بار ثبوت اس امر کا کہ فلاں فلاں حضرات موروثان خادم صاحبوں میں سے اس مجمع میں شامل تھے بذمہ منکر صاحب کے ہے اور بغیر نام بنام تصریح کے محض خوش اعتقادی سے مان لیا جاوے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ مجاوران صالحین و گوشہ نشینان درگاہ عالیجاہ حضرت اجمیر کو اس مجمع سے باہر سمجھا جاوے اور بالفرض یوں ہی سہی تو کیا جائے افتخار جناب منکر کی ہے کیونکہ اُس مجمع کا حال جو کچھ آخر میں گزرا وہ تحت

احوال و عقائد اکبر بادشاہ کے زبدۃ التواریخ سے لکھا گیا ہے۔ اور احوال ولادت شاہزادہ دانیال کا
بھی مندرج ہو چکا ہے دوبارہ لکھنے کی حاجت نہیں ہے **قولہ** شیخ حسین نے جو دیوان حال کے مؤرث تھے
اکبر بادشاہ کے روبرو خواجہ صاحب کے اولاد ہونیکا دعوے کیا اُسکی تحقیقات ہوکر دعوے خارج ہوا
اقول غلط ہے کیونکہ منتخب التواریخ میں یہ نہیں لکھا ہے کہ انھوں نے بادشاہ کے روبرو دعوے فرزندی
کیا تھا۔ ہاں یہ شہرت اُنکی خاندانی و قدیمی کہ اولاد امجاد حضرت خواجہ کے ہیں۔ بباعث حسد تعصب کے
بموجب اشتعال منکرین معاندین کا ہوتی تھی۔ علاوہ اِسکے منتخب التواریخ میں یہ بھی نہیں لکھا ہے کہ انکا
دعوے خارج ہوا مگر برخلاف وعدہ کے منکر صاحب نے اپنی طرف سے یہ الحاق فرمایا ہے یہ عبارت خلاصہ منکرہ
کی بمقابلہ اصل عبارت منتخب التواریخ کے لائق غور و انصاف ہے **قولہ** لوگوں نے حسب صلاح مشائخان
فتحپور سیکری کے گواہی دی کہ یہ اولاد خواجہ صاحب کے نہیں ہیں۔ قاضی القضاۃ اور صدر اعظم نے محضر
لکھدیا کہ یہ اولاد خواجہ صاحب نہیں ہیں۔ **اقول** اس مضمون کے خلاصہ کرنے میں بھی منکر صاحب نے غلطیاں
کی ہیں یا اپنی عادت کے موافق عام لوگوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ اول یہ کہ منتخب التواریخ میں لکھا ہے
کہ دشمنوں نے گواہی دی منکر صاحب نے خلاصہ کیا ہے کہ لوگوں نے گواہی دی۔ کجا دشمن اور کجا اور لوگ۔ دوم
منتخب میں لکھا ہے کہ مشائخ فتحپور بھی اپنے ہم جنسوں کی بربادی میں بہت کوشش فرماتے تھے۔ اُن
میں سے بعض مشائخ نے دشمنوں کو بہکا سیکھا کر یہ گواہی دی تھی یہ فقط اِسکو جناب منکر نے چھوڑ
دیا۔ سوم قاضی القضاۃ اور صدر اعظم کا محضر لکھنا درج فرمایا ہے حالانکہ صدر اعظم اور قاضی القضاۃ کا ذکر
بھی منتخب التواریخ میں نہیں ہے۔ منکر صاحب نے یہ اُن صدور و قضاۃ کی ڈھول اُڑائی جنھوں نے زمانہ سازی
سے اُس محضر پر گواہی دی تھی۔ سبحان اللہ ترجمہ ہو تو ایسا ہو۔ طرفداری ہو تو اتنی ہو کہ آنکھ بند کرکے
جا جو کچھ لکھدیا۔ صدور و قضاۃ کا ترجمہ صدر اعظم اور قاضی القضاۃ لکھنا منکر الزمانی کا حصہ ہے مصرع
پڑیں پتھر سمجھ پر آپکی وہ سمجھے تو کیا سمجھے۔ **قولہ** شیخ حسین بکر کے قلعہ میں قید کیے گئے۔ اکبر بادشاہ

کی والدہ نے شیخ حسین کی سفارش کی مگر سفارش قبول نہوئی **اقول** ان دونوں امور میں منکر صاحب نے اصلی سبب چھپا رکھا ہے کہ وہ عنقریب انتخاب اور اسکے جواب میں ظاہر ہوجاوے گا۔ لطف یہ ہے کہ خود منکر صاحب کا اپنا شیوہ ہی اصلی حالات کا چھپانا حیلہ بازی تحریف لفظی و معنوی کا ظہور اُن سے بعد ہُا مگر شیخ عبدالقادر بدایونی کی نسبت اصلی حال چھپانے کا الزام رقم فرمایا ہے

بیت ای کہ تمام عیب خویشتنید + طعنہ بر عیب دیگران چہ زنید **قولہ** مصنف کتاب دیگاہ خواجہ صاحب کے متولی مقرر ہونیکے نہایت آرزومند تھے **اقول** البتہ منتخب التواریخ سے ایسا ہی مفہوم ہوتا ہے مگر منکر صاحب نے دھوکہ سے ایک امر یہاں بھی چھپایا وہ یہ ہے کہ بعد معزولی جناب شیخ حسین اجمیری کے ابتدا خود اکبر بادشاہ نے اپنا قصد درباب مقرر کرنے شیخ عبدالقادر صاحب منتخب التواریخ کے ظاہر فرمایا اور پوچھا تھا کہ انکو منصب تولیت درگاہ شریف کا دیا گیا ہے بمفتی صدر جہاں نے عرض کیا کہ بہت اچھا ہے۔ بعد اسکے اس خدمت شریف کی طرف انکو بھی خیال اور آرزو پیدا ہوئی اور بصورت اس خدمت عظمے کے قبول و حصول سے کونسا نامراد و ناشاد ہوگا **مصرع** وہ کون ہے جو شیخ پہ تیرے مبتلا نہیں ؛؛ جناب منکر نکیر ہی اپنے ایمان سے کہدیں کہ جب بادشاہ ہندو سلطان زمان انکو درگاہ شریف کا متولی کرنا چاہے۔ تو قبول کرینگے یا منکر ہی رہیں گے۔ اور آرزو کرینگے یا بیزاری مگر ایک بڑا فرق ہی کہ شیخ عبدالقادر بدایونی باوجود آرزوے تولیت اور ارادہ بادشاہ وقت کے منکر صاحب کیطرح ہٹ دہرمی نہ کرتے تھے بلکہ حق و باطل کو خوب پہچانتے تھے کیونکہ منکر صاحب اولاد حضرت خواجہ اجداد کی نسل کے قطع اور انکار میں آجتک مبتلاے فکرو درپے انکار ہیں۔ حالانکہ کسی نے وعدہ بھی انکو سجادگی و تولیت کا نہ دیا۔ برخلاف اسکے شیخ عبدالقادر کو منصب تولیت دینا خود بادشاہ کا منصوبہ تھا اور اُسپر وہ خود بھی شاد و آرزومند تھے مگر جب کہ شیخ حسین اجمیری سے سلب تولیت ہوئی تو شیخ ممدوح نے کس حسرت سے لکھا ہے کہ انکی تولیت بہت برسوں کی موروثی اور انکو سپرد ہوگئی

اور جبکہ باوجود تذکرہ کرنے بادشاہ کے بھی شیخ عبدالقادر کو تولیت ملنے میں دیر ہوئی تو لکھتے ہیں کہ
میں نے بمبالغہ صدر جہاں سے کہا کہ جو میں (شیخ عبدالقادر) اس سعادت کے قابل نہ تھا تو انہیں شیخ حسین اجمیری
کو متولی کردیں تاکہ حق بمرکز خود قرار پاوے فقط اسمیں نہ فقط شیخ عبدالقادر کی راستبازی کی تصریح ہی بلکہ
ثبوت نسب فرزندی حضرت شیخ حسین علیہ الرحمۃ کی بھی تشریح ہی۔ مناسب ہے کہ منکر ازمانی بھی دیانت اور
حق پرستی وحق شناسی ان قدما سے سیکھیں اور اپنے ان قدما کی تقلید چھوڑ دیں جو منکر اولاد امجاد تھے **قولہ**
انتخاب اصل کتاب منتخب التواریخ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور صاحب لکھنؤ سنہ ۱۲۸۴ھ صفحہ ۱۴۷ ہشتم جمیدالاول
سنہ ۹۹۹ تسع وستین وتسعمائۃ بعزم زیارت مرقد متبرک قطب المشائخ و اولیا خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ
العزیز متوجہ شدند و انعامات خیرات بمجاوران آنجا دادند انتہی۔ اور اسکا حاشیہ منکرہ یہ ہی کہ ۸ جمادی الاول ۹۶۹
میں اکبر نے حضرت معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت کے لیے اجمیر کا قصد کیا اور وہاں کے مجاوروں کو
بہت انعامات دیئے۔ **اقول** اس حاشیہ میں جناب منکر نے برخلاف آداب اپنے حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
کو فقط اکبر لکھا ہی اور لفظ مجاوروں کو بمعنی خادم صاحبان کے لیا ہی اور انعامات کے بعد لفظ خیرات کو ترک کردیا ہے
صفحہ ۱۶۷ بجہت ایفائے نذر آگرہ را پیادہ طے کردہ بتاریخ یکشنبہ ہفتم رمضان باجمیر رسیدہ زیارت مزار
متبرک فائض الانوار حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز نمودہ و در صدقات و مبرات افزودہ
بعد از دہ روز پائے دور رکاب آوردند **اقول** اس فقرہ میں بادشاہ کا اجمیر میں آنا زیارت کرنا اور صدقات
خیرات دینا درج ہی خادموں کا ذکر ہی نہ اولاد کا نام ہی **قولہ** صفحہ ۱۶۸۔ وخود بایلغار بزیارت مزار فائض الانوار
حضرت خواجہ اجمیری عازم شدند۔ **اقول** اس فقرہ میں فقط بادشاہ کے ارادہ کا حال لکھا ہی واسطے زیارت
حضرت اجمیر کے مگر نہ زیارت کا ذکر ہی نہ انعام کا نہ اولاد کا ذکر ہی نہ خدام کا۔ **قولہ** صفحہ ۱۷۳ روز جمعہ دوازدہم
شہر شعبان بموجب نذری کہ بجہت شکرانہ طلوع این کوکب اقبال فرمودہ بودند از آگرہ پیادہ پا بجانب اجمیر
رواں شدند و ہر روز شش ہفت کروہ راہ طی میکردند و بعد از اتمام مراسم زیارت مراجعت نمودہ در ماہ

رمضان مبارک ظاہر دہلی را معسکر ساختند و چند روز بزیارت اولیاء اللہ پرداختہ و از آب جون گزشتہ شکار نرگنان بدار الخلافہ نزول فرمودند۔ **اقول** اسمیں بادشاہ کا اجمیر آنا اور بعد زیارت کے دہلی جانا درج ہے مگر نہ ذکر انعام ہے نہ اولاد امجاد اور نہ خادموں کا نام ہے **قولہ** صفحہ ۱۷۶۔ و بتاریخ بستم ربیع الآخر این سال از فتحپور بعد از آنکہ دوازدہ روز توقف نمودہ بودند از برائے ایفای نذر متوجہ باجمیر شدند و بدور آن خطہ پاک قلعہ طرح انداختہ و عمارت عالیہ بامرا عظام حاکم ش۔ و روز جمعہ چہارم جمید الآخر از آنجا کوچ فرمودہ در عرصۂ دوازدہ روز بناگور رسیدند۔ اسپر **حاشیہ** منکرہ یہ ہے کہ صفحہ ۲۶۲ (حالانکہ متن پر صفحہ ۱۷۶ درج فرمایا ہے) بیسویں ربیع الآخر کو اپنی نذر پوری کرنیکے لیے اجمیر کا ارادہ کیا اور وہاں ایک قلعہ کی بنیاد ڈالی اور امیروں نے حسب الحکم وہاں بڑی بڑی عمارتیں بنوائیں۔ جمعہ کے روز چوتھی جمادی الآخر کو وہاں سے کوچ کر کے بارہ روز کے عرصہ میں ناگور میں پہنچا۔ **اقول** جبکہ کوئی امر انعام و خیرات کا جو مفید مدعائے منکر ہو اس فقرہ میں درج نہیں ہے تو سوائے رو سیاہی کاغذ کے اور کوئی فائدہ اس نقل عبارت کا بجز منکر خیال میں نہیں آتا ہے۔ **قولہ** صفحہ ۱۷۷۔ و از راہ حصار فیروزہ باز متوجہ حضرت اجمیر گشتند۔ و از آنجا بکوچ متواتر بفتحپور نزول واقع شد **اقول** اسمیں بھی فقط بادشاہ کا حصار فیروزہ سے اجمیر میں آنا اور وہاں سے فتحپور کو جانا درج ہے۔ خادموں کا اور انعام کا کچھ ذکر نہیں ہے **قولہ** صفحہ ۱۷۹۔ و بتاریخ بستم صفر از پای تخت نہضت فرمودند و در پانزدہم شہر ربیع الاول بلدۂ اجمیر مقر مواکب سلطنت گشت بعد از زیارت روضۂ قدسیہ سرور سلسلۂ چشتیہ حضرت معینیہ ماند قدس اللہ سرہ و اسرار ہم روز دیگر بطواف مزار میر سید حسین خنگ سوار کہ این بیت در شان ایشان گفتہ اند **بیت** شکر اللہ کہ بدل تافتہ انوار جلی ۰ از حسین بن علی ابن حسین بن علی بر بالاے کوہ متوجہ شدند و میر محمد کلاں را بادہ ہزار سوار برسم ہراول پیشتر روانہ گردانیدند و بکوچ متواتر در نہم ماہ جمید الاول بناگور رسیدند۔ و در شب چہار شنبہ دوم ماہ جمادی الاول در اجمیر بخانۂ شیخ دانیال نام مجاورے صالح تولد شہزادہ صاحب اقبال دانیال واقع شدہ و این مژدہ در دو منزلے ناگور بشاہنشاہ رسید

وبتقریب شیخ دانیال مذکور این نام نهادند آسپر حاشیہ منکرہ یہ ہے کہ بیسویں ماہ صفر کو آگرہ سے کوچ کیا
پندرھویں ربیع الاول کو اجمیر میں پہنچا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی زیارت
سے مشرف ہوا دوسرے روز میر سید حسین خنگ سوار کی زیارت کو گیا اُسی روز میر محمد خاں کلاں کو مع سہزار
سوار کے بطور ہراول کے آگے کو روانہ کیا۔ پھر وہاں سے متواتر کوچ کرتا ہوا نویں جمادی الاول کو ناگور میں پہنچا
اجمیر میں دوسری جمادی الاول کو شیخ دانیال نامی ایک مجاور کے مکان پر ایک شہزادہ پیدا ہوا اکبر کو ناگور
سے دو منزل ترے خوشخبری پہنچی۔ بہت خوش ہوکر اس شہزادہ کا نام بھی دانیال رکھا۔ **اقول** اس عبارت
میں بھی کوئی ذکر انعام و خیرات کا نہیں ہے نہ اولاد کا بیان ہے نہ خدام کا۔ اور جائے تعجب حیرت ہے کہ جناب منکر
الزمانی اپنی عادت و آداب کے برخلاف اپنے حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا نام فقط اکبر لکھنے لگے آیا یہ
صریح گستاخی اور اُسی طرح یہ کہ کوچ کرتا ہوا ناگور پہنچا وغیرہ ضمایر مفرد خلاف آداب کا استعمال نتیجہ دریدہ
دہنی منکر صاحب کا ہی یا یہ کسی ایسے بداعتقاد استاد کی صلاح ہے جنکو حقارت کے الفاظ میں بحق اکبر بادشاہ عنایتہ
نہیں حالانکہ بزعم منکر صاحب صدق المعتقدین سے تھے بہرحال **شعر** شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی ٭
گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد ٭ **قولہ** صفحہ ۱۸۸۔ وروز یکشنبہ تاریخ بست و چہارم ربیع الثانی بر بختیان
تیز رفتار باد کردار سوار شدہ براہ بیاور و تودہ رواں شدند و صد کروہ راہ در دو روزے نمودند و ششم
آں ماہ در اجمیر بمزار متبرک فائض الانوار علی ساکنہا السلام من اللہ الجبار رسیدہ و شرف زیارت آں مرقد منور دریافتہ
آخرہمیں روئے براہ نہادند **اقول** اسمیں بھی صرف بادشاہ کا اجمیر آنا اور زیارت کرنا لکھا ہے اور کوئی مطلب منکرین
کا وہ نہیں ہے **قولہ** صفحہ ۱۸۹۔ وکار از رفت کہ اعدار قرون و اعصار یادگار ماند و شاہنشاہی ہراول را آبیاے
دو دیدہ سوزن یامعین کہ دراں زمان ورد زباں بود انداختہ گراں کاب گشتند و صف اعدار اپریشان ساختہ
زیروزبر گردانند **اقول** جناب منکر نے اِس فقرہ سے یہ غرض نکالی ہے کہ اکبر بادشاہ بسبب نیاز تی اعتقاد کے
اُن دنوں میں یامعین بہت کہتے تھے مگر یہ خبر نہیں رکھتے کہ اُن دنوں کی قید سے کیا نتیجہ پیدا ہوتا ہے

یعنی کہ یہ خوش اعتقادی پامال اور برقرار نہ رہی چنانچہ صحیح یہی ہے کہ اُن دنوں بادشاہ کی یاسمین ورد زبان تہا ایک وہ زمانہ بھی تھا جسمیں یاہادی نوک زبان تہا ایک وہ زمانہ بھی تہا کہ خود بدولت آفتاب کے ناموں کی مالا جپتے تھے۔ ایک وہ وقت تہا کہ مسلمانوں کلمہ لاالہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ کہنے کی تاکید تھی کہ یہ حالات بھی اسی منتخب التواریخ مستند منکر سے عیاں ہیں **بیت** گہ بُت شکنند گاہ مسجد زنند آتش ؂ از غیب بوالعجب مسلماں کلہ دارد ؂ **قولہ** صفحہ ۱۹۰۔ وسیوم جمید الثانی باجمیر رسیدند۔ **اقول** بادشاہ اجمیر آئے واللہ اعلم اسمیں کیا کیا مرادیں منکر صاحب کی ہیں جو یہ عبارت نقل فرمائی ہے۔ سنا تہا کہ اسکے حاشیہ پر منکر صاحب یہ ترجمہ لکھ دیتے کہ "بادشاہ آئے ہمارے بھاگ آئے"۔ **قولہ** صفحہ ایضاً۔ وشانزدہم شوال ایں سال بجہت استمداد بر تسخیر بنگالہ عازم زیارت اجمیر شدند۔ ودر موضع دائرہ کہ چہار کروہی فتحپور است خدمت ارشاد پناہی ولایت دستگاہی خواجہ عبد الشہید نبیرہ خواجہ احرار قدس اللہ سرہ بجہت استخلاص مرزا شرف الدین حسین آمدہ شفاعت نمودند۔ و بدرجہ قبول نافتاد اگرچہ در مراسم تعظیم وتکریم ولوازم اکرام واحترام فرو گذاشتے واقع نشد۔ و بالظاہر فاتحہ ہم خواندند اما رنجشے باقی بود کو فتہ خاطر وداع نمودند و از سفت کروہے اجمیر پیادہ بتاریخ دوازدہم ذیقعدہ بزیارت متبرکہ مشرف گشتند۔ در ہفدہم ایں ماہ تحویل آفتاب جہانتاب کہ نیر اعظم نوربخش عالم است در برج حمل واقع شد **ع** جرم خورشید چو از حوت در آید بحمل ؂ اشہب روز کند ادہم شب را رحل ؂ وبموجب تعظیم ایں روز کہ ہر سال مرعی داشتہ بعیش خرمی میگزرانید بدستور سابق جشن عالی ترتیب داد۔ و مقدار یک لک روپیہ بہر صنفے از حضار مجلس بخشیدند و سیوم ماہ ذیقعدہ از شہر اجمیر کہ بلدۃ طیبۃ ورب غفور در شان آں واقع است نہضت نمودہ ودر پای تخت رسیدہ **اقول** اسکا خلاصہ یہ ہے کہ اکبر بادشاہ اجمیر آئے اور زیارت کی۔ دینے لینے کا کچھہ ذکر اسمیں نہیں ہے۔ چند دن کے بعد نوروز آیا تو لگے دستور کے موافق بادشاہ نے ایک بڑا جشن کیا۔ اُسمیں جو لوگ شامل تھے ہر قسم کے آدمیوں کو کہ اسمیں محتاج وفقیر وامیر ووزیر سب داخل ہیں بقدر ایک لاکھ روپیہ کے عنایت فرمایا مگر عادۃ موافق

اسمیں خصوصیت ہو نہ ذکر۔ اگرچہ منکر صاحب نے براہ دہوکہ دہی اس لاکھ روپیہ کو اپنے بھی کھاتہ میں لکھ رکھا ہی
قولہ صفحہ ۱۹۱۔ باعث برآں این بود کہ چوں ہر سال از غایت اعتقاد رفتن باجمیر لازم ساختہ بودند بنابرآں
از آگرہ تا با مقصد در ہر منزل محلے تعمیر فرمودہ بودند و در ہر کروہی یک منارہ۔ پا ہی ساختند و چند ہزار شاخ
آہو کہ در مدتِ عمر شکار کردہ بودند بر سر منارہ گرفتند تا یادگاری در عالم بماند و شل شاخ تاریخ یافتند **حاشیہ**
چونکہ اکبر نے فرطِ اعتقاد سے ہر سال اجمیر کا جانا لازم کر لیا تھا اسلیے آگرہ سے اجمیر تک ہر منزل پر ایک محل تیار
کرایا اور ہر ہر کوس پر ایک منارہ اور کنواں بنوایا اور کئی لاکھ ہر نوں کے سینگ جو اکبر نے مدت العمر میں شکار
کیے تھے اُن مناروں پر بطور یادگار کے نصب کرا دیے شل شاخ اسکی تاریخ ہوئی **اقول** اعتقاد اکبر
بادشاہ کی کیفیت مفصل اوپر لکھی گئی۔ حاجت دوبارہ لکھنے کی نہیں ہی اور کوئی امر متعلق بحث اور مفید مطلب
منکرین کا اسمیں درج نہیں ہی جسکا جواب لکھا جاوے مگر جائے تعجب ہے کہ ایسے بادشاہ عظیم الشان معتقد
آستان پاک کی نسبت شاید کچھ خیالات منکر صاحب کے اب بدلے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ہر حاشیہ میں بجائے
حضرت محمد اکبر بادشاہ غازی کے فقط اکبر لکھتے ہیں اور مثل اراذل الناس اُنکو یاد فرماتے۔ یا وہ شورا
شوری یا یہ بے نمکی۔ **قولہ** در اوائل شعبان المعظم از دہلی متوجہ اجمیر شدند و در دو منزل نارنول حسین قلیخان
خانجہان بہ تہنیت آمد و خان اعظم باباؒ خار از احمد آباد رسید و در اوائل رمضان المبارک بہفت کروہی اجمیر
رسیدہ بدستور سابق پیادہ بزیارت شتافتہ یک جفت نقارہ دادو کہ نذر نقارخانہ حضرت معینیہ قدس
اللہ سرہ العزیز کردہ بودند گزرانیدند و ہر روز بدستور معہود درآں روضہ مقدسہ شبہا صحبت با اہل اللہ
علماء و صلحاء داشتہ مجلس سماع و صفا منعقد میشد و اہل نغمہ ساز کہ ہر کدام در وادی خویش ہیمتا بود
ناخن برگ دل زد و جاں را با آواز سحر اشید و درہم و دینار چوں قطرات امطار در بارش بود **حاشیہ منکر**
ابتدائے شعبان میں اکبر دہلی سے اجمیر کیطرف متوجہ ہوا۔ جب نارنول میں منزل ہوئی تو حسن قلیخان
خانجہان کی تہنیت کے لیے آیا۔ انہیں دنوں میں خان اعظم بھی احمد آباد سے جلد جلد کوچ کر کے ملازمت میں

لہ فاعتبروا یا اولی الابصار ۱۲

حاضر ہوا۔ بعد ازآں اکبر وہاں سے کوچ کر کے شروع ماہ رمضان المبارک میں اجمیر کے قریب پہنچا اور سات کوس سے پیادہ پا جا کر اُس مزار پر انوار کی زیارت سے مشرف ہوا اور ایک جوڑی نقارہ دلوُد کی جو اکبر نے اُس درگاہ کے نقارخانہ کی نذر کے لیئے رکھی تھی وہاں داخل کی اور بدستور سابق ہر روز روضہ منورہ کی زیارت کے لیے جاتا تھا اور راتوں کو فقراء اور علماء اور صلحار سے صحبت رکھتا تھا اور وجد و سماع کی مجلسیں منعقد ہوا کرتی تھیں۔ اور جو لوگ فن موسیقی میں بڑے کامل تھے وہ وہاں گایا کرتے تھے اور اُنکو بہت سے انعامات عطا ہوا کرتے تھے **اقول** اِس حاشیہ میں اول تو وہ بے ادبی کے الفاظ ہیں کہ اکبر متوجہ ہوا اور اجمیر کے قریب پہنچا اور زیارت سے مشرف ہوا وغیر ذلک۔ دوسرے متن کے برخلاف بھی ہی مثلاً حسین قلیخاں کے بجائے حسن قلیخاں۔ اور متن میں ہی کہ حسین قلیخاں خانجہان بہ تہنیت آمد۔ یعنی کہ حسین قلیخاں جسکا خطاب خانجہان تھا بادشاہ کی حضور میں واسطے ادائی مبارکباد کے آیا اور حاشیہ میں حسین قلیخاں ایک شخص کا نام ہی کہ وہ خانجہان دوسرے شخص کی مبارکباد کے لیے آیا۔ تیسرے اِس متن اور حاشیہ سے منکر صاحب کا کوئی فائدہ نہیں ہی۔ ہاں فقراء اور علماء اور صلحار سے مراد اگر خادم صاحبان ہیں جنسے بادشاہ ہم مجلس ہوتا تھا یا گانے بجانیوالے بھی خادم صاحبان ہی تھے جنکو بادشاہ سے انعام ملتا تھا تو مبارک ہو **مصرع** چشم ما روشن و دل ما شاد ✤ اور اگر وہ ڈوم تھے جنکو ان مجلسوں میں انعامات ملے تو زیادہ حسرت ہی کہ ڈوموں کو انعام ہوا اور خادم صاحبان محروم رہیں **قولہ** صفحہ ۲۰۰۔ بعد از مراجعت از سفر اجمیر در ماہ ذیقعدہ ۹۸۲ھ اثنی وثمانین تسعمائۃ عبادتخانہ مشتمل بر چہار ایوان نزدیک بخانقاہ جدید فتحپور **اقول** ہمکو بھی اقرار ہے کہ حضرت اکبر بادشاہ نے عبادتخانہ بنوایا مگر قریب ہی اِسکے ایک آتش کدہ بھی محل معلے میں مطابق اصول بادشاہان آتش پرست کے باہتمام ذات شریف علامی شیخ ابوالفضل تعمیر ہوا تھا اور آخر الامر عبادتخانہ کی کیفیت جو گزری وہ سوانح عقائد شاہنشاہی کے ذیل میں درج ہو چکی ہے **قولہ** صفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱ ۹۸۳ھ نہصد و ہشتاد و سہ عمارت عبادتخانہ اتمام یافت و منشار تعمیر آں ایں بود کہ چوں دریں چند سال فتوحات عظیمہ غریبہ

پے درپے روی نمود، دائرہ مملکت روز بروز وسعت پیدا کرد، و کارہا بروفق مراد گشت مخالفی درجہان نماند و آشنائی بفقرا، ومجاوران آستان رفیع الشان حضرت معینیہ قدس اللہ سرہ العزیز بہم رسانیدہ اکثر اوقات بمباحثہ قال اللہ و قال الرسول پے درپے گزشت وسخنان تصوف و تذکرہ علمی و تحقیقی مسائل حکمی و فقہی غیر آں مصروف میشد شبہا بذکر خدائے عزوجل مشغول باسم یاھو، و یا ھادی کہ ملقن باں شدہ بود یافت تعظیم منعم حقیقی در دل قرار گرفت بجہت ادائے شکرانہ بعضی ازاں ایام سحر اطریق نیازمندی دردمندی تنہا بر تختہ سنگی از حجرہ کہنہ کہ درجوار محلہائے بادشاہی از آبادانی بیکسو افتادہ بود نشستہ بمراقبہ میشد و فیض بسحر ہا می بردند **حاشیہ** منکرہ۔ حضور اکبر بادشاہ کی ملاقات ساتھ مجاوران آستان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ کی ہوگئی تھی اسواسطے اکثر اوقات عبادتخانہ نو تعمیر میں بحث قال اللہ و قال الرسول کی رہتی تھی **اقول** منکر صاحب نے حاشیہ میں اوّل تو لفظ فقرا کو چھوڑ دیا صرف مجاوران کے ساتھ ہم نشینی اکبر بادشاہ کا ذکر فرمایا کہ یہ دلیل کمال دیانت جناب منکر کی ہے۔ دوسرے مجاوران سے صرف خادم صاحبان یعنی اپنے ہی موروثان کو مراد رکھا ہے حالانکہ مجاوروں میں کئی قسم کے مردان خدا داخل ہیں کما سبق۔ اور اگر صرف موروثان منکر صاحب اور اُنکے اہل طائفہ داخل مجلس شاہنشاہی تھے تو منکر صاحب کے ذمہ ہے کہ وہ نام بنام اُن لوگوں کو بتادیں اور اس تشرف مصاحبت اکبری کا ثبوت اُن کے واسطے پیش کریں ورنہ محض دعویٰ اُن کا اپنے بزرگوں کے حق میں اس لفظ مجاور سے قابل تسلیم نہیں ہے۔ تیسرے یہ کہنا منکر صاحب کا کہ بسبب ملاقات ہوجانے بادشاہ کے ساتھ خادم صاحبان درگاہ شریف اجمیر کے اکثر اوقات عبادتخانہ میں قال اللہ و قال الرسول کی بحث رہتی تھی مطلب کتاب منتخب التواریخ کے مطابق نہیں ہے۔ صاحب کتاب نے فقط مصاحبت مجاوران آستان کو سبب ذکر قال اللہ و قال الرسول کا نہیں لکھا ہے بلکہ فتوحات متواترہ کا شکرانہ اور وسعت ملک کا جو کچھ ذکر لکھا ہے اُسکو منکر صاحب نے چھپا کر ایک اپنے مطلب کی بات پیدا کردی ہے۔ معاذ اللہ۔ چوتھے اس حاشیہ میں منکر صاحب نے پھر رنگ تحریر کو بدل دیا ہے کہ پیشتر فقط اکبر۔ اور متوجہ ہوا وغیرہ الفاظ بحق بادشاہ ممدوح لکھے تھے

اب حضور اکبر بادشاہ تحریر فرمایا ہی۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ منکر صاحب کا یا پلٹ ہو جاتے ہیں یا عبارت حاشیہ کی کچھ خود لکھتے ہیں اور کچھ یار لوگوں سے لکھواتے ہیں کہ وہ اُنکے معتقد خاص اکبر بادشاہ کے نام کو نیچا دکھاتے ہیں اور منکر صاحب کو شرماتے ہیں **قولہ** صفحہ ۲۰۱۔ وہر شب جمعہ طائفہ سادات و مشائخ و علماء و امراء را حصار بیفرمودند چوں بر سر نشستن و تقدیم و تاخیر ایں جماعت ظاہر شد مقرر ساختند کہ امراء بجانب شرقی و سادات غربی و علماء در جنوبی و مشائخ در شمالی بنشینند۔ خود نوبت بنوبت در آں صفوف آمدہ وصحبت باں جماعۂ داشتہ تحقیق مقاصد می نمودند۔ و انواع خوشبوی بکامی بروند۔ و زر بے شمار باہل استحقاق کہ بوسیلہ مقربان در آنجا می توانستند رسید فراخور ہمت و قابلیت می بخشیدند **اقول** ہمنے پیشتر انہیں علماء و ارباب سعادت کی زبان حال سے یہ شعر نقل کردیا ہی کہ **شعر** بخت برگشتہ یار برگردید۔ ای حسن زین بتر چہ خواہد شد۔ حاجت دوبارہ تفصیل کی نہیں ہی۔ آہ حیرت ہی کہ ایسے فقرات کی نقل جسمیں کہ نہ درگاہ شریف کا ذکر ہی نہ حضرت خواجہ کا نہ حضور کی اولاد امجاد کا بیان ہی نہ خادم صاحبان آستان کا۔ کون سا فائدہ جناب منکر صاحبنے تاکا ہی یا ز اس فقرہ میں جو بیشمار زر اہل استحقاق کو بخشا درج ہی عجب نہیں جو منکر الزمانی کے دل و دیدہ اس طرف دوڑے ہوں۔ اور اہل استحقاق تو اُنکی نظر میں سوائے خادم صاحبوں کے اور کوئی نہیں ہی۔ پس یہ مطلب پنا اس میں سمجھے ہونگے واللہ اعلم **قولہ** صفحہ ۲۱۰۔ و در ہفدہم ذیقعدہ ایں سال سفر اجمیر واقع شد و از یک منزلی بدستور معہود پیادہ رفتہ زیارت مزار متبرکہ نمودند۔ و در نہم ایں ماہ تحویل حمل واقع شد **اقول** اس فقرہ میں فقر بادشاہ کے اجمیر میں آنے اور زیارت کرنیکا ہی۔ خادم صاحبوں اور نذر و نیاز کا کچھ ذکر نہیں ہی **قولہ** صفحہ ۲۱۱۔ وہم در اجمیر خبر آمد کہ خانجہان چوں بگڑی رسیدہ با افغانان داؤد جنگے عظیم کردہ فتح نمود۔ و اوائل محرم المکرم سنہ ۹۸۴ اربع و ثمانین وتسعمائۃ مان سنگھ ولد بھگوانداس را در آوردن روضہ حضرت معینیہ علی مکانہا التحیۃ بردہ و خلعت ساختہ واستمداد نمودہ و خلعت و اسپ باسایر لوازم بخشیدہ رخصت بجانب دار الحرب گوگندہ و کومبلمیر کہ تعلق برانا گنگا داشت فرمودند **اقول** خلاصہ اسکا یہ ہی کہ اکبر بادشاہ نے راجہ مان سنگھ کو اندرون

روضۂ مبارک (جسکو منکر صاحب کے رسالہ میں آوردن روضہ چھاپا ہے) بیجا کر مدد مانگی اور بطرف گوگندہ کو بعلیہ
علاقہ رانا ے میواڑ کے رخصت کیا۔ لہذا کوئی تعلق اسکا بحث اولادسے نہیں ہے **قولہ** صفحہ ۲۱۰ بست و کم
جمادی الثانی متوجہ اجمیر شدند بششم ماہ رجب کہ روز عرس خواجہ قدس اللہ سرہ العزیز باشد بآنجا رسید
اقول پھر اسمیں بادشاہ کا آنا اجمیر شریف میں درج ہے نہ خادموں کا ذکر ہے نہ صدقہ و خیرات انعام
کا بیان **قولہ** صفحہ ۲۲۰ و ۲۲۱ - و در غرہ رجب از کشتی بجر بآمدہ در کشتی برکہ عبارت از باد پائی ہموں
بود باشد سوار گشتہ **اقول** اسمیں بادشاہ کا سواری کشتی سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہونا لکھا ہے فقط
ایسا معلوم ہوتاہے کہ یا تو منکر صاحب بیچارے جلدی کے مارے آگے کچھ مطلب لکھنا بھول گئے کہ ہمیں اسکی
تلاش اور نقل کرنی ضرور نہیں ہے یا گھوڑے کی سواری سے بھی مراد اصطلاحی منکر صاحب کی یہ ہوگی کہ لاکھ
روپیہ خادم صاحبوں کو دیئے واللہ اعلم **قولہ** صفحہ ۲۲۳ - و دریں سال شاہزادہ دانیال را باشیخ سیفی کہ
نسبت اخوندی داشت و شیخ جمال بختیار و جمعی از نزدیکان باجمیر فرستادند و مبلغ بست و پنجہزار رقم
بجہت فقراے آں دیار دادند **اقول** اسمیں یہ ذکر ہے کہ اکبر بادشاہ نے پچیس ہزار روپیہ واسطے
فقیران دیار اجمیر کے دیکر شہزادہ دانیال کو بھیجا تھا - غالباً منکر صاحب کے نزدیک فقیروں سے مراد یہی حضرات
خادم صاحبان ہیں اور ایسے عبارات سے اُنھوں نے یہ مطلب اپنا اخذ فرمایا ہے کہ لاکھوں روپیہ نذر و نیاز کے
خادم صاحبوں کو دیئے کیونکہ اُنکو ایسے موقعوں پر سوائے خادم صاحبوں کے اور کوئی نظر نہیں آتا
ہے **مصرع** جدہر دیکھتا ہوں اُدہر تو ہی تو ہے ؎ **قولہ** صفحہ ۲۷۵ - و در روز شرف آفتاب خطاب
بصدر جہاں بے آنکہ کسی بعرض رساند کردہ فرمودند کہ اگر فلانے را بتولیت روضۂ منورہ حضرت خواجہ
اجمیری کہ متولی ندارد منسوب سازیم چونست گفت خوب است و تامدت دو سہ ماہ در خدمت دربار
بامید خلاصی ازیں سرگردانیہا تگ و دو بسیار نمودم و فصلے چند واجب العرض ہم نوشتم و موقوف بر
جواب ماندہ بود **اقول** خلاصہ اسکا یہ ہے کہ بغیر کسی کے کہے سُنے خود بخود اکبر بادشاہ نے صدر جہان

---

۵۸ شیخ فیضی کی جگہ شیخ سیفی لکھا ہے ۱۲

سے کہ وہ مفتی کل تھے یہ فرمایا کہ اگر شیخ عبد القادر صاحب منتخب التواریخ کو متولی روضہ منورہ حضرت اجمیر کا مقرر فرمادیں تو کیسا ہی عرض کیا کہ بہت مناسب ہے بعد اسکے دو مہینے تک شیخ ممدوح اس خدمت کے امیدوار ہے اور کئی بار عرضی بھی دربار میں دی مگر جواب نہ ملا تھا فقط اس سے جیسی کہ آرزو مندی شیخ مؤلف ممدوح کی عیاں ہے اسیطرح یہ بھی ثابت ہے کہ ابتدا اس امیدواری کی خود بادشاہ کے فرمانیسے ہوئی تھی کہ بغیر کہے سنے کے بادشاہ کا منصوبہ واسطے عطاے تولیت درگاہ شریف کے جناب شیخ کے حق میں تھا کا سبق **قولہ** صفحہ ۲۷۰ در شب سلخ رمضان المبارک ایں سال چوں صدر جہاں بعرض رسانید کہ در باب رخصت فلانے چہ حکم میشود فرمودند اینجا کارہا دارد و گاہی گاہی با و خدمتی میفرمائیم دیگرے را پیدا سازند و علم حق سبحانہ و تعالیٰ و ارادت او عز شانہ باین معنی تعلق نگرفت نمیدانم کہ مصلحت دریں در بدری و سگ مگسی بودن چہ باشد **اقول** خلاصہ اسکا یہ ہے کہ پھر ایک رات صدر جہاں نے عرض کیا کہ شیخ عبد القادر کو رخصت فرمانے میں (واسطے خدمت تولیت درگاہ اجمیر شریف کی) کیا حکم ہے بادشاہ نے فرمایا کہ ہم یہاں بھی اُنسے کام لیتے رہتے ہیں کوئی اور آدمی پیدا کرو۔ غرض کہ مضمون تولیت کا ملتوی رہا **قولہ** صفحہ ایضاً مقارن این احوال روزی شیخ ابو الفضل بحضور فقیر فرمودند کہ اگرچہ از فلانی خدمت اجمیر هم خوب می آید اما چوں چتر ہا را با و ترجمہ میفرمائم بسیار خوب خاطر خواہ مانمیخواہیم کہ از ما جدا باشد **اقول** یعنی شیخ ابو الفضل نے فرمایا کہ اگرچہ شیخ عبد القادر صاحب منتخب التواریخ سے اجمیر شریف کی خدمت تولیت بھی خوب سر انجام ہوگی مگر ہم نہیں چاہتے کہ وہ یہاں سے جدا ہوں کیونکہ جب اُن سے ترجمے لکھوائے جاتے ہیں تو بہت خوب خاطر خواہ لکھتے ہیں فقط **قولہ** صفحہ ۳۰۸ شیخ حسین **اقول** یہ گویا سُرخی پیشانی احوال شریف جناب خواجہ حسین اجمیری کی ہے کہ صاحب منتخب التواریخ نے ذکر علماے عہد اکبری میں آپکا نام نامی لکھا ہے اور اُسکے نیچے جناب موصوف کا ذکر خیر درج ہے **قولہ** شہرت چناں دارد کہ از نبائر حضرت قطب المشائخ سلطان الواصلین حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری است قدس روحہ اما چوں بادشاہ

براد اوائل حال اعتقاد بحضرت خواجہ اجمیریست باد انکاری دست داد **حاشیہ منکرہ**۔ ایسا مشہور
ہے کہ شیخ حسین نبیرہ حضرت خواجہ سے ہے۔ مگر اکبر بادشاہ نے اُنکے اولاد ہونے سے انکار کیا۔ **اقول**
اسمیں بھی جناب منکر نے یا دانستہ دہوکا دینا چاہا ہے یا خود ہی ٹھوکر کھائی ہے اور اپنی فارسی دانی کی
داد چاہی ہے یعنی بادشاہ را باو انکاری دست داد کا یہ ترجمہ نہیں ہے کہ خواجہ حسین کے اولاد خواجہ امجاد ہونے
سے بادشاہ نے انکار کیا تھا۔ لا علاج لاقوۃ الا باللہ۔ لہذا ہم ترجمہ اس عبارت کا **اصل** کتاب منتخب التواریخ سے
جو کہ لکھنؤ میں چھپ گئی ہے لکھتے ہیں (وہ یہ ہے کہ) ایسا مشہور ہے کہ (خواجہ شیخ حسین) حضرت قطب المشائخ سلطان
الواصلین حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری قدس سرہ کے پوتوں میں سے ہیں **قولہ** معاندان براہ نمونی بعضے
مشائخ فتحپوری کہ ایشاں نیز در استیصال و قہر ابنائے جنس مساعی جمیل بلیغ فرمودہ اند جزاہم اللہ بر نفی
نسبتش اداے شہادت نمودہ گفتند کہ از خواجہ عقب نماندہ **حاشیہ منکرہ**۔ اور لوگوں نے و مشائخان فتحپور
نے گواہی دی کہ یہ اولاد نہیں ہے **اقول** اس ترجمہ میں بھی جناب منکر نے چالاکی اور عیاری کو کام فرمایا ہے
کہ منتخب التواریخ میں جو لکھا ہے کہ اُنکے دشمنوں نے گواہی دی اُسکو منکر صاحب نے بدلکر صرف یہ لکھدیا ہے کہ لوگوں نے
گواہی دی۔ دوسرے منتخب التواریخ میں لکھا ہے کہ مشائخ فتحپور کے بہکانے سے یہ گواہی دی تھی اور مشائخ موصوف
کی یہ تعریف لکھی ہے کہ اپنے ہم جنسوں کی جڑ کاٹنے میں بہت کوششیں فرمائی ہیں مگر جناب منکر نے یہ
تعریف اُنکی جس سے اصلی مطلب کتاب کا واضح ہوتا براہ دیانت بالکل چھوڑ دی ہے۔ سیوم اس بات کو بھی
جناب نے چھوڑ دیا ہے کہ گواہی اُن لوگوں کی یہ تھی کہ حضرت خواجہ سے اولاد ہی باقی نہ رہی تھی نہ یہ کہ فقط
خواجہ حسین اجمیری اولاد حضرت خواجہ کی نہیں ہیں۔ اور کوئی یہ گمان نہ کرے کہ جناب منکر کو یہ یقین نہیں
ہے کہ حضرت خواجہ سے اولاد بالکل باقی نہ رہی تھی۔ کیونکہ اگر منکر صاحب کا خیال ایسا ہوتا کہ حضرت کی
اولاد باقی رہی تھی تو جس طرح سے کئی مضامین کتاب منتخب التواریخ پر منکر صاحب نے خلاصہ میں گفتگو فرمائی
ہے اس موقع پر یہ بھی ظاہر فرما دیتے کہ شہادت اُن لوگوں کی درباب باقی نہ رہنے اولاد امجاد کے غلط اور

م مگر جب بادشاہ کو حضرت خواجہ اجمیری کے شروع اعتقاد کی حالت میں اُنکی نسبت کچھہ انکار پیدا ہوا ۱۲

خلاف ثابت ہی فافہم **قولہ** ودریں باب صدور قضاۃ نیز بموجب زمانہ سازی **مصرع** واللہ ھو
الثوب فکن فی ثیابہ ٭ محضر نوشتند۔ وآں تولیت موروثی چندیں سالہ بدیگران تفویض یافت ٭
حاشیۂ منکرہ ۔ اس بات میں صدراعظم وقاضی القضاۃ نے بھی محضر لکھ دیا کہ یہ اولاد خواجہ صاحب کے
نہیں ہیں **اقول** یہاں بھی جناب منکر نے تحریف وتغلیط کو بکمال جسارت بہادری کے کام فرمایا ہے
اول یہ کہ لفظ صدور کا ترجمہ آپنے صدراعظم لکھدیا اور قضاۃ کا ترجمہ قاضی القضاۃ فرمایا **مصرع** آفریں
باد بریں ہمت مردانۂ تو ٭ منشا اسکا دھوکہ دینا ہے تاکہ عوام جانیں کہ حضرت خواجہ کی اولاد باقی نہ رہنے
پر بڑے بڑے لوگوں نے مثل قاضی القضاۃ وصدراعظم کے محضر لکھدیا تھا۔ حالانکہ یہ محض غلط ہی صدر
اعظم کا پروانہ پیشتر اس سے نقل کیا گیا ہے وہ لائق غور ہی۔ دوسرے اس بات کو منکر صاحب نے حاشیہ میں چھوڑ
دیا ہی کہ (اس گواہی محضر کا نتیجہ یہ ہوا کہ تولیت درگاہ کی جو کہ خواجہ شیخ حسین اجمیری کی پشتینی تھی
وہ اوروں کو سپرد ہوگئی اور اسطرح پر اس نالش کا فیصلہ اور اس تمہید کا خاتمہ ہوگیا تھا) اگر اسقدر عبارت
بھی منکر صاحب لکھ دیتے تو البتہ عوام کو یہ ظاہر ہوجاتا کہ عہدہ تولیت موروثی جناب شیخ حسین کا
تھا مگر اظہار اسکا منکر المخدومین کو منظور نہوا **قولہ** وشیخ چوں دستگاہی عظیم داشت ودرآں صوبہ بادشاہانہ
زندگانی میکرد وسوانح دیگر علاوہ آں شد غیرت اولوالامری تاب نیاورده اوراحکم اخراج بجانب
مکہ معظمہ فرمودند تا درسفر بانسوالہ رخصت گرفت وبزیارت حج اسلام فائز گردیدہ باز آمد **حاشیۂ
منکرہ** ۔ اور سوانح دوسرا علاوہ اسکے اور ہوا اسواسطے بادشاہ کو اسکی تاب نہ آئی اور حکم اخراج کا دیا
اقول ترجمہ اصل کتاب منتخب التواریخ کا مطبوعہ کے یہ ہی کہ (اور شیخ صاحب جو کہ بڑی قوت
رکھتے تھے اس صوبہ میں بادشاہانہ زندگی بسر کرتے تھے اور دوسرے واقعات بھی اسکے علاوہ ہوگئے غیرت
فرمانروائی کو تاب نہ رہی اُنکے لیے مکہ معظمہ کیطرف اخراج کا حکم دیدیا چنانچہ بانسواڑہ (ملک میواڑ) کے
سفر میں رخصت پائی اور اسلامی حج کی زیارت سے فائز ہوکر واپس چلے آئے) مگر منکر صاحب نے اول تو

جناب شیخ حسین کی اُس عمدہ حالت اور عظمت کا چھپایا ہے دوسرے اپنے حاشیہ میں اولاد حضرت خواجہ کے
نہ ہونے کا مضمون جسکا تصفیہ اور ختم کلام ساتھ موقوفی تولیت موروثی کے منتخب التواریخ میں لکھا گیا ہے اور جسکو
منکر صاحب نے حاشیہ میں چھوڑ دیا ہے۔ ساتھ سوانح دیگر کے ملاکر حکم اخراج لکھدیا ہے۔ یعنی کہ بسبب اولاد نہ ہونا
جناب شیخ حسین کا ثابت نہوا اور علاوہ اسکے دوسرے سوانح پیش آئے۔ تب بادشاہ نے بیتاب ہوکر اخراج کا
حکم دیدیا۔ حالانکہ یہ دو مختلف باتیں مختلف وقتوں کی ہیں۔ ایک سلب تولیت بسبب اسکے کہ زمانہ سازوں
اور دشمنوں کی گواہی سے فرزندی شیخ حسین علیہ الرحمۃ کی ثابت نہوئی تھی اور یہ ذکر سنہ [illegible] جلوسی کا
ہے دوسرے حکم اخراج بسبب اسکے کہ بادشاہ وقت کو انکی عظمت بزرگانہ اور حشمت بادشاہانہ دیکھنے کی تاب نہ رہی
تھی اور یہ ذکر سنہ ۲۲ جلوسی کا ہے۔ یہ کیسی تحریف صریح ہے اور پھر منکر صاحب کو یہ دعوے ہے کہ بلا طرفداری
کے رسالہ لکھیں گے۔ تیسرے گھال میل تو خود کرتے ہیں جیسا کہ ابھی مذکور ہوا اور خود ہی منکر صاحب الزام اسکا
صاحب منتخب التواریخ پر رکھتے ہیں جیسا کہ قبل ازیں خلاصہ منتخب التواریخ میں بحث اسکے متعلق فقرہ سوانح
دیگر علاوہ آں شد کے اسی لمعہ میں لکھی گئی ہے۔ افسوس ہے کہ سوانح دیگر الخ جسکا ترجمہ منکر خوش بیان
نے یہ لکھا ہے کہ سوانح دوسرا علاوہ اسکے اور ہوا اور جسکا تعلق زمانہ سفر بانسواڑہ سے یعنی کئی سال بعد
زمانہ سلب تولیت کے ہے اُسکو منکر صاحب نے دعوے فرزندی کے قریب قبل تک سنہ جلوسی میں لگاتے
ہیں اور مراد اس سوانح سے کھا جانا حق خادموں کا لکھتے ہیں اور خداوند منتقم حقیقی سے نہیں ڈرتے
اور خلق خدا سے شرم نہیں کرتے کہ الزام اُسکا صاحب منتخب التواریخ پر رکھتے ہیں۔ حالانکہ منکر صاحب نے اس
حاشیہ میں خود ہی الزام کھایا ہے کہیں کا سر کہیں کے دُم جوڑکر فقرہ محرفہ بنایا ہے کما قیل **نظم** نقل کی جس جا
عبارت شیخ کی + کی وہاں کیا صنعت اور کاریگری + کچھ تو اول کا کچھ آخر کا لیا + اک فقرہ بیچ میں اپنا ملا +
لکھ دیا آخر کو چلکر انتہے + یعنی یہ سب ہے مقولہ شیخ کا + **قولہ** و روزے کہ از فتحپور آمدہ توجہ بکابل بر سر محمد حکیم مرزا
روانہ شدند شیخ از سفر حجاز آمدہ ملازمت نمودہ شرائط آداب نو مذہبان نومسلم و نومریدان نو دولت عادات قرار

داده اند ازو بوقوع نیجا مید بعد از مطالعه و صفحه احوال و خطیط پیشانی او معنی بے اخلاصی بزعم خود مشاہدہ
نموده حکم حبس در قلعه بکر فرموده و چند سال در آنجا بسر برد **اقول** اسکا ترجمہ یہ ہے کہ جب شیخ حسین حج
سے واپس آئے تو جو آداب ملازمت بادشاہ کے کہ نومذہب نومسلم نومرید نودولت لوگوں نے مقرر کیے
تھے جیسے سجدہ تعظیمی بنام زمین بوس وغیرہ وہ قواعد جناب شیخ ممدوح سے سرانجام نہ ہوئے اسکو بادشاہ
نے بے اخلاصی کی وجہ سے سمجھکر حکم حبس کا بکر کے قلعہ میں دیا فقط یہ تعبیر مضمون علاوہ دو امور مذکورہ بالا
کے ہے۔ لیکن منکر الزمانی نے حاشیہ رسالہ منکرہ پر صرف اسقدر خلاصہ لکھا ہے کہ اور قلعہ بکر میں قید کردیا فقط
جائے غور ہے کہ باوجود دعوائے عدم طرفداری کے کتنی بڑی وجہ ناخوشی بادشاہ اور علت قید کو نظر عوام سے
چھپایا ہے اور حکم اخراج کے مضمون سے حکم قید کو ایک جا کردیا ہے اتنا بھی نہ سمجھے کہ بحالت اخراج کے قید
ناممکن اور بحالت قید کے اخراج مشکل ہے۔ یہ بھی مزید دانش و انصاف پسندی منکر صاحب کے لیے ایک معقول
دلیل ہے۔ اور بیشتر منکر صاحب نے سلب تولیت کا مضمون اڑا دیا تھا۔ اس حاشیہ کے ترجمہ میں حج کا جانا اور وجہ
حکم قید کی الگ کردی ہے **قوله** تا در سنه اثنی و الف بسعی بعضے مقربان معتقد شیخ را حکم طلب از بکر شد
چوں همراه بعضے محبوسان مثل شیخ کمال بیابانی قلاب که شمه ذکرش بالا مذکور گشت و قاضیان فتحپور که بسعی
شیخ ابراهیم چشتی تا چهارده سال آنجا محبوس بوده. و بوسیله مرزا نظام الدین احمد فرمان بنام ایشان رفته بود آمده
کورنش نموده سجده ناکرده حکم باخلاص ایشان صدور یافت و چوں شیخ پیر معمر هفتاد ساله بود و آداب خدمت ملوک و
طریق ملازمت ایشان هرگز نورزیده و نمیداند بوضع قدیم تعظیمے فی الجمله و تسلیمے ناتمامی کرد باز ازو رنجیده ناخوش
آمده حکم بمرزا فرموده که فرمان سه صد بیگه زمین مدد معاش در بکر نوشته او را بار دگر روانه آنجا سازد بیگم بادشاه
والده خلیفة الزمانی باندرون محل در مقام شفاعت او در آمده گفت که پوتم او والده پیر فرتوت دارد در اجمیر در پیش
او برای دیدن فرزند کباب است چه شود اگر او را رخصت وطن فرمایید و هیچ مدد معاش از شما نمیخواهد قبول نفرموده گفتند
که آنچه جیو در آنجا که مے رود باز دکانی برائے خود وا میکند و فتوحات و نذر و نیاز بسیار پیش او می آید و جماعت را

گمراہ بسیار نمو غایتش والدہ خود را از اجمیر بیں جا طلبدہ ابن معنی اور ابغایت ناشوار تر اند و فتن بکر بود و شبی
کہ صدر جہان بتقریب تسلیم تولیت اجمیر چنانچہ گذشت جامع انتخاب را از نظر گذرانید آں ہم را کہ خود یافتہ بود
برہم زدہ و رضا بآں امر ندادہ در خدمت نگاہ داشتن روا صدر جہان پرسیدند کہ آں پیر بلوچ سادہ لوح کہ
عبارت از شیخ حسین باشد کجاست فقیر یاد دو انیدم کہ مدلا ہوریست بصد رجہاں بمبالغہ گفتم کہ چوں من قابل
ایں سعادۃ نبودم باری آنرا متو لی آں بلدہ محفوظ سازند کہ حق بمرکز قرار یابد ازآنجا کہ شان ہندوستانیاں
تربیت ابنائے جنس نیست ہیچگاہ از یک دیگر سینہ صاف نیستند نہ در حق من بیچارہ سعی وی مشکور
شد و نہ درباب شیخ **حاشیہ منکرہ** والدہ بادشاہ نے محل میں شیخ حسین کی شفاعت کی بسکی ماں بوڑھی
اجمیر میں اسکے واسطے تڑپتی ہے اسکو چھوڑ دو بادشاہ نے فرمایا کہ اجمیر میں جاکر پھر لوگوں کو گمراہ کریگا فقط +

اقول چونکہ جناب منکر نے اس حاشیہ میں سبب نا خوشی مکرر اور دوبارہ بے التفاتی بادشاہ کا ذکر ہی
نہیں کیا ہے کہ جس سے حقیقت حال واقعی معلوم ہوتی لہذا اُسکا ترجمہ کتاب مطبوعہ اردو منتخب التواریخ
سے نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ (سنہ) میں بعضے امیروں کی سعی سے اُنکو بکر سے بُلایا۔ چنانچہ وہ بعضے
اور قیدیوں مثل شیخ کمال بیابانی وغیرہ کے ساتھ آئے سب نے کورنش کے ساتھ سجدہ کیا چنانچہ سب نے
خلاصی پائی۔ مگر شیخ (خواجہ حسین اجمیری) بوڑھے ستر برس کی عمر کے دربار کا طریقہ نہ جانتے تھے رسمی طور کی
تعظیم دا کی۔ اکبر پھر اُنسے ناخوش ہُوا اور حکم دیا کہ تین ہزار بیگہ زمین انکو دیکر پھر روانہ کردو اکبر کی ماں نے سفارش
کی کہ انکی ماں بہت بوڑھی ہے اگر وطن بھیجدو تو کیا بگاڑ ہوگا۔ اکبر نے کہا کہ اگر وہاں جلدیگا پھر اپنی بزرگی کی دکان
کھولیگا۔ اور بہت سی نذر و نیاز انکے پاس آنا شروع ہوگی۔ اور لوگوں کو گمراہ کرے گا۔ کمال یہ ہے کہ اپنی ماں کو
بھی اجمیر سے وہاں بلالے۔ مگر یہ امر شیخ کو بکر جانیسے زیادہ ناگوار تھا فقط ناظرین غور فرمادیں کہ جب بعض
امیروں کی سفارش سے اکبر بادشاہ نے جناب شیخ حسین کو قلعہ بکر سے بلالیا اور انکے ساتھ والوں کو چھوڑدیا
تو کیا وجہ کہ یہ نہ چھوڑے گئے بلکہ والدہ بادشاہ کی سفارش بھی منظور نہ ہوئی یعنی کہ اوروں کیطرح انھوں نے

سلہ نواح بکر میں مدت تک رہنے کے سبب سے بادشاہ نے کنایۃً بلوچ کہدیا ہوگا ۱۲

سجدہ تعظیمی نہ کیا اور جو گمان بے اخلاصی کا بادشاہ کو اُنکی نسبت تھا وہ ہی اس مرتبہ پھر تازہ ہوا مگر ان وجوہ کو
حالات کو جناب انکار آپنے ذکر ہی نہیں کیا فقط اس خلاصہ پر اکتفا فرمایا کہ والدہ بادشاہ کی سفارش بھی انکے
حق میں مفید ہوئی۔ **تنبیہ** جناب منکر الزمانی نے آغاز رسالہ منکرہ میں یہ وعدہ فرمایا تھا کہ تحقیقات بلا طرفداری
کیجاوے گی اور جو حال دریافت ہوگا وہ بعینہ دوسروں تک پہنچایا جاوے گا۔ دوسرا وعدہ یہ کیا تھا کہ جس
مقام پر کتابوں میں درگاہ یا حضرت خواجہ یا اولاد امجاد یا خادم صاحبوں کا خاص ذکر لکھا ہے اُسکا انتخاب بغیر
کمی و زیادتی کے درج کیا جاوے گا۔ تیسرا وعدہ یہ فرمایا تھا کہ انتخاب کے اول خلاصہ مطلب بھی اُسی کتاب کے لفظوں
میں لکھا جاوے گا فقط۔ لیکن جناب منکر نے کوئی ایک وعدہ بھی وفا نہ کیا۔ پہلے وعدہ کا یہ حال ہے کہ جو کچھ
حال متعلق جناب شیخ حسین وغیرہ کے لکھا ہے اُسمیں غایت طرفداری سے طرح طرح کی تحریف و تبدیل لفظاً
و معناً فرمائی ہے کہ جابجا اس جواب میں مذکور ہوئی اور حاشیوں میں محو و اثبات بخوبی جاری کیا ہی اور
خلط مبحث سے صورت واقعات کو بدل دیا ہی اور کوتاہی ترجمہ سے اصلی حالات کو حتی المقدور خوب ہی
چھپایا ہے۔ دوسرے وعدہ کا یہ حال ہی کہ انتخاب احوال میں صریح کمی فرمائی ہی اول تو حاشیوں میں کمی ترجمہ
کی ہی کہ جس کے ملاحظہ سے عوام دھوکہ میں آویں دوسرے بعض حالات کو منتخب التواریخ سے نقل ہی نہیں فرمایا
مثلاً اسی ذکر جناب شیخ حسین کا تتمہ جو صاحب منتخب التواریخ نے لکھا ہی اُسکو بالکل چھوڑ دیا وہ یہ ہی کہ (الغرض
شیخ (خواجہ حسین اجمیری) موصوف بغایت متبرک آدمی ہیں میں (شیخ عبدالقادر بدایونی) نے اُنکو دیکھا تھا
گویا نور کے تو وہ تھے۔ دنیا کی گفتگو کبھی اُنکی زبان پر نہ آتی تھی ہمیشہ عبادت اور ریاضت کیا کرتے
تھے۔ راتوں کو جاگتے تھے اور ہمیشہ روزہ رکھتے تھے) انتہی من الترجمۃ المطبوعۃ مختصراً۔ اِسکے چھوڑ دینے سے
منکر صاحب کی صاف غرض یہ ہے کہ جناب شیخ حسین کی بزرگی اور تقدس اور صلاح پر عوام کو اطلاع نہو جاوے
یہ عجب طرفداری اور تحقیقات بے رعایت ہی کہ ایک مقدس آدمی کا ذکر خیر صلاح و تقوی و عبادت و ریاضت
کا بالکل چھوڑ کر اُن کا قید ہونا اور ایسے حالات جو ایک تکلیف و حقارت ظاہری پر بسبب انکار و ضد بادشاہ

خودراے کے مبنی ہوں، وہ سب بیان کیے جاویں۔ علاوہ اسکے اور بھی ایک جگہ منتخب التواریخ میں ذکر خیر
جناب شیخ حسین اجمیری کا ہے کہ ترجمہ مطبوعہ منتخب التواریخ کے صفحہ ۳۴۰ سے نقل اُسکی یہ ہے کہ (اسیطرح
حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شیخ حسین کو جو خاطر خواہ تسلیمات نہیں بجالائے تھے مکہ کی
طرف نکالدیا۔ مدت کے بعد وہاں سے آکر انہوں نے فتحپور میں ملازمت حاصل کی پھر اسیطرح تسلیمات موافق قاعدہ
دربار کے بجا نہ لائے تب اکبر نے قید کرکے انکو بکھر میں بھیجا فقط) مگر منکر الزمانی مقلد شیخ فانی نے ازراہ
حسد برخلاف اپنے وعدہ کے اِس حال کو منتخب التواریخ سے نقل نہیں فرمایا۔ حالانکہ بصراحت اسمیں جناب شیخ حسین کو
پوتا حضرت خواجہ بزرگ کا لکھا ہے۔ اور برخلاف اِسی وعدہ دوسرے کے بعض وہ حالات بھی درج کیے ہیں کہ جن کو
کوئی تعلق بحث اولاد و درگاہ و خادمان سے نہیں ہے۔ اور تیسرے وعدہ کا یہ حال ہے کہ بہت سے الفاظ جناب منکر
نے طبعزاد و حسب مراد اپنی لکھ دیئے ہیں۔ جیسے کہ لاکھوں روپیہ خادم صاحبوں کو نذر و نیاز دیے وغیرہ۔ الغرض
کلام منکر صاحب میں ہر طرح کی خطا ہے نہ ایک خطا دو خطا سہ خطا بلکہ بیسیوں خطا کما لا یخفی۔ اور ان خطیات متواتر
کا ظہور فقط مخصوص کتاب منتخب التواریخ کے انتخاب سے نہیں ہے بلکہ ہر کتاب کے انتخاب و خلاصہ میں یہی کاریگری
صرف فرمائی ہے۔ بعد اسکے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ صاحب منتخب التواریخ نے جناب شیخ حسین اجمیری کو زمرہ
علما میں درج کیا ہے اور انکا صلاح و تقویٰ حسب مذکورہ بالا لکھا ہے جائے افسوس ہے کہ علاوہ منصب سیادت
و سعادت و شرف انتساب فرزندی حضرت خواجہ بزرگ کے یہ صلاح و فلاح و نور نیت و عبادت و قیام لیل
صیام نہار وغیرہ فضائل ہرگز اس لائق نہ تھے کہ منکر دریدہ دہاں ایسے بزرگ کے حق میں اسطرح کے الفاظ سخیفہ کہے
لکھے کہ جیسے اوپر مذکور ہوا۔ جہاں کہ منکر نے ناہنجاری و نالائقی کا اظہار کیا ہے اور انکی خوبیاں چھوڑ چھوڑ کر وہ ذکر جو
گستاخی اور بے ادبی سے خالی نہیں۔ اور ادنی الفاظ کہ بھرا ہے اور طرہ یہ ہے کہ اس رسالہ مجموعہ غلطی و تحریفات و
بے ادبی کی تالیف پر اتراتے ہیں۔ استغفر اللہ۔ شعر۔ بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد + بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
قولہ صفحہ ۲۱۲۔ میر عبد اللطیف در پنجم رجب سنہ نہصد و ہشتاد و یک در معمورہ جدیدہ فتحپور بدار السرور خلد انتقال

نمودہ بنیم جاودانی و حور و قصور اتصال یافتہ بالائے قلعہ اجمیر در خواجہ سید حسین خنگ سوار۔ خون گشت

اقول اس فقرہ کے لکھنے سے سوائے اسکے کہ منکر صاحب نے اپنے نامۂ منکرہ کو سیاہ کیا اور کوئی مطلب نہیں ہے

کیونکہ نہ اسمیں حسبِ عادہ منکر ذکر درگاہ شریف ہی نہ حضرت خواجہ صاحب کا نہ حضرت کی اولاد کا نہ خادم صاحبان

کا۔ گویا زبان حال منکر صاحب ہی سے ہی یہ **شعر** بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ + کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

قولہ صفحہ ۳۲۸ چوں بندگان حضرت قریب شرف آفتاب بتقریب نام کمینہ را خود بدولت بے نہایت کسی

زبان راندہ حرف تولیت خطۂ عالیہ اجمیر **شعر** ذنت ان ناظری تلک الخیام + علی سکانہا منی سلام +

فرمودہ اند ہنوز تسلیم نشد۔ آرزو دارد کہ اثر ایں سعادت زود تر از قوہ بفعل در آید و دل را از آب و گروش بندگا

و ہوائے ناسازگار فارغ ساختہ برد بیقینی حاصل شود کہ خس خانہ گیتی چوں خس و برف آب ماند چوں سر انجامد

و بخت شوریدہ ہر ساعت ہر زماں بایں ترانہ در فغان است **بیت** عجب ول تان سگیرفت نشہ جان تان ملول زیں

ہواہای عفن زیں آبہای ناگوار + ہمت عالی و توجہ داعی دریں باب گماشتہ ورآمد او صوری و معنوی کوشند

انشاء اللہ تعالی رفتہ باجمیر تافتہ کشمیر وانستہ بعلت اینکہ ہر دو سکان طیب مرکز دائرہ قطب جنوبی و شمالی است

وجہ جامعہ بلدۃٌ طیبۃٌ و ربٌّ غفورٌ دارد آب چشمہ جالرہ را چنانچہ ایشاں در آنجا آب بر فتن نوشیدہ ان

سیفرمایند نوشیدہ زبان را بزلال شکر و ثنا منعم حقیقی و مجازی دارد **اقول** غالباً اس عبارت کی نقل

سے منکر صاحب کا مقصود اظہار آرزمندی صاحب منتخب التواریخ کا واسطے حاضری آستان پاک حضرت اجمیر

کی ہے کہ حال اُسکا اوپر مذکور ہوا۔ **قولہ** ۳۲۶۔ ملک محمود بیارد۔ بفضائل صوری از علم عربیت و تفسیر و حدیث

و جزئیات نظم و نثر فارسی و کمالات معنوی از صلاح و تقوی و ذوق و حالت آراستہ است اصل از ملوک

دیار گجرات است پدر بزرگوار او ملک بیارد نام دارد از نہایت فصاحت و بلاغت و دانش و حذاقت در مجالس

بہشت آئین بشرف ہمزبانی خلیفۃ الرحمانی معزز و مباہی بودہ آنحضرت را از خود راضی ساختہ از کمال رغبتے

کہ بخدمت اہل حق داشت چندگاہی حسب الحکم با مرجلیل تولیت روضۂ متبرکہ حضرت قطب الاولیاء الواصلین خواجہ

معین الدین سنجری چشتی قدس اللہ سرہ موقوف و ماخوذ و منسوب ہو۔ **اقول** یہ بزرگ بھی ملک محمود نام چند روز متولی درگاہ شریف حضرت اجمیر کے مقرر ہوئے تھے کہ آخر خود چھوڑ کر گوشہ نشین ہو گئے۔ واللہ اعلم

لمعہ ششم

قال المنکر کتاب تزک جہانگیری **اقول** واستعین برب العلمین۔ یہ کتاب نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کی تصنیف اور اُنکے عہدِ سلطنت کا گویا روزنامہ ہے۔ مگر دیباچہ خاتمہ اسکا مرزا محمد ہادی وغیرہ نے لکھا ہے **قولہ** خلاصہ اس کتاب کا یہ ہے کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ حضرت خواجہ صاحب سے نہایت اعتقاد رکھتے تھے **اقول**۔ اعتقاد اکبری نقش بر آب تھا اسکا حال بیشتر مذکور ہو چکا ہے **قولہ** شہزادہ دانیال کی شیخ دانیال مجاور خواجہ صاحب کے گھر پیدا ہونے کی تصدیق لکھی ہے۔ **اقول** یہ وہی پرانی داستان ہے جسکو بیشتر کئی بار سنا کر منکر صاحب جواب پا چکے ہیں **قولہ** اور جہانگیر بادشاہ تین برس اجمیر میں رہے سوائے خادم صاحبان درگاہ اور خادم صاحبان درگاہ کو نذر و نیاز دینے کے دیوان یا اولاد کا کچھ ذکر اُنہوں نے نہیں لکھا **اقول** یہ صحیح ہے کہ تین برس اجمیر میں رہے۔ مگر اتنی مدت پر کچھ منحصر نہیں ہے۔ اس سے بہت کم مدت میں ایک اجنبی محض بادشاہ کو بھی حال اولاد امجاد حضرت خواجہ کا معلوم ہو سکتا تھا چہ جائے جہانگیر بادشاہ کہ فرزند جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے تھے جنھوں نے مدتوں اجمیر میں سالانہ آمد و رفت رکھی تھی مگر یہ دعویٰ منکر صاحب کا کہ سوائے خادم صاحبان درگاہ اور خادم صاحبان درگاہ کو نذر و نیاز دینے کے دیوان یا اولاد کا کچھ ذکر جہانگیر بادشاہ نے نہیں لکھا ہے فقط) غلط ہے بلکہ منکر الزمانی کی قلت وقفیت اور کثرت حسد پر صریح دلیل ہے۔ غلط ہونا اس دعوٰے منکر کا اسوجہ سے ہے کہ کل بائیس عبارتیں تزک جہانگیری کی منکر صاحب نے نقل کی ہیں۔ از انجملہ صرف دو عبارتوں میں خادموں کا ذکر ہے وہ بھی فقیروں اور مسکینوں کے شامل لکھا ہے ہرگز وہ بات نہیں ہے جو منکر صاحب کے دعوے میں ہے کہ سوائے خادم صاحبوں کو نذر و نیاز دینے کے اور کسی کا کچھ ذکر نہیں ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ **باقی رہا** یہ امر کہ دیوان یا اولاد کا تزک جہانگیری میں کچھ ذکر نہیں ہے اسکا جواب یہ ہے

۵۱ لمعہ پنجم وغیرہ میں فارسی عبارتیں بدستور سابق اسلئے جا بجا غلط ہیں کہ رسالہ منکرہ میں اسیطرح مندرج ہیں اور انکے اسلئے مستند اور ظاہر ہوتا ہے ۱۲

کہ درج نہونے ذکر دیوان یعنے سجادہ نشین اور اولاد امجاد سے ہرگز لازم نہیں آتا ہی کہ دیوان یا اولاد کا وجود ہی نہووے جیسا کہ پیشتر بھی یہ بحث ذیل واقعات اور تالیفات اکبر شاہی میں لکھی گئی ہے۔ علاوہ اسکے دستور قدیمہ جسکا عملدرآمد آجتک جاری ہی یہ ہے کہ جو نذر کہ داخل گنبد روضہ مبارک بحضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ پیش کیجاتی ہے۔ اسمیں نصف حق دیوان صاحب سجادہ نشین کا اور نصف خادم صاحبان درگاہ شریف کا ہے۔ اگر ایسے واقعات نذر کی تحریر میں آج کوئی واقعہ نویس اسطرح لکھے کہ فقراء و خادمین کو یا اہل استحقاق و مجاورین کو یا خادمان و مستحقین کو زر نذرانہ دیا گیا تو فی الواقع دونوں گروہ خادمان نصف مین اور سجادہ نشین حال نصف میں شامل ہیں اور الفاظ مذکورہ سے کوئی قدح دستور قدیم میں اور کوئی حرج و خلل کسیکے استحقاق میں لازم نہیں آتا۔ پس جبتک کہ نفی وعدم وجود اولاد امجاد کسی عبارت تزک جہانگیری سے پیدا نہو عدم ذکر سے استنباط عدم وجود اولاد کا سوا اسے مزید عقل و علم و انصاف و دیانت منکر صاحب کے اور کیا سمجھا جاوے۔ سوائے ازیں وجود اولاد امجاد حضرت خواجہ بزرگ کا بکمال بسط و تفصیل کتاب اخبار الاخیار میں حضرت شیخ اجل محدث دہلوی نے درج کیا ہی (رحمۃ اللہ علیہ) چنانچہ نقل عبارت اس کتاب کی پیشتر لکھی گئی ہے۔ اور نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ نے کتاب اخبار الاخیار کو ملاحظہ کرکے پسند فرمایا ہے اور اپنی اسی کتاب تزک جہانگیری میں اخبار الاخیار کی توصیف و تصدیق لکھی ہی کہ عبارت جہانگیر بادشاہ کی کتاب تزک جہانگیری مطبوعہ ۱۲۸۱ھ ہجری مطبع سید احمد خانصاحب واقع علیگڈھ صفحہ ۲۸۲ سے یہ ہی کہ شیخ عبدالحق دہلوی کہ از اہل فضل و ارباب سعادت است دریں ایام بدولت ملازمت دریافتہ کتابے تصنیف نموده بود مشتمل بر احوال مشائخ ہند بنظر درآمده خیلگی زحمت کشیده مدتہا است کہ در گوشہ دہلی بوضع توکل و تجرید بسر برده مرد گرامیست صحبتش بے ذوق نیست بانواع مراسم دلنوازی کرده رخصت فرمودم۔ انتہی۔ اور اسکا ترجمہ مطبوعہ بھی صفحہ ۲۸۲ سے واسطے مطالعہ عام کے لکھا جاتا ہی کہ "شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہ اہل فضل و ارباب سعادت سے ہی اس زمانہ میں دولت ملازمت حاصل کی ایک کتاب (اخبار الاخیار) تصنیف کی تھی شامل اوپر احوال مشائخ ہند کے

نظر سے گزری بڑی زحمت کھینچی ہے۔ مدتوں سے بیچ گوشہ دہلی کے بطریق توکل و تجرید کے بسر اوقات کرتا ہے
مرد بزرگ ہے صحبت اُسکی خالی ذوق سے نہیں قسم قسم کی مرحمت کیساتھ دلنوازی کرکے مینے رخصت فرمایا۔ فقط
ہرگاہ کہ جہانگیر بادشاہ نے ذکر اولاد امجاد حضرت خواجہ کا جوکہ مندرج اخبار الاخیار ہے انکار نہ کیا بلکہ تزک جہانگیری میں
اُس جناب کی توثیق اور تصدیق کی تو ضمناً بلکہ صریحاً اقرار وجود اولاد امجاد کا تزک جہانگیری سے پایا جاتا ہے
والحمد علی ذلک اور جناب منکر نے ایسی کوئی عبارت تزک جہانگیری کی جس سے ضمناً بھی انکار اولاد حضرت
خواجہ کا پایا جاتا نقل نہیں فرمائی۔ اور محض عدم ذکر سے استناد کم از فرط انقیاد نہیں ہے اور شہادت علی النفی
ناتمام ہوتی ہے کما لا یخفے **اور قلت** واقفیت منکر الزمانی کی اسوجہ سے ہے کہ وہ واقف نہیں ہیں اُن احکام
اور فرمانوں سے جو کہ جہانگیر بادشاہ اور دیگر سلاطین کی خاص مہر و دستخط طغرا سے جاری ہوئے اور جن میں صاف
صاف جناب شیخ حسین اجمیری سجادہ نشین اولاد حضرت خواجہ بزرگ کا نام نامی لکھا ہوا ہے اور جن کی صحت
اور سند ہونے پر کسی عاقل کو عذر و انکار نہیں ہو سکتا ہے اور فرمان مذکور صرف اس زمانہ کے ہی منکروں کے
انکار کو باطل و عاطل نہیں کرتے بلکہ اگلے وقتوں کے شیخ المنکرین ابوالفضل علامی کے خرافات اور اکبر
بادشاہ کی تحقیقات مندرجہ اکبرنامہ کو بھی قطعاً منسوخ اور نا بکار اور غلط اور بے اعتبار کرتے ہیں از آنجملہ
ایک فرمان خاص جہانگیر بادشاہ کا مورخہ سنہ جلوسی کا ہے جسکی نقل بضمن وجوہ و شہادات ابطال عبارات
اکبرنامہ لکھی گئی ہے۔ فلینظر ثمہ۔ اگر منکر صاحب کو تحقیقات حق بلا رعایت و طرفداری کے منظور تھی تو انکو
یہ منکرنامہ لکھنے سے پیشتر احکام و فرامین سلاطین کی تلاش واجب تھی تاکہ ضلال اور اضلال سے محفوظ
رہتے اور چونکہ اب امر حق اور حال واقعی ظاہر ہو گیا ہے مناسب ہے کہ توبہ کریں اور رجوع لاویں ورنہ وَمَا
ذا بعد الحق الا الضلال۔ اور کمال تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ بقول منکر و تحریر منکر اکبر بادشاہ کی تحقیقات
دعوے فرزندی عموماً اولاد امجاد و خصوصاً شیخ حسین اجمیری کا خارج کرے اور انکا معین پور خلافت قرۃ التاج
سلطنت نورالدین جہانگیر انہیں حضرت شیخ کو فرمان سجادہ نشینی و تولیت اپنی مہر و دستخط سے لکھکر عنایت

ه دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۰-۱۲ میں ۱۲

فرمائے مگر اصل یہ ہی کہ وہ تحقیقات غیر صحیح و بے اصل تھی اور اسی بنا پر خود اکبر بادشاہ نے مسند تولیت پر جناب ممدوح کو متمکن فرما دیا تھا جیسا کہ پیشتر لکھا گیا ہی **قولہ** حالانکہ بہت چھوٹی چھوٹی باتوں کا ذکر بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا ہی ممکن نہیں ہی کہ بادشاہ کے نزدیک اولاد ثابت ہو جاتی اور اولاد کا ذکر نہیں لکھتے۔ اور تین برس بادشاہ کے اجمیر میں رہنے کی مدت بھی کم نہیں ہی **اقول** مدت تین برس کی بیشک کم نہیں ہی۔ گریہ دعویٰ منکر صاحب کا جیسا کہ خلاف عدد سابقہ خود عبارت کتاب تزک جہانگیری سے خارج اور مخاصمانہ و منکرانہ طبعزاد خاص ہی۔ ایسا ہی دلیل ہے اس امر پر کہ مطالب کتب مستندہ سے اور الحاق عبارات طبعزاد سے منکر صاحب کو بہر صورت انکار وجود اولاد امجاد حضرت خواجہ بزرگ کا منظور و مقصود ہی اور تحقیقات بے رعایت خدا کا نام اور انصاف وحقیقت مفقود ہی۔ بہر حال یہ دعویٰ مندرجہ عبارت الحاق مذکورہ محض غلط ہی بوجوہ ذیل **اول** یہ کہ امر وجود اولاد امجاد کا جہانگیر بادشاہ کے نزدیک صحیح و ثابت اور مسلمات میں سے تھا پس اسکا لکھنا کوئی ضروری امر نہ تھا۔ ہاں اگر تقریباً ذکر ملاقات سجادہ نشین غیر حضرات کا آجاتا تو اُسکا لکھنا کچھ منع نہ تھا۔ اور جو اتفاقاً نہیں لکھا گیا تو کچھ مضر نہوا۔ **دوسرے** یہ کہ ہرگاہ خاص جہانگیر بادشاہ کا فرمان واسطے ثبوت فرزندی جناب شیخ حسین اجمیری کے موجود ہی تو اس صورت میں تزک جہانگیری کا اس ذکر سے خالی ہونا کوئی قباحت اور حرج پیدا نہیں کرتا۔ کیا کوئی نسخہ تزک جہانگیری کا جسمیں کاتبوں کا محو و اثبات و تنسیخ و تبدیل محتمل ہے اور کسیکی مُہر و دستخط تصدیق سے مصدق نہیں کسی ایسے فرمان جہانگیری سے زیادہ موثق اور مضبوط اور حجت ہو سکتا ہی کہ جسپر مُہر نسبی شاہنشاہی اور طغرائے غرائے ظل آلہی اور یادداشت واقعہ و دستخط مدار المہام و نائب السلطنت کے ثبت ہوں حاشا و کلا **تیسرے** یہ کہ سجادہ نشین درگاہ شریف ہمیشہ سیر چشم و عالی حوصلہ رہے ہیں۔ اور اُس زمانہ میں خود اُنکی بسر اوقات بادشاہانہ ہوتی تھی اور جب سجادہ نشین اور اولاد امجاد بھی شلاًدہ ہی خواجہ حسین اجمیری تھے اور سنہ جلوس اکبر شاہی سے تا عہد دولت جہانگیری بشہادت فرمان مذکورہ بالا متولی بھی وہی تھے تو ظاہر ہے کہ اُنکے حقوق مقررہ نذر و نیاز آستان پاک میں بلا حرج و

سخاوت اور بغیر تکلیف و بے منت اُنکے پاس پہنچتی تھی پس اگر صدقات خیرات و انعام و نذور کی تقسیم میں وہ
شامل جماعت خادمان نہوئے اور اُنکا نام ایسے موقعوں پر بساتھ ذکر خادم صاحبان کے درج کتاب نہوا تو یہ دلیل اسبات کے
اسی عوے منکر صاحب کے نہیں ہوسکتی ہے کہ سوائے خادم صاحبوں کے دیوان و اولاد کا کچھ ذکر ہی نہیں ہے۔ اور اس
عدم اندراج نام سجادہ نشین سے انکی صحت فرزندی میں کوئی قباحت نہیں آتی ہے **چوتھی** یہ کہ باوجود موجود
ہونا جماعت اولاد امجاد حضرت خواجہ کا بلکہ بعہدہ تولیت موجودہ بحال ہونا جناب شیخ حسین کا سنہ ۹۷۶ اکبر
شاہی سے تا عہد دولت جہانگیری بشہادت کتب تواریخ مثل اکبر نامہ و اقبال نامہ مستند منکر صاحب اور
مرأت الاسرار و اقتباس الانوار وغیرہ ثابت ہے اور عہدہ تولیت لازم سجادگی اور سجادگی فرع اصل فرزندی کا تھا
تو اس صورت میں اگر بفرض محال و خیال باطل وہ اولاد حضرت خواجہ کی نہیں تھے تو ایسے غلط دعوی فرزندی
کرنے والوں کی تکذیب جہانگیر بادشاہ نے کیوں نہ لکھی۔ حالانکہ خود بدولت و اقبال زمانہ ولیعہدی اور عہد
شاہزادگی میں صاحب بہ اجمیر کے تھے اور بعد تخت نشینی سلطنت کے بھی تین برس ہاں رہے اور بہت سی چھوٹی
چھوٹی باتوں کا ذکر کیا ہے یہ کیوں نہ لکھدیا کہ ان حضرات کا دعوے فرزندی تحقیقات اکبر شاہی سے باطل اور
بقول منکر خارج ہوچکا ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ کسی امر کا ذکر اگر عمدًا یا سہوًا یا استغناءً غیر ضروری سمجھکر جہانگیر
بادشاہ نے نہ لکھا تو اس سے انکار واقعیت اُس امر کا یا نفی وجود اُس شئے کی ہرگز لازم نہیں آتی۔ مثلاً اگر
جہانگیر بادشاہ نے تزک میں نہ لکھا کہ آج آفتاب نکلا تھا یا تمام مدت قیام سہ سالہ اجمیر میں کبھی ابر آنے
اور مینہ برسنے کا ذکر نہ کیا تو کیا عجب کہ منکر الزمانی اُس عدم ذکر سے عدم وجود یا عدم وقوع ان بدیہیات
اولی اور مقررات فصلی کا بھی انکار کرینگے۔ **پانچویں** یہ کہ اگر منکر صاحب کی یہ حجت تمام ہے کہ عدم ذکر
شے سے عدم وجود اُس شئے کا لازم آتا ہے تو ہمارے اِس سوال کا جواب دیں کہ اجمیر شریف میں پہنچکر
جہانگیر بادشاہ نے ستائیس ہزار بیگہ زمین مدد معاش خادم صاحبان کی ضبط کرلی تھی۔ اور ان بزرگوار وں
نے بعلت اُس ضبطی کے نہایت واویلا اور ضعف نالی کی یہانتک کہ جب جہانگیر بادشاہ نے اجمیر سے کوچ

کردیا۔ تب خادم صاحبان بھی لشکر جہانگیری کے ساتھ (واللہ خیراں ہی خیراں رہیگی) پکارتے ہوئے اجمیر
و خیراں مانڈو گڑھ ملک مالوہ تک گئے اور اس اودہ بیداد سے بادشاہ جہانگیر کو آخر تنگ کرکے نصف زمین معافی
کرالائے کہ ابتک اُسپر قابض ہیں لیکن ہمنے کہیں کراس واقعہ خادم صاحبان کا تزک جہانگیری میں نہیں دیکھا
اور منکر صاحب نے بھی اسکا ذکر تزک جہانگیری سے نقل نہیں فرمایا۔ حالانکہ وعدہ یہ فرماچکے ہیں کہ جہاں کہیں کتاب
میں ذکر خادم صاحبان درگاہ کا ہوگا اُسکو نقل فرمائینگے اور منکر صاحب کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ بہت چھوٹی چھوٹی
باتوں کا ذکر جہانگیر بادشاہ نے تزک جہانگیری میں لکھا ہے۔ پس اس سے بے اصلی اُس مقدار معافی عطیہ
جہانگیر بادشاہ کی لازم آئی۔ پھر ابتک منکر صاحب اور اُنکے اہل طائفہ خدمہ قابض ہیں۔ اُسکے جواب میں لازم
انصاف یہ ہے کہ یا تو تزک جہانگیری سے اپنی اس معافی و فرمان معافی و واقعہ ضبطی سابقہ کی نقل پیش کریں
ورنہ بموجب اپنے مسئلہ کے کہ عدم ذکر شئ مستلزم عدم وجود شئ کا ہوتا ہے بے اصلی دعویٰ معافی مذکور
کا اقرار کرکے اراضی معافی مواضع ہیرو کا کنیا واسے دست بردار ہوکر اُسکو ضبط کرادیں کیونکہ مردانگی اسیکا نام ہے
کہ جان جائے مگر بات نہ جائے اور اگر بملاحظہ و اعتبار فرمان جہانگیری جو کہ بابت اس زمین مقبوضہ کے موجود ہے
زمین سے دست بردار ہونے کو جی نہ چاہے تو واجب ہے کہ باعتبار و ملاحظہ دوسرے فرمان جہانگیری مورخہ ششم
جلوسی کے جسکی نقل سابق لکھی گئی ہے۔ فرزندی جناب شیخ حسین اجمیری وغیرہ اولاد امجاد اور اُنکے منصب موروثی
تولیت و سجادگی کو بھی تسلیم و تصدیق فرماویں اور اسمیں بھی عذر و انکار نکریں۔ مثل مشہور ہے کہ آنچہ برخود
پسندی بر دیگرے مپسند۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ کھیر کھاؤگے الحمد بعد چھپر اُٹھاؤگے نعوذ باللہ ٭

خلاصہ ترجمہ فرمان جہانگیری کا جس میں واقعہ خادم صاحبان کی ضبطی و معافی زمین مدد معاش کا درج ہے
حبیب اللہ وغیرہ ۲۲۹ خادمان درگاہ حضرت خواجہ کے مقرر تھے۔ اندنوں کہ مابدولت (جہانگیر بادشاہ) اجمیر میں
تشریف لائے۔ خادموں میں سے صرف ۹۸ اشخص پیش ہوئے۔ حکم ہوا کہ انکے واسطے پانچہزار ایکسو کشتہ
بیگہ زمین بحال رہے اور باقی سرکار میں ضبط کیجائے اور ۱۳۱ آدمی منجملہ ۲۲۹ کے پیش نہوئے۔ جو جماعت

تھا و مان کہ نظر بادشاہی میں پیش ہوئے تھے اجمیر سے بمقام مانڈو تک بادشاہی لشکر کے ساتھ گئے اور اپنی
پریشانی احوال بیان کی کہ بہت آدمی اسی میں سے روٹی کھاتے ہیں اسواسطے فرمان عالیشان صادر ہوا کہ
جو خادمان کہ پیش نہیں ہوئے وہ تو بالکل برطرف کیے جاویں اور جو لوگ (۱۹۸) کہ پیش ہوئے تھے انکو نصف موضع
ہیر اور گاکناواس ہی عطا کیجاوے تاکہ اُسکے حاصلات اپنے خرچ معاش میں لاویں اور سلطنت بادشاہ کو دعا
دیتے ہیں۔ تاریخ ۱۴ اردی بہشت ماہ الٰہی ۱۲ جلوسی (مطابق اسکے کہ پشت فرمان پر درج ہی) تاریخ ۲۶ رمضان
المبارک ۱۰۲۶ ہجری فقط انتہی مختصرًا **چھٹی** یہ ہی کہ دیہات جاگیر متعلقہ درگاہ شریف اجمیر کہ بجاے خود
ایک پرگنہ ہی (اللھم زد فزد ثم زد۔ آمین) واسطے مصارف روضہ متبرک اور لنگرخانہ وغیرہ مستحقین کے عہد
اکبر شاہ سے مقرر ہیں۔ اور فرامین و اسناد و قبض و تصرف علی الاتصال اور قبول و منظوری حکام و سلاطین
سلفاً عن خلف موجود ہے۔ لیکن اکبرنامہ میں بندہ درگاہ نے کہیں نہیں دیکھا کہ اس معافی کثیرہ دیہات عدیدہ
کا ذکر مندرج ہوا اور یقین ہے کہ اگر یہ ذکر اکبرنامہ میں درج ہوتا تو جناب منکر صادق القول ضرور اسکو نقل فرماتے
کیونکہ جناب منکر المخدومین نے التزام کیا ہی کہ جہاں کہیں ذکر درگاہ شریف کا ہوگا نقل کردینگے فقط اسکے بعد
منکر صاحب اپنے ادعا کو خیال کریں۔ اور اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھیں کہ اگر عدم ذکر شئی کتاب
تاریخ میں مستلزم عدم وجود اُس شئی کا ہے تو خدا نخواستہ اس سے درباب جاگیر آستان پاک کے کیا لازم
آتا ہے۔ امید ہی کہ منکر صاحب ذرا سوچ سمجھکر اسکا جواب دینگے۔ کہ اکبرنامہ میں اگر ذکر معافی جاگیر درگاہ کا درج
نہو تو بھی جاگیر مسلم ہے۔ اور تزک جہانگیری میں جو ذکر اولاد امجاد نہو تو وجود اولاد بے اصل ٹھہرے۔ اور الحمد للہ
کہ علاوہ فرامین و اسناد و قبض و تصرف علی الاتصال و قبول و منظوری حکام و سلاطین سابق و حال کے ہمارے
پاس اس جاگیر درگاہ پاک کی سند تاریخی بھی موجود ہے مگر منکر الزمانی اپنی اراضی بیرو کاکناواس کی فکر
فرماویں کہ **مصرع** حسن اور لینے کے دینے پڑے ✤ ولا ینبئک مثل خبیر ✤ **ساتویں** یہ ہے
کہ تزک جہانگیری میں خود جہانگیر بادشاہ نے کتاب اخبار الاخیار کو جسمیں تشریح وجود اولاد امجاد حضور خواجہ

غریب نوازی کی ہے نہ فقط موافق محاورہ اس زمانہ کے رجسٹری کیا ہے بلکہ تحسین کے ساتھ متلقی بالقبول فرمایا ہے کما سبق۔ پس گویا کہ یہ بھی اقرار ضمنی جہانگیر بادشاہ کا ہے اور اقرار تصریحی ملاحظہ فرمان سنہ جلوسی سے ظاہر و ثابت ہی **تفصیل** مذکورہ سے یہ ثابت ہوا کہ وجود اولاد کرام عموماً اور فرزندی جناب شیخ حسین صاحب سجادہ کی اور بحالی اُنکے منصب موروثی تولیت کی جسکا آغاز دوبارہ سنہ اکبری سے ہوا تھا اور جہانگیر بادشاہ کے حکم سے سند مجدد سنہ جلوسی میں عطا ہوئی۔ جہانگیر بادشاہ کے نزدیک مسلم اور صحیح اور ثابت تھا اور مندرج نہونا ذکر خیر اُنکا تزک جہانگیری میں ہرگز دلیل بطلان اور وجہ نفی کی نہیں ہوسکتی ہی اور انکار شیخ فانی اور منکر الزمانی کا غلط محض اور ناشی جہل و تجاہل ہی یا مبنی حسد و تعصب پر ہی اور تمامی پوچ اُنکے دلایل کا رکیک و خفیف بلکہ مصداق اَخَفُّ مِنْ وَرَقِ التُّوْتِ وَاَوْهَنُ مِنْ بَيْتِ الْعَنْكَبُوْتِ ہی والحمد علی ذلک **قولہ** ترجمہ اردو کتاب تزک جہانگیری مطبوعہ مطبع نظامی کانپور سنہ ہجری صفحہ ۶۔ اکبر بادشاہ کو جب سنہ ہزار سات میں عاملوں کی عرضیوں سے معلوم ہوا کہ فتح ملک دکن بے جائے میرے وہاں پر حاصل نہ ہوگی اسواسطے نیک ساعت میں خود اُسطرف متوجہ ہوئے اور صوبہ اجمیر کو بہ نظر برکت جہانگیر کی جاگیر میں دیا اور راجہ مان سنگھ اور شاہ قلی محرم اور چند بڑے امیروں کو ہمرکاب شاہزادہ کی کرکر واسطے تنبیہ رانا کے اودیپور کیطرف روانہ کیا اور غرض بادشاہ اکبر کے ہمراہ نہ لیجانے میں شہزادہ کی یہ تھی کہ جو سفر دور دراز درپیش دار السلطنت شہزادے ولیعہد سے خالی نہ رہے اور فساد رانا کا بھی لشکر شہزادے سے دفع ہو جاوے اور راجہ مان سنگھ کو ہمراہ شہزادہ کے رخصت کیا **اقول** سوائے خامہ فرسائی منکر صاحب کے اور کوئی نتیجہ اس عبارت کا نہیں ہی۔ **قولہ** صفحہ ۲۵۔ چہارشنبہ کی رات دسویں تاریخ جمادی الاول کی سن نوسو اٹھاسی میں ایک اور لڑکا پیدا ہوا۔ اُسکا نام دانیال رکھا چونکہ ولادت اُسکی اجمیر میں سانچ گر ایک مجاور خواجہ بزرگوار کے ہوئی تھی اور نام اُس مجاور کا شیخ دانیال تھا۔ اس نسبت سے اُس شہزادہ کا نام دانیال رکھا **اقول** اسکا جواب بیشتر مکرر لکھا گیا ہی **قولہ** صفحہ ۲۶۔ اوصاف و اخلاق میرے باپ کے بیان میں نہیں

آسکتے۔ اگر کتابیں اُنکے حالات اور اخلاق کی بنائی جاویں تو بھی بلاشبہ قطع نظر علاقہ فرزندی کے اور پدری کے ہزار سے ایک بیان نہو سکے گا۔ باوجود اس فوج اور مال اور سامان جاہ و حشمت کے کبھی عاجزی اور نیازمندی میں اللہ تعالیٰ کے آگے قصور نہ کیا اور ہمیشہ آپکو کمتر سب مخلوق سے سمجھتے رہے اور کبھی یاد الٰہی سے غافل نہوئے۔ ہر دین اور مذہب کے لوگ اُنکے سایہ عنایت میں پرورش پاتے تھے بخلاف اور ولایتوں کے کہ شیعہ سوا ایران کے اور سُنی بجز ہند و روم و توران کے نہیں آرام پاتا۔ جیسے رحمت الٰہی عام اور سب کے شامل ہے کہ ہر گروہ اور ہر مذہب والا اس سے خوشحال ہے اسیطرح سایہ الٰہی کو چاہیئے کہ پرتو ذات کبریا ہو۔ اسیواسطے ممالک محروسہ میں کہ ہر طرف دریائے شور سے لاحق ہے مختلف دین والے اور بہلے عقیدہ والے رہتے ہیں۔ کوئی کسی سے تعرض نہیں کرتا۔ سُنی شیعہ ایک مسجد میں اور فرنگی اور یہودی ایک کلیسا میں عبادت الٰہی بجالاتے ہیں۔ طریق اپنا صلح کل کا مقرر فرمایا تھا۔ اور ہر قوم و مذہب کے نیک و اچھے لوگوں سے صحبت و مجلس فرماتے تھے۔ اور لائق ہر کسی سے التفات اور عنایت کرتے تھے اکثر ہوتا کہ راتوں کو بیدار رہتے اور دن کو کم سوتے۔ چنانچہ آٹھ پہر میں عادت خواب کی ڈیڑھ پہر سے زیادہ نہ تھی اور رات کے جاگنے کو حاصل عمر کا جانتے تھے۔ شجاعت اور دلاوری طبیعت میں اسدرجہ تھی کہ مست و سرکش ہاتھیوں پر سوار ہوتے۔ اور بعضے خونی ہاتھیوں کو کہ اپنی مادہ کو بھی پاس نہ آنے دیتے اور فیلبان اور اپنی مادہ کو مار ڈالتے تھے اپنا مطیع فرمانبردار کر لیتے۔ اور جو ہاتھی فیلبان کو مار کر چھوٹ کر بھاگتا تو جس راہ میں آتا ہوتے اسپر سے والد دیوار یا درخت پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی عنایت پر تکیہ فرما کر اُسپر سوار ہو جاتے۔ اور پھر دسوار ہو بیٹھے اُسکو مطیع کر لیتے۔ کئی بار یہ حال دیکھا **اقول** جہانگیر بادشاہ کی زبان سے جو صفات حمیدہ اُنکے والد بزرگوار نامدار اکبر بادشاہ کی جناب میں انہوں نے نقل فرمائی ہیں خلاف عمدہ قلم فرسائی کی ہے کیونکہ نہ اسمیں ذکر درگاہ شریف کا ہے نہ اولاد امجاد کا نہ خادم صاحبان کا۔ اگر مقصود اس سے صرف اظہار حمایدہ اخلاق اکبر بادشاہ کا ہے تو زبان جہانگیر بادشاہ سے جو کچھ لکھا جائے تھوڑا ہے بفضل آبار پر طبیعتیں

مجہول اور انکی مجتہدوں پر مخلوق ہیں۔ اور بیشک بہت سے اوصاف گزیدہ جو فی الواقع ذات اکبر بادشاہ میں تھے مثل ہمت و سخاوت و شجاعت وغیرہ وہ خود ضرب المثل ہیں مگر اُسکا کچھ دخل اس بحث میں نہیں ہے بلکہ آزادی و بے قیدی مذہب کے صفت خود الفاظ جہانگیری سے مترشح ہو اور اُسیکا تعلق بحث رسالہ سے ہے کا سبق **قولہ** صفحہ ۹۹ منجموں اور اختر شناسوں نے بیچ کی رات ٹیک ساعت واسطے جانے اجمیر کے اختیار کی تھی۔ دو گھڑی رات گئے وہ شنبہ دوسری شعبان کو مطابق شہریور کے ساتھ فیروزی اور اقبال کے بارادہ اجمیر دار الخلافہ آگرہ سے باہر آیا۔ اور اس عزیمت میں دو چیزیں منظور خاطر تھیں۔ اوّل زیارت روضۂ منورہ خواجہ حضرت معین الدین چشتی کہ برکتوں روح انکی سے کشائشیں عظیم اس دودمان والا کو پہنچیں۔ اور بعد جلوس کے زیارت مرقد بزرگوار کی میسر نہیں ہوئی تھی **اقول** اسمیں فقط ذکر قصد زیارت حضرت اجمیر کا ہے بحث اولاد سے کوئی تعلق اسکا نہیں ہو **قولہ** صفحہ ۱۰۰۔ روز دوشنبہ پانچویں شوال مطابق چھبیسویں آبان کو کہ ساعت داخل ہونے اجمیر کی قرار پائی تھی صبح کو متوجہ ہوا جب قلعہ عمارت روضۂ حضرت خواجہ بزرگوار ظاہر ہوتی۔ ایک کوس پیادہ پا چلا اور ہر دو جانب راہ پر معتمدان مقرر ہوئے کہ مساکین کو زر دیتے ہوئے چلیں۔ چار گھڑی دن چڑھے داخل شہر آبادی ہوئے۔ پانچویں ساعت کو شرف زیارت روضۂ متبرکہ کی نصیب ہوئی۔ بعد ازاں بطرف دولتخانہ ہمایوں متوجہ ہوا اور دوسرے دن حکم دیا کہ تمام خادم شریف روضہ وغیرہ خورد و بزرگ شہری اور گزر نظر سے گذر کر مورد عطیات و بخشش بعنایات کے ہوئے۔ ساتویں آذر کو بقصد سیر و شکار تالاب پہکر کہ معبد ہنود کا ہی متوجہ ہوئے۔ بعد شکار مرغابی وغیرہ کے اجمیر کو آیا **اقول** اس ترجمہ میں بعض الفاظ کے حذف و اسقاط سے ایک طرح کا تغیر اصل کتاب سے[1] پیدا ہو گیا ہے خدا جانے کہ کاتبوں کی غلطی ہے یا مترجم صاحب کی بھول یا منشی صاحب کی چال کی بہر حال اس موقع پر اصل عبارت فارسی تزک جہانگیری کی یہ ہے کہ چوں قلعۂ عمارات روضۂ حضرت خواجہ بزرگوار ظاہر گشت قریب یک کروہ راہ پیادہ طے کردم وازدو جانب راہ معتمدان بفقرا و ارباب احتیاج زر دادہ میرفتند

[1] یہی کیفیت ترجمہ روزنامچہ صفحہ ۹۰ - ۲۵ - ۲۶ - ۹۸ وغیرہ کی ہو اور آگے بھی ایسا ہی تماشہ ہے ۱۲

وگذری نیم آں روز شرف زیارت روضۂ متبرکہ دست داد۔ روز دیگر فرمودم کہ ہمہ حاضران این بقعۂ شریف را از خورد و بزرگ شہری و راہ گذری از نظر بگذرانند تا فراخور استحقاق بعطایائے جزیل خوشنود گردند۔ فقط

خلاصہ اسکا یہ ہے کہ قریب ایک کوس شہر اجمیر رہا تھا کہ جہانگیر بادشاہ نے پا پیادہ راہ طے کی۔ دونوں طرف رستہ پر معتمدان سلطنت فقیروں اور محتاجوں کو (نہ کہ خادم صاحبان کو) روپیہ دیتے چلتے تھے۔ روضۂ متبرکہ میں حاضر ہو کر زیارت کی۔ دوسرے دن بادشاہ نے حکم فرمایا کہ جتنے آدمی روضۂ مبارک میں حاضر ہیں چھوٹے بڑے دیسی پردیسی سب کو حاضر بارگاہ کریں تاکہ ہر ایک شخص بخششوں لائقہ سے خوش کیا جاوے فقط

جائے غور ہے کہ کسقدر فرق اس خلاصہ اور اس ترجمہ میں ہے جو منکر صاحب نے نقل فرمایا ہے کہ بجاے حاضرین کے تمام خادم شریف اسمیں داخل کیئے باقی سب بیچارے محروم رہے۔ اور ہمہ حاضران بقعۂ شریف کا یہ ترجمہ کہ تمام خادم شریف عجیب مضمون طرفہ عبارت ہے۔ غالباً سہو کاتب ہوگا **بعد اسکے** چند لغات کا ترجمہ منکر اللغات سے نقل کیا جاتا ہے کہ اس موقع پر موافق مذاق جناب خاتم المنکرین کی ہے۔ امید ہے کہ ناظرین ظریف الطبع اسکو یاد رکھینگے۔ فقرا بمعنے خادم صاحبان۔ اربابِ احتیاج بمعنی خادم صاحبان۔ ہمہ حاضران بقعۂ شریفہ بمعنی خادم صاحبان۔ خورد بمعنی خادم صاحبان۔ بزرگ بمعنی خادم صاحبان۔ شہری بمعنی خادم صاحبان۔ راہ گذری بمعنی خادم صاحبان اب تزک جہانگیری کا فقرہ مذکورہ مکرر پڑھا جاوے تو قطعاً ثابت ہوگا۔ کہ سوائے تمام خادم شریف و خادم صاحبان کے ایک کوڑی بھی جہانگیر بادشاہ نے کسی کو بھی نہیں دی بلکہ وہاں تمام خادم شریف ہی تھے اور کون تھا کہ جسے کچھ ملتا۔ **بیت** بدخود طمع بدہ ہوشمند۔ ۔ در آرد طمع مرغ و ماہی بہ بند۔ ۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ **قولہ** صفحہ ۱۰۰۔ اور لکھا گیا کہ مقصد اصلی اس قصد سے بعد زیارت حضرت خواجہ صاحب کے سرانجام مہم رانا مقصود کا تھا اسلیئے دل میں آیا کہ یہاں ٹھیروں اور فرزند بابا خورم کو اسطرف روانہ کردوں۔ **اقول** یہ فقرہ خارج بحث سے ہے **قولہ** صفحہ ۱۰۰۔ اور ایک دیگ[1] کلاں اکبرآباد سے طیار کراکر روضۂ متبرکہ خواجہ صاحب میں لاکر چھوڑدائی اور طعام واسطے مساکین اور فقراء کے پکواکر نقد وغیرہ دیکے

[1] تاریخ دیگ کلاں (از میر علاؤ الدولہ کامی تخلص) شاہ دین پرور و جمشید سریر ۔ خسرو صاحب اکبر ۔ ساخت بہر شب پے قبح چنو ۔ دیگ رویں تن اژدہ پیکر ۔ بہر تاریخ شنفہ از عالم غیب ۔ (دیگ چنوڑ کشا) شد پیکر ۔ ۔

رخصت کیا اور پانچہزار آدمی اُس دیگ سے شکم پر ہوئے۔ **اقول** دیگ کا طیار ہونا طائے حطی سے لکھا ہوا دیکھکر شبہ ہوتا ہی کہ وہ جنس طیور سے تھی شاید آگرہ سے اڑکر اجمیر شریف تک آئی ہو۔ اور روضہ میں لاکر چھوڑدی گئی۔ اس سے یوں سمجھا جاتا ہی کہ وہاں سے پابندہ کے لائے تھے درگاہ شریف میں چھوڑ دیا کہ اُڑ جاوے یا یوں ہی پر بندھے چھوڑ دیا ہوگا کما قال الناسخ **شعر** تمنے شہباز نظر کو جو اِدھر چھوڑ دیا + ہمنے بھی طایر دل پابندہ کے پر چھوڑ دیا + اور طعام واسطے فقراء و مساکین کے کھلواکر رخصت کیا۔ غالباً خادم صاحبوں کو کھلوایا ہوگا۔ اور انہیں کو نقد وغیرہ دیکر رخصت کیا ہوگا۔ مگر مشکل یہ ہے کہ پانچہزار آدمی شکم سیر ہوئے تھے اور خادم صاحبان اُسوقت پورے دو سو بھی نہ تھے۔ چنانچہ فرمان جہانگیری مورخہ سنہ ۱۰۲۳ مذکورۃ الصدر سے ثابت ہی۔ بہرحال کوئی تعلق اس فقرہ کا بحث اولاد سے نہیں ہی۔ **قولہ** صفحہ ۱۰۱۔ اسلام خاں حاکم بنگالہ نے انہیں ساتھ منصب شش ہزاری ذات اور سوار کے سرفرازی پائی۔ اور ساتھ مکرم خاں پسر معظم خاں کے علم مرحمت ہوا۔ دسویں محرم کو اجمیر سے شکار کھیلتا ہوا باہر گیا۔ اور بیس دن میں لوٹ کر داخل شہر ہوا **وقولہ** صفحہ ۱۰۱۔ نویں صفر کو بعد نصف شب کے شب جمعہ سے آفتاب نے برج حمل میں کہ خانۂ شرف اُسکا ہی نقل کیا اُسکی فجر کو کہ غرہ ماہ فیروزی تھا مجلس نوروزی کہ خطۂ دلپذیر اجمیر میں آراستہ ہوئی **وقولہ** صفحہ ۱۰۳ اور شب پنجشنبہ کو کہ غرہ خوردادتھا میں نے واسطے شکار شیر کے پہکر کیطرف توجہ کی اور جمعہ کے دن دو شیر بندوق سے مارے اور وہیں سُنا کہ نقیب خاں راہی مُلک بقا ہوا۔ خان مذکور قوم سادات قزوین سے ہی اور اُسکے والد میر عبد اللطیف کی قبر اجمیر میں ہے بارہ دن میں بیماری تپ سے وفات کی۔ برابر مزار اُسکی بیوی کے اندر روضۂ متبرکہ حضرت خواجہ بزرگوار کے دفن کیا **وقولہ** صفحہ ۱۰۵ قریب شہر اجمیر کے ایک رو عمدہ ہی اسمیں چشمہ شیریں ظاہر ہوا کہ اجمیر کے سب پانیوں سے بہتر اور عمدہ ہے یہ رود اور چشمہ دونوں ساتھ نام حافظ جمال کے مشہور ہیں۔ جب میں وہاں گیا تو حکم کیا کہ ایک مکان لائق اسجگہ کے بنادیں ایک سال میں وہ عمارت ایسی عمدہ بنی کہ لوگ اور جگہ ویسی عمارت بیان نہیں کرتے۔ معماروں نے ایک بڑا حوض وہاں بنایا اور اُس

پانی کو فوارے سے حوض میں ڈالا۔ فوارہ بارہ گز اُچھلتا ہے اور وہ حوض چہل در چہل گز ہے اور ایک حوض کے کنارے ایک ؔالان عمدہ ہے اسیطرح اُسکے اوپر ورجہ میں عمدہ مکانات بنائے ہیں میں نے اپنے نام کی نسبت اسکا نام چشمۂ نور رکھا۔ اُس چشمہ میں فقط یہی عیب ہے کہ درمیان شہر یا بر سر راہ نہیں اکثر جمعرات اور جمعہ کو میں یہیں رہتا ہوں حسب مرضی میری شاعروں نے اُسکی تاریخ کہی سعید ہاے گیلانی بیشی نے اس عمدہ مصرعہ میں خوب تاریخ نکالی ہے **مصرع** محل شاہ نور الدین جہانگیر ہے میں نے حکم کیا کہ اسکو لوح سنگین پر لکھ کر اُسکے اوپر لگادیں **وقولہ** صفحہ ۱۰۰ آخر اس ماہ میں باہر اجمیر کے شکار میں مشغول تھا۔ غرضکہ میں تیسری اسفندیار کو شکار سے لوٹ کر اجمیر شریف میں آیا۔ ان سولہ دنوں کے شکار میں ایک شیرنی مع تین بچوں کے اور تیرہ نیل گاؤ شکار ہوئے تھے۔ فرزند نامدار سلطان خورم دسویں تاریخ مذکور کے قریب اجمیر شریف سے مقام موضع دیورانی میں آکر مقام گزیں ہوئے۔ میں نے سب امیروں کو حکم دیا کہ استقبال کو جاویں ہر ایک حسب طاقت استقبال کرکے پیشکش گزرانے اور یکشنبہ کو گیارھویں تاریخ شہزادہ بلند اقبال میری ملازمت سے مشرف ہوا اور اُسکے دوسرے دن شہزادہ نے سب لشکر ہمراہی اپنا خوب سامان سے آراستہ کرکر اجمیر میں آیا اور داخل دولتخانہ خاص میں ہوا اور بعد دوپہر کے میری ملازمت حاصل کی بعد تسلیم و کورنش کے ایک ہزار اشرفی اور دو ہزار روپیہ بطریق نذر اور دو ہزار روپیہ بطریق تصدق پیش کیے۔ میں نے اس نور چشم کو قریب بلا کر بغل میں لیا اور پیشانی پر بوسہ دیکر عنایت شاہی سے مخصوص کیا **وقولہ** صفحہ ۱۰۹۔ اور اُنہیں دنوں اطراف چشمۂ نور میں ایک شکار ہوا۔ **اقول** ان چھ عبارتوں کا مطلب متعلق بحث اولاد سے نہیں ہے منکر صاحب ناحق **مصرع** مغز ناخوردہ حلق خود بریدہ کا مصداق بنے ہیں **قولہ** صفحہ ۱۱۵۔ اور شب یک شنبہ کو کہ عرس خواجہ بزرگوار کا تھا۔ اسواسطے میں روضۂ مبارک میں آکر نصف شب تک رہا۔ صوفیوں کو وہاں حال آیا۔ میں نے فقیر اور خادموں کو اپنے ہاتھ سے چھ ہزار روپیہ نقد اور سو کرتے تقسیم کیے اور ستر تسبیح مروارید و مرجان و کہربا کی فقراء کو دیں **اقول** اگرچہ اس عبارت کتاب تزک جہانگیری سے ثابت

ہی کہ چھ ہزار روپیہ نقد اور سو کرتے جہانگیر بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے فقیروں اور خادموں کو تقسیم کیے
اور اپنے قلم سے یہ حال کتاب میں لکھا ہے بلکہ موتی اور مونگا اور کہربا کی تسبیح فقط فقیروں ہی کو دینی لکھی ہے
مگر خلاصہ تزک جہانگیری من مجملہ اس رسالہ منکرہ میں جناب منکر الزمانی نے براہ چالاکی سب نذر و نیاز کو
بہ اڑھائی سو برس کے صرف خادم صاحبوں کے نام لکھدیا اور مواخذہ و روز حساب کا خوف کیا۔ لطیفہ عجیبہ
کہ کتاب تزک کی اس عبارت سے ات۔ لال ہی جسمیں تفصیل و ارجنس اور قسموار عطا و معطی لہ درج ہیں یہ بھی
ایک قسم کی بہادری ہی **مصرع** چہ دلاورست الی آخرہ منکر صاحب بہادر پر بالکل صادق ہی **قولہ** صفحہ ۱۲۳
اور آٹھویں نوں اللہ کی عنایت سے فرزند خورم نے بعد فتح رانا کے اجمیر میں آکر مجکو ایک لعل آبدار ساٹھ ہزار
روپیہ قیمت کا نذر کیا تھا **وقولہ** صفحہ ۱۲۵۔ واسطے مکلنے بعض کاروں کے خیال تھا ہیئے ایک مسہری مشبکہ
طلائی واسطے مرقد یعنی قبر منورہ خواجہ بزرگوار کے بنائی۔ تاریخ ۲۷۔ اس مہینے کو اتمام پایا۔ فرمایا میں نے
کہ بیجاکر وہاں کھڑی کردیں ایک لاکھ دس ہزار روپیہ میں تمام ہوئی تھی۔ **وقولہ** صفحہ ۱۳۰۔ دن شنبہ غرہ
ذیقعدہ کو مطابق ۱۲۔ ماہ آبان کے پیچھے اسکے کہ پانچ گھڑی دن گزرا بخیریت اور ساتھ قصد درست کے
اجمیر سے اوپر رتھ فرنگی کے کہ چار گھوڑے جوتے جاتے سوار ہوکر آیا **وقولہ** صفحہ ۱۳۱۔ تین برس پانچ
دن کم اجمیر میں توقف کیا آبادی اجمیر کو کہ جگہ مقبرہ قبر کی خواجہ بزرگ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی
سنجری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ہی۔ اقلیم دوسری جانتے ہیں ہوا اُسکی اعتدال پر ہی مشرق اُسکا دار الخلافت
آگرہ۔ شمال اُسکا قصبات دہلی جنوب اُسکا صوبہ گجرات ہی اور مغرب اُسکا ملتان ہی اور بیجاپور جگہ
اس ولایت کی ریگستان ہی۔ آب دشواری سے زمین سے نکلتا ہی اور مدار اُسکی کھیتی کا باران پر ہی۔ جاڑہ
معتدل تمام ہوتا ہی۔ اور گرمی اُسکی آگرہ سے ملائم تر ہی۔ اس صوبہ سے ۸۶ ہزار سوار اور تین لاکھ چار ہزار
پیادہ راجپوت لڑائی کے وقت نکلتے ہیں۔ اس آبادی میں دو تال کلان واقع ہیں ایک کو نیل تال اور
دوسرے کو رتل تال ساگر کہتے ہیں۔ نیل تال خراب ہے اور بند اُسکا کھلا ہوا ہی۔ ان دنوں حکم کیا میں نے

کہ اسکو بند کرو اور اناساگر کو رہنے دو۔ کسواسطے کہ رایات اقبال کا نزول چند مدت سے اسپر ہوا۔ یہ آج رہے
تال مذکور ڈیڑھ کوس اور پانچ طناب ہے۔ بیچ ایام قیام کے نو مرتبہ زیارت روضۂ منورہ مقدس حضرت خواجہ
خواجگان بزرگوار جناب معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ کی میں نے۔ اور پندرہ مرتبہ تال پہکر کو گیا اور
آٹھ مرتبہ چشمہ نور کے دیکھنے کو گیا۔ پچاس مرتبہ شیر کے شکار کو گیا میں پندرہ شیر اور ایک چیتہ اور ایک سیاہ
گوش اور ستر نیل گاؤ اور بتیس گوزن یعنی بارہ سنگھے اور نوے ہرن اور اسی تمکو یعنی بیجانور اور تین سو
چالیس مرغابی شکار کیے میں نے۔ مقام دیوانی میں سات مقام ہوئے۔ **وقولہ** صفحہ ۱۰۷ جب اجمیر شریف میں
پہنچے تو راجہ کشن سنگھ پسر راجہ بھیم سنگھ معہ پانسو سوار کے ہمرکاب آیا تہا۔ اجل طبعی سے مرگیا اور اسکے
ہمراہی متفرق ہوگئے فقط پانسو سوار بہزار پریشانی ہمراہی میں رہے اسواسطے یہ صلاح کی کہ کچھ دن پٹنہ
میں جاکر گزر کریں اس ارادہ پر اجمیر سے ناگور اور ناگور سے جودہپور میں آئے۔ **اقول** ان پانچوں عبارتوں
میں سوائے ایک جالی دار سنہری سہری کے درگاہ شریف کے تعلق اور کوئی بات نہیں ہے اور خادم صاحبان
کا ان فقرات میں کہیں مذکور نہیں ہے۔ شاید اسی ناخوشی کی بدولت اس سنہری سہری کو خادم صاحبوں نے
الگ کردیا ہوگا۔ کیونکہ بجائے اس طلائی سہری شبکہ دار کے اب نقرئی کٹہرہ مزار مبارک کے گرد قائم ہے
اور اگر ایسا ہوا ہوگا تو قطعًا اسقدر تصدیق بیان منکر صاحب کی ہوسکتی ہے کہ لاکھوں روپیہ نذر و نیاز کے
وارے نیارے خادم صاحبان نے کیئے ہیں۔ کیونکہ ایک وہ سہری فقط ایک لاکھ دس ہزار روپیہ کی تھی۔
بعد اسکے اظہار تعجب اس امر کا ہے کہ منکر صاحب اجمیر میں رہتے ہیں مگر صحت اسماء ترجمہ تزک جہانگیری
میں نہ فرمائی کہ نیل تال اور رتل تال اور جودھپور کو ناظرین رسالہ منکرہ ڈھونڈتے پھریں تو بھی پتہ نہ لگے
مصرع کون رہ بتلا سکے جب خضر بہکانے لگے۔ حالانکہ نیل تال بجائے بیسل یا بیسلہ تال کے اور رتل
تال ساگر ہی بجائے مشہور نام اناساگر کے اور جودھپور بجائے جودہ پور کے سہو یا نادانستگی ناسخ خواہ مترجم
سے لکھا گیا ہے **قولہ** صفحہ ۱۹۸ سترہویں جمادی الاول کو موکب جاہ و جلال دار البرکت اجمیر شریف میں خیمہ زن

ہوتے اعلیحضرت بآئیں جد و بزرگوار خود روضہ منورہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ میں پیادہ تشریف بیجاکر زیارت مزار انور سے مشرف ہوئے اور انواع و اقسام کی خیرات اور مبرات سے دامن تمنا ساکنین فقراء کے بھری اور ایک مسجد عالی سنگ مرمر کی بنا قائم کرکر کاریگران چابک دست کو حکم ہوا کہ بہت جلد تیار کریں اور صوبہ اجمیر مع پرگنات اُس نواح کے حسب خواہش سپہ سالار مہابت خاں خانخاناں کو جاگیر میں مرحمت فرماکر بعازم دار الخلافت اکبرآباد ہوئے راہ میں خانعالم اور مظفر خاں باموری بہادر خاں ازبک راجہ جی سنگھ و امرائے دلی و راجہ بہارت بندیلہ و سید مبہوہ کاریں اور اکثر خدام درگاہ شرفیاب ملازمت ہوئے۔ شب پنجشنبہ ۲۔ ماہ جمادی الاول کو باغ نورجہاں واقع سواد دار الخلافۃ اکبرآباد میں نزول اجلال فرمایا۔ **اقول** یہ ذکر عہد سلطنت شاہجہاں بادشاہ کا ہے اسمیں بھی فقط فقیروں اور مسکینوں کو خیرات دینے کا ذکر لکھا ہے ناظرین باتمکین از اول تا آخر عبارت منتخبہ منکر الزمانی پڑھکر اندازہ صداقت بیانی جناب منکر کا فرمادیں کہ اس دعوے میں جو لال عبارات مذکور کہانتک کامیابی منکر صاحب کی ہو کہ (سوائے خادم صاحبوں اور مخدوم صاحبوں کو نذر و نیاز دینے کے الی آخرہ) البتہ بشہادت منکر اللغات کما سبق فقیروں و مسکینوں سے خادم صاحبان ہی مراد ہوں تو ہوں ✦

لمعہ ہفتم

قال المنکر کتاب اقبالنامہ جہانگیری **اقول** واستعین برب العالمین۔ جو عبارتیں کہ منکر الزمانی نے رسالۂ منکرہ میں اقبالنامہ سے نقل فرمائی ہیں یہ سب دوسری جگہ اکبرنامہ شیخ ابو الفضول سے صاحب اقبالنامہ نے انتخاب کرکے لکھی ہیں چنانچہ خود صاحب اقبالنامہ کو دیباچہ میں اسکا اقرار ہے دبنہ عبارتہ (الف) آنچہ پیش از زمان آگاہی این حقیر گزشتہ بود تحقیقات شیخ[۲] را با نوشتہ شیخ نظام الدین احمد (مؤلف طبقات اکبری) و خواجہ عطابیگ مقابلہ نمودہ بہ تصحیح مردم ثقہ و کہن سالان راست قول رسانیدہ در سلک تحریر کشیدم الخ (ب) و این تاریخ را سہ مجلد ساختہ ام۔ جلد اول احوال اجداد حضرت خاقان گیتی ستان باندک تصرفے ازانچہ شیخ نوشتہ الخ (اد

---

[۱] ان کی اولاد میں سے نواب شمس الدین علیخان صاحب اجمیر میں اب تک (۱۳۲۵ھ) ۱۵ ہزار سالانہ کی جاگیر پاتے ہیں۔

[۲] ابو الفضل۔

چونکہ اکبرنامہ کی خدمت گزاری اور شیخ فانی کی حقیقت رہت گفتاری صداقت شعاری سے بفضلہ تعالیٰ لمعۂ
اول میں بندہ درگاہ کو فرصت ہوچکی ہی۔ لہذا کچھ ضرور نہیں ہی کہ دوبارہ اُنھیں دلائل کو بمقابلہ اِن عبارات قبا لنامہ
کے تحریر کیا جاوے۔ کیونکہ یہ کتاب بھی فی الحقیقت گویا وہی اکبرنامہ ہی۔ علاوہ اِسکے جیسا کہ اکبرنامہ کی اِس غلط
بیانی و انکار پر کتابوں معتبرہ سابقین میں اعتراض گرفت و گفتگو منہ رہ ہی۔ ایسا ہی اقبالنامہ کی نسبت بھی
اعتراض ہوچکا ہی۔ چنانچہ مرآت الاسرار کی عبارت یہ ہی کہ (در باب نفی اولاد خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ آنچہ
مورخان از راہ تعصب تاریخ اکبرنامہ ہم اقبالنامہ جہانگیری نوشتہ اند ہرگز نہ بظاہر است انتہی) اور ایسا ہی
مطلوب الطالبین اور اقتباس الانوار وغیرہ سے تشریح ہی مگر تو بھی مختصر طور سے جواب تحریرات جناب منکر کا
متعلق بانتخاب اقبالنامہ لکھا جاتا ہی۔ وباللہ التوفیق **قولہ** خلاصہ اس کتاب کا یہ ہی کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ
کئی بار خواجہ صاحب کی زیارت کیواسطے اجمیر پیادہ پا آئے اور خواجہ صاحب سے نہایت اعتقاد رکھتے تھے **اقول**
اکبر بادشاہ کے اعتقاد و آزادہ روشی کا حال بیشتر مفصل لکھا گیا ہی **قولہ** انھوں نے بعد اجمیر میں خواجہ صاحب
کی اولاد کی تحقیقات کرائی تو شیخ حسین مورث دیوان حال کا دعویٰ اولاد کا بے اصل نکلا **اقول** جان غلطی
اس تحقیقات کا بشہادت بہت سی کتب و اسناد کے بالتفصیل لمعۂ اول میں مذکور ہی اور تحقیقات اکبری خود بحکم
اکبر بادشاہ مصدرہ [illegible] وبموجب فرمان جہانگیری مورخہ [illegible] فرمان شاہجہانی مورخہ [illegible][1] جلوس منسوخ و کالعدم
کالعدم ہوچکی اور مورخین و مصنفین بالخصوص جناب شیخ حسین کو پوتا حضرت خواجہ بزرگ کا لکھتے ہیں کما
سبق فی اللمعۃ الاولیٰ **قولہ** اور خادم صاحبان درگاہ شریف کا بیان صحیح ٹھیرا کہ یہ اولاد خواجہ صاحب کے نہیں
ہیں **اقول** یہ خلاصہ کسی عبارت اقبالنامہ کا نہیں ہی بلکہ طبعزاد فقرہ منکر صاحب عمدہ فراموش کا ہی اور ہرگاہ
کہ وہ تحقیقات ہی باطل عاطل ہوگئی تو خادم صاحبوں کا بیان بھی اُسکے ساتھ رفو چکر ہوگیا۔ آجتک سجادہ
نشین حال کہ وارث صحیح جناب شیخ حسین اجمیری کے ہیں۔ زیب افزاے مسند سجادگی ہیں۔ اور منکرین کو قدرت
نہیں ہی کہ ختم و فاتحہ وغیرہ معمولات میں بے قدوم سجادہ نشین کے جرأت کر سکیں۔ باقی رہا قبول و انکار سو یہ

[1] مطابق ۲۔ شعبان [illegible] ہجری ۱۲

بتقدیر آلہی ہے معجزات حضرت انبیا علیہم السلام دیکھکر بھی بہت سے آدمی زاد منکر ہی رہے لنعم ما قیل

مصرع عدو کو حشر تک انکار ہو تیری رسالت میں • **قولہ** اور جتنی دفعہ آئے خادموں کو نذر نیاز دی **اقول**

یہ بھی غلط ہو چنانچہ جا بجا ذیل عبارت اقبالنامہ میں ظاہر ہوگا۔ انشاء اللہ تعالے **قولہ** ناگور کی طرف تشریف لیگئے

تو بادشاہ بیگم کو شیخ دانیال مجاور کے گھر چھوڑ گئے کہ اُنکے مکان میں شہزادہ دانیال پیدا ہوئے اُنکے نام پر شہزادہ

کا نام رکھا گیا۔ **اقول** اسکا ذکر پیشتر لکھا گیا ہے یہاں صرف اسقدر لکھنا کافی ہے کہ لفظ مجاور انتخاب اقبالنامہ

میں نہیں ہے بلکہ طبعزاد منکر صاحب کا ہی **قولہ** شیخ حسین مورث دیوان حال کا جھگڑا ۳۳ سال بادشاہ کے روبرو

رہا **اقول** یہ سب عبارت طبعزاد منکر صاحب کی ہی کہ اُنکو تحریف و خلاف و عدگی میں مہارت کامل حاصل ہو

لیکن بمقتضائے الکذوب لا یصدق اسقدر صحیح لکھا ہی کہ جناب شیخ حسینؒ مورث اعلیٰ دیوانجی سجادہ نشین حال

کے تھے۔ اور ناظرین کتاب کو معلوم ہوگا کہ جناب ممدوح کا ۳۳ برس تک کچھ جھگڑا نہیں رہا ۹۸۱ھ میں اُنسے

تولیت لیکر اوروں کو دیگئی تھی۔ اور ۱۰۱۴ھ میں وہ پھر بحال ہوگئے۔ اس ۳۳ برس میں اکبر بادشاہ کے پاس صرف

ایک بار حج کرکے آئے تھے اور دوسری بار اکبر کے بلائے ہوئے آئے تھے پھر واپس کیے گئے اسکو منکر صادق

القول نے جھگڑا لکھا ہی نہ یہ الفاظ منکر زمانی نے لکھے تھے نہ اُنکے مقتدی معتمد خاں صاحب اقبالنامہ نے مگر

اس جھگڑے کی بنیاد اور مایۂ شر و فساد اس زمانہ میں یہی رسالہ منکرہ ہی **قولہ** اور یہ بھی ظاہر ہے کہ شیخ حسین اولاد

دختری خواجہ صاحب کے ہونیکے دعویدار تھے نہ اولاد ذکور سے ہونیکے۔ جیساکہ حال میں دیوان اپنے آپکو بیان

کرتے ہیں۔ **اقول** غلط ہے اول اسواسطے کہ جب وہ تحقیقات محض واہیات ۹۸۱ھ جلوسی میں ہوئی جسکا

ذکر شیخ ابو الفضل نے اکبرنامہ میں اور مرزا معتمد خاں نے اقبالنامہ میں لکھا ہی تو اس موقع پر دونوں نے یہ نہیں لکھا

کہ خواجہ حسین اجمیری نواسہ ہونیکا دعوے کرتے تھے بلکہ دونوں کتابوں میں صاف بیان اُنکی فرزندی کا لکھا ہوا ہے

دوسرے اسواسطے کہ جو ۱۰۱۴ھ میں ان مورخوں نے لکھا ہی کہ خواجہ حسین اپنے آپکو نواسہ حضرت خواجہ کا کہتے تھے

سو یہ افترا محض ہی۔ تعجب ہی کہ عین وقت تحقیقات کے یہ لکھا جاوے کہ وہ پوتے تھے اور بعد ۳۳ برس کے بلا تحقیقات

۵ا راہ شیخ ابو الخیر جنکے فرزند شیخ معین الدین کو اُنھونے بیٹا بنا رکھا تھا رحمۃ اللہ علیہم ۱۲ منہ

شیخ ابو الفضل پر باایں ہمہ دانی ولن ترانی یہ عقدہ کھلا کہ وہ نواسہ ہیں حالانکہ کوئی اولاد دختری حضرت خواجہ کی باقی نہ رہی تھی۔ اور تفصیل اسکی پیشتر بدلائل قطعیہ تحریر ہو چکی ہے۔ فلیتذکر **قولہ** یہ دعوی تحقیقات کے خلاف تو ہے ہی مورث کے دعوی اور بیان کے بھی خلاف ہے کیونکہ انکے مورث شیخ حسین خواجہ صاحب کے دختری اولاد سے اپنا ہونا بیان کرتے تھے یہ اولاد ذکور سے کہتے ہیں **اقول** یہ عوے یعنی سجادہ نشین حال کا جو اپنے آپ کو اولاد پسری حضرت خواجہ کا کہتے ہیں بالکل انکے مورث اعلی جناب شیخ حسین کے دعوی کے موافق ہے اول بشہادت شیخ ابو الفضل معز المنکرین مندرجہ اکبرنامہ (جمعی دعوی فرزندی خواجہ داشتند و ریاست ایں طائفہ شیخ حسین داشت الخ) دوسرے بگواہی مرزا معتمد خاں مستند المنکرین مرقومہ اقبالنامہ کہ (جمعی منصب تولیت شرف اختصاص دارند خصوص شیخ حسین کہ دعوی فرزندی آنحضرت مینماید الخ) معلوم نہیں کہ باوجود گواہی اپنے دو شاہدین عادلین کے کس منہ سے منکر الزمانی یہ فرماتے ہیں کہ دیوان حال کا دعوی برخلاف بیان انکے مورث کے ہے۔ اگر کہا جائے کہ انہیں دونوں گواہوں نے آخر میں نواسہ ہونا لکھا ہے تو ہمارا جواب ہے کہ یہ قول انکا غلط ہے بنیاد اس افترا کی شیخ ابو الفضل نے ڈالی ہے جسکی عداوت اور حسد کا حال مناقب الحبیب میں مفصل مذکور ہے پس **مصرع** باطل است انچہ مدعی گوید۔ کا مصداق ہو گیا۔ اور مرزا معتمد خاں باقرار خود مقلد شیخ ہیں کما سبق۔ دوسرے اسواسطے کہ انکے اقوال جب کہ خود باہم متناقض ہیں تو قابل استناد نہیں۔ کبھی پوتا بتاتے ہیں اور کبھی نواسہ فرماتے ہیں ایسے مجانین کی بات کی کب سند ہو سکتی ہے **قولہ** انتخاب کتاب اقبالنامہ جہانگیری مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ سنہ ۱۲۸۶ھ صفحہ ۲۳۸ (پیادہ رفتن خاقان گیتی ستان از آگرہ بزیارت روضہ فیض اساس خواجہ معین الحق قدس سرہ العزیز) روز جمعہ دہم ابان ماہ الٰہی موافق دوازدہم شعبان قدم در شاہراہ ہمت نہادہ مرحلہ پیمائے بادیہ شوق گردیدند و مسافت منزل دوازدہ کروہ مقرر شد و روز ہفدہم بروضہ منورہ معینیہ مسعود سعادت اتفاق افتادہ و جبین اخلاص بر آں آستان ملائک مطاف نہادہ مراسم زیارت و لوازم عبادت بتقدیم رسانیدند

وبعد از فراغ زیارت بخیرات ومبرات پرداخته معتکفان حواشی آن روضۂ قدسیہ سائر مستحقان را برشحات سحاب مکرمت سیراب امید گردانیدند **حاشیہ منکرہ** - ۱۲ شعبان کو حضرت اکبر بادشاہ زیارت کے واسطے روانہ ہوئے - ۷ دن میں اجمیر پہنچے اور مراسم زیارت کے اداکرکے حقداروں کو بہت کچھہ دیا کہ آسودہ ہوگئے **اقول** جناب منکر نے فقط حقداروں کو بہت کچھہ دینا لکھا ہو کہ غالبًا مراد اُس سے موافق اپنے خلاصہ اور دعویٰ مراد کے ذات شریف خادم صاحبان رکھی ہوگی - لیکن بے چارہ معتکفان حواشی روضہ کو بھول گئے کہ وہ بھی گوشہ ہائے درگاہ شریف میں حاضر تھے اور کتابیں بھی درج ہیں اور اِس عبارت سے وہ دعوے منکر صاحب کا توکہ جتنی دفعہ آئے خادم صاحبوں کو نذر و نیازدی ثابت ہوا بعد اسکے آگے دیکھا چاہیئے - **قولہ** وچوں ہر سالہ مبلغے گرانمند برسم نذورات مقرر بود کہ از خزانۂ عامرہ واصل متولیان آں روضۂ قدسیہ شود و درینولا بعرض رسید کہ جمعی کہ بمنصب تولیت شرف اختصاص دارند خصوص شیخ حسین کہ دعوے فرزندی آنحضرت مینماید کثیر آں مبلغ را متصرف شدہ بفقراء و مساکین چنانچہ باید نمی پردازد و معہذا بعد از تحقیق ظاہر شد کہ دعوی فرزندی نیز اصلے ندارد لاجرم تولیت آں آستان آسمان رفعت بشیخ محمد بخاری کہ از اکابر سادات ہندوستان بہ نیک ذاتی و خوش صفاتی آراستگی داشت تفویض یافت کہ در ترویج ماثر آں بقعۂ متبرکہ و تعمیر بنائے خیر و اجرائے وظائف و مراعات خاطر مستحقین و تیمار حال فقراء و مساکین مساعی جمیلہ بتقدیم رساند و در ساعت خیر اشاعت عنان مراجعت بدار الخلافہ دہلی انعطاف یافت کہ زیارت مراقد اولیائے عظام و مشائخ کرام کہ در آں مصر سعادت آسودہ اند فرمودہ متوجہ دار الخلافت آگرہ شوند **حاشیۂ منکرہ** - ہر سال بہت سا روپیہ برسم نذر اکبر بادشاہ اجمیر بھیجتے تھے کہ یہاں کے لوگوں کو تقسیم ہوتی رہیں جب یہاں آئے تو معلوم ہوا کہ شیخ حسین جو دعوے اولاد حضرت خواجہ صاحب کا کرتا ہے بہت سا روپیہ اُنہیں سے کہا جاتا ہے - اور تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ اُسکا اولاد ہونے کا دعویٰ بھی کچھہ اصل نہیں رکھتا ہی - اسواسطے اُسکو تولیت سے موقوف کرکے شیخ

محمد بخاری کو اُسکی جگہ مقرر کیا کہ وہ وظیفہ جاری کرے اور مستحق کی رعایت کرے اور فقیروں اور مسکینوں کی خبر گیری میں نہایت کوشش کرتا ہے **اقول** اس مطلب منکر یعنی بے اصلی دعوے فرزندی شیخ حسین کا جواب اور صداقت و اصلیت اُنکے دعوے فرزندی کا ثبوت پیشتر اکبر نامہ کے جواب میں تفصیل لکھا گیا ہے لہذا اس موقع پر اُن خطاؤں اور غلطیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو اس حاشیہ میں منکر صاحب سے سرزد ہوئی ہیں **اول** یہ کہ جناب شیخ حسین کی نسبت بہت بے ادبانہ تقریر اور خلاف شائستگی تحریر کی ہے اُن کی عظمت و شان کا یہ اقتضا نہیں کہ اُنکے علم و سیادت و فضل و سعادت سے آنکھ بند کرکے ایک منکر بد اندیشہ بے علم یوں لکھے کہ (اُسکا دعویٰ اصل نہیں رکھتا اور اُسکو تولیت سے موقوف کرکے الخ) سب چیز سے قطع نظر کیجاوے اور فرزندی بھی بفرض محال غیر ثابت سمجھ لیجاوے تو بھی شیخ المنکرین کے احادیث القویین کے مطابق نواسہ ہونا حضرت خواجہ کا عند المنکر مسلّم نکلیگا تو کیا انتساب نواسگی خواجہ غریب نواز مربی دوجہان رضی اللہ عنہ کا اسی تعظیم و عزت کے لائق ہے کہ انکو ایسے ادنے الفاظ سے یاد کیا جاوے - حاشا و کلا - اور بمقابلہ اسکے شیخ دانیال کی شان میں کہ وہ فقط کوئی انتساب روضہ مبارکہ سے رکھتے تھے بالفاظ تعظیم مثل (امتیاز رکھتے تھے وغیر ذلک) کا استعمال ہو - کیا انتساب روضہ شریفہ انتساب ذات سراسر برکات حضور رضی اللہ عنہ سے اسوجہ میں فائق ہے - مگر منکر الزمانی جناب شیخ دانیال کو اپنا اپنے اہل طائفہ کا مورث سمجھے ہوئے ہیں جسکا ثبوت ابھی تک اُنھوں نے نہیں دیا ہے - اور بالآخر اگر فرزندی نسبی ثابت نہوئی تو بھی یقین ہے کہ ایسے شیخ مشارالیہ با اقبال یعنے شیخ دانیال کے فرزند خواندہ ہی بن رہیں گے اور اُنکی خدمت میں یہ عرض کرینگے کہ **مصرع** خود ابزور بر تو کمر بستہ ایم ما **دوسرے** یہ کہ منکر صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ (بادشاہ بہت روپیہ اجمیر بھیجتے تھے کہ یہاں کے لوگوں کو تقسیم ہوتے ہیں فقط) عبارت اصل کتاب سے خلاف ہے **تیسرے** یہ کہ منکر صاحب نے جو لکھا ہے کہ اُس (جناب شیخ حسین) کو تولیت سے موقوف کرکے الخ یہ عبارت اصل کتاب اقبالنامہ میں نہیں ہے اور نسبت خلاف و عدوگی

اور غلط بیانی منکر صاحب کے ہو **چوتھے** یہ کہ جناب شیخ محمد بخاری علیہ الرحمۃ کی شان میں بھی منکر دیدہ
و دانستہ وہ تو تو کار لکھی ہو کہ جیسے بزرگ سابق الالقاب جناب شیخ حسین مغفرت مآب کی نسبت لکھے تھے
حالانکہ صاحب اقبالنامہ نے انکو نیک ذات خوش صفات اور اکابر سادات ہندوستان سے لکھا ہے
لیکن منکر امجد دین کہ مقلد نئی روشنی کے ہیں انسے جو کچھ قصور خطا کہ آو اب شائع میں سرزد ہووے عین
صواب ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ **قولہ** صفحہ ۲۴۳۔ داردوی گیہان پوی کوچ بکوچ متوجہ اجمیر شد
روز سہ شنبہ یازدہم ا م ... غرہ ربیع الاول بحظۂ فیض آساس نزول موکب عالی اتفاق افتاد و بعد از مراسم
زیارت و لوازم خیرات مبرات استمداد ہمت از باطن قدسی مواطن آن برگزیدہ درگاہ صمدیت نمودہ عنان
عزیمت بمستقر خلافت انعطاف یافت **اقول** اسمیں خیرات کا ذکر ہے مگر خادم صاحبوں کا ذکر نہیں ہے
قولہ صفحہ ۲۴۴ تا ۲۴۴۔ چون موکب جہان کشا از اجمیر نہضت اقبال فرمود بیگی از پردگیان سرادق
عصمت را کہ خالص کوکب دولت بود بنا بر تعذر نقل و حرکت در خانہ شیخ دانیال کہ از منتسبان روضۂ منیفہ
بصلاح ظاہری و صفائے باطنی امتیاز داشت گذاشتند در حوالی ناگور نوید ولادت شہزادۂ عالی نژاد مسرت
افزاے خاطر قدسی مناظر گردید۔ بعد انقضائے چہل و یک دقیقہ از شب بست و ہفتم شہریور ماہ الٰہی موافق
چہارشنبہ دوم جمادی الاول نہصد و ہفتاد و نہ ہجری قدم بعرصۂ وجود نہاد آن نونہال گلشن خلافت بمناسبت
ہنامی شیخ دانیال بسلطان دانیال موسوم شد **حاشیہ منکرہ** جب حضرت اکبرشاہ اجمیر سے ناگور
تشریف لیگئے بادشاہ بیگم شیخ دانیال کے گھر میں کہ وہ درگاہ کے متعلق میں سے تھے اور ساتھ صلاح
ظاہری اور صفائی باطنی کے امتیاز رکھتے تھے چھوڑ گئے پیچھے سے بادشاہ بیگم کے شہزادہ پیدا ہوا
شیخ دانیال مجاور کے نام پر شہزادہ کا نام دانیال رکھا۔ **اقول** اقبالنامہ میں جناب شیخ دانیال کو منتسبان
روضہ سے لکھا ہی جسکا ترجمہ جناب منکر الزمانی نے یہ لکھا ہے کہ وہ درگاہ کے متعلق میں سے تھے مگر آخر چلکر
انکو مجاور لکھدیا ہی یہ منکر صاحب کے ہاتھوں کی صفائی ہے ورنہ کجا منتسب کجا مجاور۔ اور ناظرین کو وہ

ستعول یاد ہوگا کہ لفظ مجاور کا اطلاق فقط خادم پر صحیح نہیں ہے **قولہ** ۲۶۳۔ و درخلال این حال موکب اقبال بدار البرکۃ اجمیر اتفاق افتاد و بعد از فراغ لوازم زیارت و نیاز مندی بخیرات پرداختہ باعث بستقر خلافت برافراشتند و در ساعت مسعود مختار از دار السرور فتحپور ببود موکب منصور رونق آسائی یافت **اقول** اسمیں بھی زیارت وخیرات کا بیان ہے مگر خادم صاحبوں کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ ہاں اگر یہ راز سربستہ سینہ بسینہ منکر صاحب تک پہنچا ہو کہ ہر خیرات خادم صاحبوں ہی کی تھی تو یہ امر آخر ہے **قولہ صفحہ** ۲۶۴ وچاشت روز سہ شنبہ دو خطہ فیض اساس اجمیر ورود موکب اقبال اتفاق افتاد و بعد از فراغ لوازم زیارت و نیاز مندی آخر ہائے روز بر توسن جہان نورد سوار شدہ گرم شتافتند **اقول** اس عبارت میں منکر صاحب کا ذکر ہے نہ خادم صاحبان کا نہ نذر کا بیان ہے نہ نیاز کا **قولہ صفحہ** ۲۷۱۔ رایات عزیمت بدار البرکۃ اجمیر برافراشتند وچوں باجمیر نزول سعادت اتفاق افتاد بروضہ علیہ خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہ العزیز تشریف لوازم زیارت ومراسم دادودہش تبقدیم رسانیدہ نقدہائے وافر در دامن محتاجان عرصہ خاک ریختند **اقول** اسمیں اسیقدر لکھا ہے کہ۔ بعد زیارت کے بادشاہ نے بہت سا نقد محتاجوں کو دیا مگر چونکہ منکر اللغات سے محتاجان معنی خادم صاحبان کے ثابت ہو چکا ہے۔ لہذا اس سے اور منکر صاحب کے یہ سمجھنا چاہیئے کہ بادشاہ نے بہت سا نقد۔ خادم صاحبوں کو دیا۔ واللہ اعلم **قولہ صفحہ** ۲۷۵ دتوجہ اشرف اقدس بزیارت روضۂ علیہ معینیہ) وبست وششم اسفندارمذ ماہ الٰہی حوالی اجمیر مخیم بارگاہ اقبال شد ورروز دیگر از ہفت کروہی آں دار البرکۃ چنانچہ رسم آئین آں شہسوار عرصہ صورت معنی است قدم فرسائے راہ نیاز آلودۂ نیاز ساختہ بزیارت روضۂ منورہ توجہ فرمودند و آخرہائی روز بایں بقعۂ عالی رسیدہ لوازم زیارت ومراسم نیازمندی بجاآوردند وارباب احتیاج وسائر منسوبان مجاوران آں سدہ سدرہ مقام رابرشحات سحاب مکرمت سیراب امید گردانیدند **حاشیہ منکرہ** سات کوس سے پیادہ پا حضرت اکبر بادشاہ اجمیر آئے اور زیارت کر کے مجاوران کو مالامال کیا **اقول** صحیح ترجمہ یہ

کہ بادشاہ نے اجمیر میں آکر زیارت کی محتاجوں کو اور سب منسوبان درگاہ کو جنہیں درگاہ شریف سے نسبت ہے
اور مجاورونکو ابر احسان سے سیراب کیا فقط مگر منکر الخادمین نے فقط ایک لفظ مجاوران اپنے مطلب کا سمجھ کر
اُسیکو لکھدیا باقی سب منسوبان درگاہ اور بےچارے محتاجوں کو محروم کردیا۔ دیانت کا خاتمہ جناب منکر
کی ذات پر ہی **قولہ** صفحہ ۲۸۶۔ عزیمت طواف مزارات متقدسہ دہلی و اجمیر پیش نہاد خاطر حق شناس گردید
وازراہ نارنول بقصد زیارت روضۂ منیفہ متوجہ خطہ فیض آساس اجمیر شدند **اقول** اسمیں بقصد
زیارت اجمیر شریف کیطرف بادشاہ کا روانہ ہونا لکھا ہے فقط **قولہ** صفحہ ایضاً۔ وموکب گردون سپر
بہار کی و فیروزی بدار البرکۃ اجمیر نزول اقبال فرمود وخاقان بحر نوال مراسم زیارت نیازمندی بتقدیم
رسانید و مجاوران و سائر محتاجان را بانعامات و ادرارات بہرہ ور گردانید **اقول** اس فقرہ میں بھی مجاوران
کو اور سب محتاجوں کو انعام دینا لکھا ہی۔ لیکن جناب منکر نے اسکے حاشیہ پر بھی وہی معمولی قطع و برید
فرمائی ہی چنانچہ عبارت **حاشیہ** منکرہ یہ ہی کہ حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی اجمیر گئے اور زیارت
کرکے مجاورونکو بہت کچھ دیا انتہی **قولہ** صفحہ ایضاً۔ وحکم شد کہ از دار البرکۃ اجمیر تا مستقر سریر خلافت
در ہر کروہی چاہے پختہ و منارے بجہت علامت کردہ اساس نہند۔ و سراپائے منارہا بشاخہائے آہو کہ در
راہ شکار شدہ زینت بخشند **حاشیہ** منکرہ۔ حضرت اکبر بادشاہ نے حکم دیا کہ اجمیر سے آگرہ تک
ہر ایک کوس پر پختہ کوئے اور ایک منارہ بناویں اور ہرن کا سینگ نصب کریں **اقول** ظاہر الکونی وجہ
اندراج اس عبارت کی رسالہ منکرہ میں نہیں ہی نہ اسکو بحث اولاد سے تعلق ہی نہ انعام خادمان کثیر
اعتقاد سے بلکہ اصلی مقصد اسکا آرام خاص و عام اور بادشاہ کا اجر و نام تھا۔ شیرشاہ بادشاہ نے ہزاروں
سرائے پختہ بنوا کر سڑکوں پر لاکھوں درخت سایہ دار اور میوہ دار دو طرفہ لگادیئے تھے اور اسیطرح
جہانگیر بادشاہ نے دہلی سے لاہور تک منارے و چاہات برشارع عام بنوادیئے +
پس اکبر بادشاہ کی تعمیر چاہات و منارہ مخصوص واسطے اظہار اعتقاد کے نہیں ہے۔ لیکن اگر منکر صاحب نے

اپنے مذاق و خیالات کے موافق پختہ چاہات کو خزانہ ہائے خیرات سمجھا ہو۔ اور منارہ ہائے بلند بالا کو یادگار
خدمۂ آستان والا تصور کیا ہو تو عجب نہیں۔ اور اسصورت میں یہ ایک عجیب تماشائے قدرت اور
ذریعہ طلب منفعت واسطے خادم صاحبان کے قائم ہوا **مصرع** برات عاشقان برشاخ آہو **قولہ**
صفحہ ۳۰۲۔ (توجہ آنحضرت بزیارت روضۂ معینیہ) بضابطۂ معہود ازیک منزلے پیادہ روئے نیاز بآن آستان
ملائک مطاف نہادند۔ و بعداز فراغ زیارت ہماں روز مبلغ دہ ہزار روپیہ بسجادہ داران و ملتزمان آن بقعہ متبرکہ
تقسیم فرمودند **حاشیۂ منکرہ** حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ زیارت کو آئے اور دس ہزار روپیہ مجاوروں
کو دیا فقط **اقول** یہاں بھی منکر صاحب نے بخوف خدا و بغیر شرم دنیا کے اپنے مطلب کے موافق اختصار کو
کام فرمایا ہے اور مجاوروں کو دس ہزار روپیہ دلاکر چپ ہوگئے۔ حالانکہ قصہ صریح اکبر بادشاہ کا اس عبارت
میں واسطے عطائے مستحقوں اور محتاجوں اور گوشہ نشینوں کے صاف لکھا ہوا ہے اور آخر میں بھی مجاورں
کے ساتھ لفظ ملتزمان درج ہے مگر منکر الزمانی مرغی کی ایک ہی ٹانگ بتائے جاتے ہیں اور واضح ہو
کہ لفظ ملتزمان میں جملہ نوکران و خادمان و معتکفان و مقیمان و متبولی و سجادہ نشین درگاہ تک سب شامل
متصور رہتے ہیں کہ ان سب سے منکر صاحب نے قطع نظر فرمائی ہے **قولہ** ۳۰۸۔ توجہ آنحضرت بدارالبرکۃ
اجمیر و دریں ہنگام کہ نوید فتوحات عظیم از اطراف ممالک بسامع عز و جلال رسید و خاطر قدسی مظاہر از
ضبط ولایت بنگ[^1] و بہار و اپرداخت بجہت اداے شکر و سپاس ایں موہبت بیقیاس نہضت عالی بزیارت
روضۂ منورہ حضرت خواجہ معین الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز اتفاق افتاد **اقول** اس عبارت میں
اکبر بادشاہ کا روانہ ہونا بقصد زیارت حضرت اجمیر کے درج ہے فقط **قولہ** صفحہ ۳۱۶۔ نہضت موکب
معکب خاقان فلک سریر بزیارت روضۂ علیہ اجمیر و دریں ہنگام کہ دارالسرور فتحپور بانوار شکوہ خاقان
سکندر آئین محسود بلاد ربع زمین شوق زیارت روضۂ معینیہ از مشرق خاطر خورشید ماثر
دوم شہر یورہ ماہ الٰہی نہضت عالی از مستقر اورنگ خلافت بصوب دارالبرکۃ اجمیر اتفاق افتاد **اقول**

[^1]: سلہ بنگالہ ۱۲

یہ بھی مثل فقرہ سابق کے ہے **قولہ** صفحہ ۱۳۱۔ چوں موکب گردوں مشیر بدار القبوض اجمیر ورود سعادت فرمود بدستور معہود یک منزل پیادہ شدہ روی نیاز بزیارت آورد و نذر دست دریا نوال بادرارات و نذورات و تصدقات برکشود و معتکفان آں بقعہ و متوطنان آں بلدہ راسیر آب امید گردانید ند۔

اقول اس عبارت میں اکبر بادشاہ کا اجمیر میں آنا زیارت کرنا اور نذریں و صدقات درگاہ کے گوشہ نشینوں اور وہیں کے رہنے والوں کو دینا درج ہے صراحتًا خادم صاحبوں کا کچھ بھی ذکر نہیں **قولہ** صفحہ ۳۴۳۔ اعلیحضرت فسحرون شہسوار عرصہ ہمت بصوب اجمیر موکب عالی از دار البرکۃ دہلی در عرض چہار روز بخطہ فیض اساس اجمیر نزول سعادت فرمود و بعد از فراغ زیارت و مراسم داد و دہش بمکارم اقبال سوار شدہ بطریق ایلغار از عرض دو روز از اجمیر بدار السلطنت فتحپور تشریف بردند **اقول** اکبر بادشاہ کا دہلی سے چار دن میں اجمیر آنا اور اجمیر سے بعد فراغ زیارت اور داد و دہش کے دو دن میں فتحپور پہنچنا اس عبارت میں درج ہے خادم صاحبوں کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ یہاں تک مختلف پندرہ[۱۵] عبارتیں اقبالنامہ کی جناب منکر نے نقل فرمائی ہیں جنمیں کہیں ایک جگہ بھی ذکر خادم صاحبوں کا بتصریح درج نہیں ہے بلکہ منجملہ اس پندرہ عبارات کے بھی جو صرف چار عبارتوں میں مجاوروں کا نام ہے تو اوّلاً یہ لفظ مجاور عام ہے دوسرے اس چار جگہ بھی مجاوروں کے ساتھ ہی فقراء و مساکین و ملتزمین و معتکفین و غیرہم کا ذکر ہے تنہا مجاوروں ہی کو دینا نہیں لکھا باانیہمہ منکر صاحب نے اس کتاب کے خلاصہ میں یہ دعوے بے دلیل لکھدیا کہ "چتنی دفعہ آئے خادموں کو نذر نیاز دی"۔ اس انصاف و بہادری کے جسقدر داد دیجائے تھوڑی ہے **مصرع** آفریں باد بریں ہمت مردانہ او ٭ اور اسیطرح چار عبارات آئندہ بھی ذکر غیر خادم صاحبان سے خالی ہیں۔ خدا جانے کہ یہ خواب پریشان منکر صاحب نے دیکھا تھا کہ جتنی دفعہ آئے خادموں کو نذر نیاز دی۔ یا خدانخواستہ ہذیان ہے **قولہ** ۴۰۷۔ شیخ حسین تولیت مزار متبرکہ خواجہ معین الدین چشتی فرق عزت برافراخت او خود را نواسہ خواجہ میکرد و در آں ایام کہ حضرت

خاقانی ہر سال یک مرتبہ بزیارت آں روضۂ متبرکہ تشریف میبرند مکرر از سلوک ناملائم و ستم شیخ ہے او فقراء و گوشہ نشینان و مجاوران آں بقعۂ شریفہ داد خواہی نمودند چوں تظلم و بیداد او معروض بارگاہ عدالت شد خدمت تولیت آں مزار فائض الانوار بدیگری مقرر داشتہ او را محبوس زندان ادب فرمودند و رنیولا مرحمت شاہنشاہی شامل حال او گشت و از قید برآوردہ بازبدستور قدیم منصب تولیت آں مزار متبرکہ بعہدۂ او شد

حاشیہ منکرہ۔ شیخ حسین نے مزار مبارک کے متولی ہونے کی عزت پائی۔ نامبردہ اپنے تئیں خواجہ صاحب کے نواسوں میں بیان کرتا تھا جن دنوں (یعنی سنہ جلوس میں اب ۴۶ جلوس کا ہی جسکو ۳۳ برس کا عرصہ ہوتا ہی) حضرت اکبر بادشاہ ہر سال ایک مرتبہ زیارت کو تشریف لیجاتے تھے۔ بار بار شیخ حسین کی بدسلوکی اور مجاوروں کے حق کھا جانے کی شکایت مجاوروں کی زبان سے سُنی گئی اور وہاں کے سب لوگوں نے داد خواہی چاہی۔ جب ظلم اور بیدادی اُسکی معلوم ہوئی۔ متولی وہاں کا دوسرا مقرر کیا گیا۔ اور شیخ حسین قید میں رکھا گیا اب بادشاہ نے اُسکے حال پر رحم فرمایا اور قید سے نکالکر متولی کا عہدہ اسکو دیا فقط

اقول الحمد للہ کہ جناب منکر صاحب نے برخلاف اپنی تحریر سابق کے جس میں لنگرخانہ کا داروغہ مقرر ہونا واسطے جناب شیخ حسین کے لکھا تھا اس حاشیہ میں تولیت ملجانے کا جناب ممدوح کو اقرار کیا ہی۔ مگر از راہ تعصب کے جو جو کچھہ تہجین و تحریف و تبدیل کہ اس خلاصۂ مندرجہ حاشیہ میں فرمائی ہے وہ یہ ہی کہ اوّلاً جناب شیخ حسین کی باوجود عزت قدیم و منصب جدید مندرجہ کتاب عظمت خداداد کے بالفاظ ناملائم مثل نامبردہ و اُسکو وغیرہ سے تعبیر کیا ہی۔ دوسرے یہ جو لکھا ہی کہ نواسوں میں بیان کرتا ہی عبارت کتاب کے خلاف ہی۔ اصل عبارت میں خود را نواسۂ خواجہ میگیرد لکھا ہی بصیغہ جمع نہیں لکھا ہی اور حال یہ کہ لفظ نواسہ و نبیرہ بمعنی پوتے کے لغت کی کتابوں میں بصراحت درج ہی۔ چنانچہ منتخب اللغات میں لفظ نبیرہ بمعنی فرزند پسرزادہ کے لکھا ہی اور کشف اللغات میں لکھا ہوا ہے کہ (در ہند نبیرہ پسر پسر را گویند و نبیرہ پسر دختر را گویند و نبیرہ بفتح یکم و کسر دوم پسر پسر و پسر دختر و در ہند نبیرہ از جانب دختر و نبیرہ از طرف پسر را گویند) اسیطرح غیاث اللغات میں بحوالہ برہان و رشیدی

(بمعنی پسر زادہ و نیز آمدہ) لکھا ہے۔ اور برہان قاطع میں یہ الفاظ ہیں (نبیسہ بفتح اول و ثانی و ثالث بمعنی نبیست
کہ دختر زادہ باشد بعضے گویند پسر و دختر پسر است کہ نبیرہ خوانند و بعضے دیگر دختر دختر را گویند و پسر دختر
را و با تشدید ثانی ہم گفتہ اند) پس بہت ممکن ہے کہ حسب تصریح لغات مذکورہ صاحب اقبالنامہ نے لفظ نواسہ
سے پوتا ہونا مراد لیا ہے اور اگر بتقلید شیخ فانی اقبالنامہ میں بھی مراد دختر زادگی و دختری نژاد سے ہے تو اسکا
ابطال ذیل اکبرنامہ میں بتشریح کیا گیا ہے۔ تیسرے چند الفاظ اس حاشیہ میں اصل عبارت کتاب سے زیادہ لکھے
ہیں مثلاً بہت بدسلوکی میں لفظ بہت اور مجاوروں کا حق کھا جانا اور شکایت مجاوروں کی زبان سے سُنی
جاتے تھے بعض الفاظ کے معنی بدل دیئے مثلاً اس فقرہ کا (ظلم و بیداد او۔ الی آخرہ) ترجمہ یہ ہے کہ جب فریاد اُنکی
زیادتی کی دربار میں عرض ہوئی۔ منکر صاحب نے حاشیہ میں لکھا ہے کہ جب ظلم و بیدادی اُنکی معلوم ہوئی پانچویں
داد خواہی کے بعد لفظ چاہی اور بیداد کی جگہ بیدادی کمال لیاقت و استعداد منکر نامہ برزہ پردال ہے اور قول
داد۔ **قولہ** صفحہ ۵۲۴ (نہضت موکب گیہان شکوہ از دار السلطنت اکبر آباد بدارالاکبر اجمیر بتاریخ دوم شہر
شعبان ہزار و بست و دو ہجری مطابق بست و چہارم شہریور ماہ سال ہشتم از جلوس اشرف رایات اقبال بدان
صوب ارتفاع یافت و چوں دارالاکبر اجمیر محل ورود موکب مسعود گشت بعد از فراغ زیارت روضہ معینیہ در
عمارتے کہ مجدد احداث یافتہ بود نزول سعادت ارزانی فرمودند) **اقول** اس عبارت میں جہانگیر بادشاہ کا
۱۰۲۲ھ میں اجمیر آنا اور زیارت کرنا درج ہے خادم صاحبوں کا کچھ بھی ذکر نہیں ہے **قولہ** صفحہ ۵۲۵۔ وچوں
نزول موکب اقبال بدارالاکبر اجمیر اتفاق افتاد **اقول** بادشاہ کا اجمیر میں آنا اِسمیں درج ہے لیکن خادم صاحبوں
کا اِسمیں کچھ مذکور نہیں ہے **قولہ** صفحہ ۵۲۶۔ دریں سال نقیب خاں بجوار رحمت ایزدی پیوست نامش
مرزا غیاث الدین علی است بحکم اشرف متصل گنبد خواجہ معین الدین چشتی دفن آں عاقبت محمود مقرر گشت
اقول اس عبارت میں نقیب خاں کا مرنا اور متصل گنبد شریف حضرت خواجہ کے دفن ہونا لکھا ہے
خادم صاحبان کا کچھ ذکر نہیں ہے[1]۔

[1] یہاں تک جن فارسی عبارتوں کا کچھ انتخاب بطور اقوال منکر جا بجا درج ہوا ہے اُسکی لفظی غلطیاں نقل مطابق اصل کے مصدق ہیں اور ایسا ہی آگے نظر آوے گا ۱۲

لمعہ ہشتم

قال المنکر کتاب سفینۃ الاولیا - خلاصہ اسکا یہ ہی کہ داراشکوہ بادشاہ اجمیر میں پیدا ہوئے عرصہ تک اجمیر میں رہے اور کئی بار زیارت کو آئے اجمیر اور درگاہ کے حال سے بخوبی واقف تھے **اقول** و استعین برب العالمین - بندہ درگاہ نے پیشتر بھی عرض کیا تھا کہ جناب منکر الزمانی کو علاوہ اور علوم کے فن تاریخ میں بھی بہت بڑا دخل ہے - اب یہ دوسرا ثبوت اسکا پیش ہوا کہ جناب نے شہزادہ داراشکوہ کو بادشاہ قرار دیا ہے اور اس تبحر و معلومات پر درپے انکار اولاد حضرت خواجہ اجداد کے ہیں **بیت** تو کار زمین را نکو ساختی + کہ با آسمان نیز پرداختی + اور جو واقفیت حالات اجمیر سے شہزادہ داراشکوہ کو تھی تو وہ کچھ مفید مدعائے منکر نہیں ہے **علاوہ** اسکے تعجب یہ ہی کہ کتاب اکبرنامہ کو اسیکے مطالعہ سے جناب منکر الزمانی بتقلید منکر اکبر یعنے شیخ ابو الفضل ثانی کے درپے اظہار انکار اور معلن ضمایر و اسرار خود ہوگئے ہیں کیا شہزادہ داراشکوہ نے نہیں دیکھا تھا - حالانکہ داراشکوہ کی ہمشیرہ جہاں آرا بیگم کو بھی اکبرنامہ پر نظر تھی کما اعترفت فی مونس الارواح) پس باوجود شاہزادگی و قرب زمانہ تحقیقات اکبری اور مطالعہ اکبرنامہ اور اسقدر واقفیت حالات اجمیر کے جسکا ذکر منکر صاحب نے بھی لکھا ہے یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ مدعیان اولاد حضرت خواجہ بر سر سجادہ و منصب تولیت اجمیر میں موجود ہوں اور داراشکوہ انکے دعوے کی تکذیب نفرماویں - بنابران انکار و تکذیب نہ کرنا داراشکوہ کا عین دلیل ثبوت و تصدیق دعوی اولاد کی ہی ورنہ جو جواب کہ منکر صاحب اس سکوت شاہزادہ کا دینگے وہی ہمارا جواب ہوگا - **قولہ** بادشاہ نے خادم صاحبوں کا ہی ذکر لکھا ہے **اقول** اس پادشاہ زادہ سلطان نشان نے خادم صاحبوں کا کچھ تاریخی ذکر نہیں لکھا ہے نہ انکے نام لکھے نہ نسب نہ فضائل نہ کرامات جو مایہ افتخار جناب انکار مآب کو ہوسکے سوائے اسکے کہ ایک فقرہ میں لکھا ہی کہ اب تک جو کافر لوگ اجمیر کے نواح میں رہتے ہیں وہ بھی زیارت کیواسطے آتے ہیں اور مجاوران روضۂ منورہ (نہ فقط خادم صاحبان) کو روپیہ دیتے ہیں - لفظ مجاوران میں چونکہ خادم بھی

اور معتکفین و غیرہم بھی شامل ہیں۔ لہذا خصوصیت اسکی ذات خادمان سے ہرگز نہیں ہو (وقل ھاتوا بیانہ)
یہ بیان لیری منکر صاحب کی ہو کہ سفینۃ الاولیا میں اگرچہ لفظاً بھی خادموں کا نام نہیں لکھا بلکہ ایک لفظ
ایمع و شمل یعنے مجاوران لکھا ہو اسپر منکر الزمانی یہ لکھتے ہیں کہ (بادشاہ نے خادم صاحبوں کا ہی ذکر لکھا ہی
اگر منکر صاحب کے خیالی بادشاہ دارشکوہ نے بالتصریح نام معہ شان منکر صاحب اور بزرگان طائفہ خدام کے
لکھے ہوتے تو شاید کہ منکر صاحب اُس حالت میں زمین پر قدم بھی نہ رکھتے۔ اور فرض کیا جاوے کہ لفظ مجاوران سے
مراد سلطان دارشکوہ کی یہی حضرات خادم صاحبان تھے تو وصول نذرانہ کہاں سے کونسی عزت خدام کرام
کی اور کیا کسر شان سجادہ نشینان عظام کی متصور ہے اور کیا انکار وجود اولاد امجاد اس سے لازم آتا ہو کہ مفید
مدعاے منکر الزمانی ہوسکے۔ **قولہ** دیوان یا اُنکے اولاد ہونیکا کہیں ذکر نہیں لکھا **اقول** سبحان اللہ
جس چیز کا ذکر ہی شہزادہ دارشکوہ نے اپنی کتاب میں نہیں لکھا اور جس امر کے ہست و نیست و صحت
و غلط و انکار و اثبات کی بحث ہی نہیں کی اُس سے جناب منکر استنباط فرماتے ہیں کہ وجود اسکا نہیں تھا
یا انکار شہزادہ موصوف اُس سے لازم آتا ہے۔ کیا کہنا ہو (عقل چہ کتی است کہ پیش منکراں بیاید) قریب ہے
کہ یہ خیالات منکر الزمانی کے کہ از قسم خبط العشوا ہیں پک جاوینگے۔ تب منکر صاحب یوں فرماوینگے کہ
وجود اولاد امجاد حضرت خواجہ بزرگوار کا دین اسلام کی معتبر کتابوں میں مثل صحاح ستہ بخاری و مسلم
ترمذی و غیرہم بلکہ سب سے اصدق کتاب اللہ میں مطلق مذکور نہیں۔ بعد اسکے کتب سیر و اخلاق و تصوف حتے
کہ گلستان بوستان کریما مقیماں میں بھی اصلیت اسکی پائی نہیں جاتی۔ صرف نحو منطق و معانی بھی انکے
بیان سے خالی ہے۔ لہذا انکار اُسکا قرین انصاف اور بطلان اُسکا ضروریات سے ہو (معاذ اللہ من
الھذیانات) اگر اب کے فصل بہار میں جناب منکر کچھہ تنقیہ مادہ سوداوی کا فصد وغیرہ سے فرماویں تو
بہت مناسب و مفید ہوگا۔ ورنہ سال آئندہ میں دیکھا چاہیئے کہ کیا کیا بہار دکھاتے ہیں اور مصداق
مصرع ہر جا میرود از خویش میبالد تماشائی * کا بنتے ہیں۔ علاوہ اسکے کچھہ خصوصیت دیوان جی

یعنی سجادہ نشین وقت کی نہیں ہے۔ بلکہ داراشکوہ نے سفینۃ الاولیا میں سوا ے دیوانجی کے ذکر
غیر کسی اور کا بھی پیرزادگان اجمیر شریف کا نہیں لکھا۔ اور اس سے بقیاس منکر الزمانی جملہ اولاد کرام حضرت
خواجہ قدس اللہ سرہ العزیز کا وجود تحت انکار منکرین کے ہی مگر خدا جانے کہ لفظ دیوانجی کا ذکر جناب منکر
نے کیوں لکھا ہی شاید اُسکے ضمن میں اور حضرت پیرزادگان اجمیر شریف کا اقرار فہمایش منکرو ہیچ مد تما
ہمچنیں کنادکہ پھر رفتہ رفتہ دیوانجی کا بھی اقرار فرزندی فرمالیں گے اللہ تعالیٰ قادر ہی و باللہ التوفیق

بعد اسکے یہ التماس ہی کہ باوجود اطلاع تحقیقات اکبر نامہ کے اور موجود ہونے سجادہ نشین وقت کے صراحتاً انکار
نکرنا شاہزادہ کا دلیل ثبوت کی بوجوہ مذکور اس لمعہ کی ہی۔ (لان السکوت من دلائل الرضاء) دوسرے یہ
تحقیقات اکبری کیا وجہ انکار اولاد امجاد کی ہوسکتی ہی کیونکہ تحقیقات مذکورہ واقعہ ۹۸۰ھ خود حکم اکبری مصدرہ
۹۸۲ھ سے منسوخ ہوچکی تھی۔ اور بعد اسکے فرمان جہانگیری مصدرہ ۱۰۱۴ھ نے دوسرا خط نسخ اُس انکار پر کھینچ
دیا تھا۔ ناممکن ہی کہ شہزادہ داراشکوہ ان حالات سے بیخبر ہو۔ خصوصاً جس فرمان شاہجہانی مورخہ ۱۰۳۰ھ سے
کہ ثبوت سجادگی برادرزادگان جناب شیخ حسین اجمیری کا باحسن الوجوہ عیاں و مسلم ہے۔ بیخبر ہونا شہزادہ موصوف
الالقاب کا اُس سے زیادہ ناممکن اور محال فی العقل ہی۔ علی الخصوص کہ حضرات ممدوح اُس وقت پیش نظر شہزادہ زیب
افزاے مسند سجادگی تھے۔ کیا منکر الزمانی شہزادہ سلطان داراشکوہ کو بھی اپنی طرح سے بصیر سمجھتے ہیں کہ اُنکو
کتابوں اور فرمانوں پر نظر نہ تھی حاشا وکلا۔ پس اگر انکار اولاد امجاد کا شہزادہ داراشکوہ کے نزدیک مسلم ہوتا
تو سجادہ نشینوں کی عدم حقیقت اور فقدان صحت کا ذکر بالتصریح کردینے کا موقع تھا۔ مگر ہرگاہ کہ اُنکے باپ
دادا یعنی شاہجہان و جہانگیر بادشاہ نے سجادہ نشینی اُنکی باندراج صحت فرزندی حضرت خواجہ کی مسلم سمجھی
اور تولیت موروثی اور سجادگی قدیمی اُنکی بحال رکھی اور داراشکوہ نے اُنکو مسند سجادگی پر بحال دیکھا
اور انکار نہ لکھا۔ تو منکر صاحب کس دلیل یا قرینہ سے توقع انکار صحت اولاد امجاد کی شہزادہ داراشکوہ سے
رکھتے ہیں۔ اور کس غرض پر سفینۃ الاولیاء کو سنداً پیش کرتے ہیں ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

قوله انتخاب غنیۃ الاولیاء مطبوعہ مطبع مدرسہ آگرہ سنہ ۱۸۵۲ء صفحہ ۱۵۸ تا ۱۶۰ - حضرت خواجہ معین الدین چشتی
رحمۃ اللہ - مولد و اصل ایشاں سجستان است و نشو و نما در دیار خراسان ۔ نام پدر بزرگوار ایشاں خواجہ
غیاث الدین حسن است کہ از سادات حسینی بودہ اند مرید شیخ عثمان ہارونی بودہ اند و در ہندوستان سر سلسلہ
شریفہ چشتیہ ایشاں اند قدس اللہ تعالی و از بلخ بلاہور آمدہ و از آنجا بدہلی و از دہلی باجمیر رفتہ و متوطن شدہ
و جمیع کثیری از کفار ببرکت قدوم ایشاں بشرف اسلام مشرف شدند و جماعہ کہ مسلمان نشدہ بودند فتوح
و نیاز بیحد بخدمت ایشاں میفرستادند **اقول** یہ سب ذکر خیر مولد و مسکن و بیعت و سیاحت و کرامات
حضرت خواجہ بزرگ کا ہے رضی اللہ تعالی عنہ. قطع نظر غلطیوں لفظی کے کہ اس عبارت میں بہت ہیں اور کوئی
امر غلطی کا نہیں ہے نہ کچھ مفید منکر ہے **قوله** ہنوز کفاریکہ در آں نواحی اند زیارت ایشاں می آیند و مبلغہا
بمجاوراں روضہ منورہ میگذرانند **حاشیہ منکر** اب بھی سب لوگ خواجہ بزرگ کی زیارت کیواسطے
آتے ہیں اور ہزاروں روپیہ روضہ منورہ کے مجاوروں کو نذر دیتے ہیں فقط **اقول** منکر صاحب نے لفظ کفا
کا ترجمہ میں سب لوگ لکھا ہے اور لفظ نذر کا زیادہ کر دیا ہے. لفظ مجاوروں کو یہاں بحال خود چھوڑ دیا ہے مگر
مراد اُس سے فقط خادم صاحبان ہی ہیں جیساکہ خلاصہ منکر صاحب میں جابجا لکھا ہوا ہے اور غلطی اس اداؤ
منکر صاحب کی بھی ہر جگہ لکھی گئی ہے فتدبر. **قوله** ولادت حضرت خواجہ در سال پانصد و سی و ہفت و
و وفات ایشاں روز دوشنبہ ششم ماہ رجب سال ششصد و سی و سہ ہجری بروایتے سیم ذی الحجہ سال مذکور
و قول اول اصح است و بعد از رحلت بر پیشانی خواجہ نوشتہ یافتند **هٰذَا حَبِيْبُ اللّٰهِ مَاتَ فِيْ حُبِّ اللّٰهِ**
و عرس ایشاں را مشائخ ہندوستان در ششم رجب میکنند و در ہمیں ماہ از اطراف و جوانب مسلمان و کافران
خواص و عوام از راہ ہائے دور جمع کثیری کہ عدد آں از ہزاراں بیش است ہر سال بروضہ متبرکہ ایشاں رفتہ حاضر
میشوند مدت عمر شریف یکصد و چہار سال **حاشیہ منکر** رجب کے مہینے میں سب طرف سے مسلمان غیر مسلمان
دور دور کے ہزاران ہزار ہر سال روضہ متبرکہ پر جمع ہوتے ہیں **اقول** ہمیں بھی برخلاف وعدہ کے کسیقدر تغیر ترجمہ

ہیں اصل عبارت سے جناب منکر نے فرمایا ہے۔ اگرچہ صریحًا کوئی بڑا مطلب منکر صاحب کا اس سے تعلق نہیں رکھتا۔ **قولہ** ازروئ عقیدہ و اخلاص کہ آنحضرت کہ نسبت بحضرت خواجہ داشتند ہزاران نذر و نیاز درخواست پسر شودند ببرکت ایشان حق تعالی این کمترین بندہ خود را بوجود آرد امید کہ توفیق نیکو کاری و رضامندی خود و دوستان خود نصیب گرداند آمین یارب آمین **حاشیۂ منکرہ**۔ دارا شکوہ بادشاہ کئی مرتبہ زیارت روضۂ منورہ سے مشرف ہوئے انکی پیدایش اجمیر میں اناساگر پر ہوئی۔ انکے پیدا ہونے کی شاہجہان بادشاہ نے ہزاروں نذر و نیاز اور منتیں مانی تہیں **اقول** اس حاشیہ میں بھی جناب انکار مآب نے دارا شکوہ کو بلقب بادشاہی تصریح و تحریر فرمایا ہے۔ ظاہر اپنے حاجتیوں کا مرتبہ بڑہایا ہی۔ اور ظاہر ہے کہ ہرگاہ بادشاہزادہ دارا شکوہ پیدا ہوئے تھے تو شاہجہان کی ان ہزاروں منتوں کے لاکھوں ہی روپیہ ہونگے کہ جو موافق خیالات منکرہ کے سوشان منکر و طائفہ خدام آستان عالی کو ملے ہونگے۔ واللہ اعلم بالصواب ؎

لمعۂ نہم

قال المنکر۔ کتاب سیر المتاخرین۔ اس کتاب کا خلاصہ یہ ہی کہ جب اکبر بادشاہ اجمیر میں آئے خادم صاحبان درگاہ کو نذر نیاز دی فقط **اقول** واستعین برب العالمین۔ سیر المتاخرین کی عبارت سے جو کچھ کہ بابت احوال اکبر بادشاہ کی منکر فراخ حوصلۂ عالی ہمت نے نقل فرمایا ہے اُس سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خادم صاحبان کو نذر نیاز دی بلکہ خادم و مجاور کا لفظ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ واسطے ثبوت اس بیان کے اور تردید دعوے منکر جادو بیان کے کہ دروغگویم برروے تو انکا شیوہ ہوگیا ہی ملاحظہ عبارت سیر المتاخرین کا کہ تحت انتخاب اسی لمعہ میں عنقریب آتی ہی کافی ہے **قولہ** جب شاہجہان بادشاہ آئے۔ دسہزار روپیہ خادم صاحبان کو دیے **اقول** اسکا جواب ذیل عبارت میں عنقریب لکھا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ خدا جانے کہ جہانگیر کا ذکر چھوڑ کر شاہجہان کا ذکر کیوں لکھا ہی۔ حالانکہ جہانگیر بادشاہ نے بھی بہت کچھ نذر و نیاز خادم صاحبان کو دی تھی جسکی تشریح لمعات لاحق و ماسبق میں مندرج ہی **قولہ** جب عالمگیر آئے پانچہزار روپیہ دیے **اقول**۔ غلط ہی خادم

صاحبان کا نام کہیں اس عبارت میں نہیں ہے بلکہ لفظ عملہ لکھا ہے کیا عملہ آستانہ فقط یہی حضرات خدام ہیں
نہ صاحب سجادہ نہ متولی نہ کوئی کارکن استغفر اللہ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ علاوہ اسکے لفظ جب کو
منکر صاحب نے اس طرح سے لکھا ہو کہ جس سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ جب کبھی شاہجہاں بادشاہ تشریف لائے یہی
دس ہزار روپیہ کہ ایک رقم مقرر تھی دیئے اور ایسا ہی جب کبھی عالمگیر بادشاہ آئے یہی پانچہزار روپیہ بطور معمولی رقم
کے دیئے نہ کم زیادہ۔ اور یہ غلط فاش ہے **قولہ** غرض جس بادشاہ نے ذکر لکھا ہے خادم صاحبوں کا ہی لکھا ہے
دیوان یا اولاد کا کچھہ ذکر پتہ تحریر نہیں کیا۔ **اقول** جناب منکر کا ہذیان ترقی پر ہے خدا خیر کرے **شعر**
پھر جنون سلسلہ جنباں ہے خدا خیر کرے ؎ صحبت سست گریباں ہے خدا خیر کرے ؎ اگر دوستوں کی صلاح مانیں
تو اس فصل بہار میں تنقیہ فصد وغیرہ ضرور کر ڈالیں ورنہ بعد اسکے وہی حال ہوگا کہ **بیت** دوست غمخواری
میں انکی سعی فرمائیں گے کیا ؎ زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جائیں گے کیا ؎ تشریح اس اجمال کی یہ ہے
کہ جناب منکر الزمانی نے دیباچہ رسالہ منکرہ میں یہ وعدہ اور ارادہ رقم فرمایا تھا کہ اول کل بادشاہوں کی
تصنیفات یا بادشاہی حکم سے جو تصنیف و تالیف ہوئی یا کسی مورخ نے لکھی ہوں۔ ان میں جس مقام
پر درگاہ یا حضرت خواجہ صاحب یا اولاد خواجہ صاحب یا خادم صاحبان کا ذکر لکھا ہے اسکا انتخاب اس رسالہ
میں درج کروں۔ انتہی مختصرا۔ مگر مرفاء وعدہ و تصدیق تحریر کی یہ کیفیت ہے کہ اول دس کتابوں کا انتخاب
اس رسالہ منکرہ میں درج ہے۔ انمیں سوائے ایک تزک جہانگیری کے اور کوئی کتاب کسی بادشاہ کی تصنیف
نہیں ہے۔ لہذا وہ وعدہ وفا ہوا کہ اول کل بادشاہوں کی تصنیف الخ اور ہرگز منکر صاحب نے اور تصنیفات
بادشاہوں کی دیکھی بلکہ سنی بھی نہونگی۔ مگر دعوے کرنے کو کون مانع ہے۔ کما قیل **مصرع** ولیکن قلم در کف دشمن
است ؎ اور یہ جو منکر صاحب نے داراشکوہ مؤلف سفینۃ الاولیا کو بادشاہ لکھا ہے غلط محض ہے۔ شہزادہ
موصوف کو خود جناب منکر نے بادشاہ بنا کر لکھ دیا ہے اور اگر تصنیف شہزادگان بھی تحت تصنیف
بادشاہوں کے شمار کیجاویں تو کوئی سبب نہیں ہے کہ نیروں کے کتب خانہ سے منکر صاحب سفینۃ الاولیاء

مانگ کر اُسمیں کوئی ذکر مندرج ہو سکے پر بھی اُس سے سند نکالا دیں لیکن اصلی سند اپنے ہی گھر کی اپنی
بغل سے نکالکر نہ دکھاویں بلکہ اُسکو پردہ تقیہ میں باوجود دعوی عدم طرفداری کے پوشیدہ رکھیں یعنی کتاب
مونس الارواح تالیف جہاں آرا بیگم بنت شاہجہاں بادشاہ سے کوئی انتخاب درج رسالہ نکریں حالانکہ یہ کتاب تقریباً
گھر گھر خادم صاحبوں کے پاس موجود ہی اور اُسمیں تفصیلوار ذکر اولاد امجاد حضرت خواجہ کا درج ہی - پس کل تصنیفات
بادشاہی لکھنا منکر صاحب کا غلط ہی - اور ثانیاً منجملہ دس کتابوں مستندہ منکر کی کوئی ایک کتاب سوائے اکبرنامہ
کے تصنیف نہیں ہوئی - لہذا یہ کل دس کتابیں بادشاہی حکم کی تالیف بھی نہیں ہو سکتیں - یہ بھی غلط
بیانی یا خلاف صدگی منکر الزمانی کی ہی - ثالثاً تالیفات مورخین - سو یہ باقی آٹھ کتابیں اسی قسم کی ہیں یعنی
تالیف مورخین کہ منکر صاحب نے اپنے رسالہ کی وقعت بڑھانے کو کل تصنیفات بادشاہی حضور کو دہی سے
لکھدیا تھا - باایں ہمہ غلطی واقعی ابھی تک منکر صاحب کے ذہن میں وہ خیال سمایا ہوا ہی اور اپنی مستندہ کتابوں کو
تالیفات بادشاہان سمجھے ہوے ہیں اور اپنی طرح اور سب خلائق کو بھی حافظ جی سمجھتے ہیں جو دیدہ و دانستہ
یہ اندھیر کرتے ہیں کہ صاحب سیر المتاخرین کے کلام سے ذکر نذر و نیاز دینے اکبر بادشاہ و شاہجہان و سلطان
اورنگ زیب کا نقل فرماکر اس فقرہ کو یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ غرض جس بادشاہ نے ذکر لکھا ہو خادم صاحبوں کا ہی
لکھا ہی و لنعم ما قیل فی حق امثال للنکر **قطعہ** روتے روتے جو ہوئی غم میں مری آنکھہ سفید + تو حضرت
فرمانے لگے اب تجھے کیا سوجھی ہے + میں کیا عرض کروں مضمون خط سبز ترا + بولے برسات کے اندھے کو
ہرا سوجھی ہے + چونکہ ناظرین متعجب ہونگے کہ کون کون سے بادشاہوں نے ذکر خادم صاحبوں کا لکھا ہو حسب
کلام سطوت نظام مصدوق کلام الملوک ملوک الکلام سے سند ہیں اس رسالہ منکر میں نقل کرکے منکر الزمانی
ایسی کُھلی لن ترانی فرماتے ہیں کہ جس بادشاہ نے ذکر لکھا ہے خادم صاحبوں کا ہی لکھا ہو - لہذا راقم
اثم بندۂ درگاہ خادم خادمان درگاہ بزبان صداقت ترجمان جناب تاریخ دان منکر الدوران کی خدمت میں عرض
کرتاہے کہ عالیجناب علامی فہامی بادشاہ غازی نے اکبرنامہ میں اور عالیجناب محمد قاسم ہندوشاہ بادشاہ غازی

نے تاریخ فرشتہ میں اور عالیجناب بدایوں شاہ (ملا عبد القادر) بادشاہ غازی نے منتخب التواریخ میں اور عالیجناب
مرزا معتمد شاہ (زمان) بادشاہ غازی نے اقبالنامہ میں اور عالیجناب نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی نے
تزک جہانگیری میں اور عالیجناب سلطان دارا شکوہ بادشاہ غازی نے سفینۃ الاولیا میں اور عالیجناب شیخ
شاہ بادشاہ غازی نے سیر المتاخرین میں۔ الغرض کہ جس بادشاہ نے ذکر لکھا ہی خادم صاحبوں کا ہی کر خیر لکھا
ہی باقی بخیر۔ کیا ناظرین کو یاد نہ ہوگا کہ انہیں بادشاہان عالیجناب کی کتابوں سے رسالہ منکرہ کے خلاصوں اور
حواشی میں جا بجا خادم صاحبان خادم صاحب مجاور صاحبان مجاور صاحب لکھا ہوا صدہا جگہ موجود ہی
فلیضحک علیہ الثکلی و نعوذ باللہ من وساوس الشیطان و ھو احسن لنفرح المحزنان **قولہ** انتخاب سیر المتاخرین
جلد اول مطبوعہ مطبع نولکشور واقع لکھنؤ ۱۸۶۳ء صفحہ ۱۸۲۔ چوں اکبر را اعتقاد دلی راسخ باخواجہ معین الدین چشتی
بود و مزار آن بزرگوار متصل شہر اجمیر است اکبر عہد کردہ بود کہ ہرگاہ ایزد تعالے او را فیروزی عطا فرماید بزیارت
مزارش پیادہ پا قطع مسافت نماید بعد ولادت شہزادہ سلیم اکبر بایفائے عہد از فتحپور سیکری تا اجمیر کہ ہفت
منزل و ہر منزل دوازدہ کروہ است پائے پیادہ مسافت طے نمودہ مراسم زیارت بتقدیم رسانید **اقول**
اس عبارت سے فقط اعتقاد و پیادہ پا سفر اجمیر و زیارت کرنا اکبر بادشاہ کا ظاہر ہے مگر خادم صاحبوں کا کچھ
پتہ بقول منکر صاحب کے نہیں لکھا۔ اور منکر صاحب کے اس دعوی کا جھوٹا ہونا بھی اس عبارت سے صاف عیاں
ہی کہ جو سیر المتاخرین کے خلاصہ میں تحریر فرمایا تھا کہ جب اکبر بادشاہ آئے خادم صاحبوں کو نذر و نیاز دی الخ
قولہ صفحہ ۲۴۰ جلد اول۔ خواجہ معین الدین حسن پور غیاث الدین حسن از سادات حسنی حسینی است در سال
پانصد و سی ہفت در قصبہ سنجر از سجستان تولد و در پانزدہ سالگی پدر او آنجہانی شد و ابراہیم قندوزی
راز آلہی ربودگاں بود بر و نظر افتاد و برق و اسوختگی در خرمن وابستگیہا در زد و در جستجوے رہنمون شد
و ہرون کہ دہ است از نیشاپور و بصحبت خواجہ عثمان چشتی رسید و ریاضت گری برنشست و خرقہ خلافت یافت
سپس در نگاہ و بطلی بر آمد و از شیخ عبد القادر جیلانی و بسیارے بزرگان فیض اندوخت و در سال کہ معز الدین

سام و بلی بر گرفت بدانجا رسید و بنگالش اعزلت گزینی با جمیر شد و فراوان چراغ برافروخت و از دم گرا
او گرو با گروه مردم بہرہ برگرفتند روز شنبہ ششم ماہ رجب سال ششصد و سی سہ بملک تقدیس آشیں نمود
در دامنہ کہسار آں خوابگاہ شد و امروز زیارت گاہ خورد و بزرگ ست **اقول** اے کاش جناب منکر اپنے رسالہ
کا غلط نامہ بھی چھپوا دیتے تاکہ عوام دہوکہ نہ کہاتے اور خواص بھی تکلیف تصحیح و مطابقت کی نہ فرماتے
لیکن اِس رسالہ کا کہ سرتاسر خود ہی غلطنامہ ہو کیا غلطنامہ چہپتا اور کیا صحت نامہ چھپتا۔ بہرحال ناظرین
کو اِس عبارت کی تصحیح منظور ہو تو عبارت آئین اکبری مندرجہ رسالہ شارہ بندہ درگاہ نے بھی بعینہا نقل کر دی
ہی ملاحظہ فرماویں کہ بلاکم و کاست صاحب سیر المتاخرین نے بھی اُسی سے لکھا ہی۔ اور واضح ہو کہ اس عبارت میں
احوال برکت اشتمال حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کا درج ہی۔ لیکن خادم صاحبان کا کچھ ذکر پتہ نہیں ہی اور نہ اولاد
امجاد کا اسمیں انکار لکھا ہے **قولہ** صفحہ ۲۰۵۔ احوال سال دہم مطابق سنہ ہزار و چہل و شش ہجری ہفتم رجب
بادشاہ نہضت باجمیر نمود و در دولت خانہ ساحل تالاب اناساگر نزول اجلال فرمود و از دولت خانہ تا
مزار خواجہ معین الدین پیادہ پا رفتہ مراسم زیارت بتقدیم رسانید و دہ ہزار روپیہ بخدمہ مزار عنایت شد
و مسجدے کہ در ایام مراجعت از جیبر عقب روضہ حسب الحکم بنائے آں گزاشتہ بودند و پس از بلدش بصرف چہل
ہزار روپیہ باتمام رسید تشریف ارزانی داشت (مصرع[1] اہل زماں شد مسجد شاہ جہاں *) تاریخ بنائے آں یافتند
و دریں سال خاقان دوران خانجہان ہر دو باضافہ ہزاری ذات ہزار سوار بمنصب پنجہزاری پنجہزار سوار عز
افتخار یافتند و ہجدہم شعبان بدار الخلافہ اکبرآباد ورود فیض آمود شد **حاشیہ** منکرہ۔ شاہجہان بادشاہ
۷ تاریخ رجب کو اجمیر آئے اور تالاب اناساگر پر دولت باغ میں قیام فرمایا۔ دولت خانہ سے درگاہ تک
پیادہ پا آئے اور زیارت کر کے دس ہزار روپیہ خادموں کو دیئے **اقول** اللہ اکبر۔ منکر صاحب کی قسمت ہی
کہل گئی۔ شاہ جہاں بادشاہ تو حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی سے بھی زیادہ خوش اعتقاد۔ اور
خدا نا کردہ منکر اولاد نکلے کہ اُنھوں نے سب دس ہزار روپیہ خادموں ہی کو دیدیئے اور کسی غریب محتاج اور

[1] مصرع صحیح (قبلۂ اہل زماں شد مسجد شاہجہاں *) ۱۲

گوشہ نشین بیوہ ضعیف مسکین یتیم مریض پردہ نشین ارباب تولیت و مستحقین کو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ دی۔ پس عبارت سیر المتاخرین اول دلائل ہی اور اس سے زیادہ اور کیا ثبوت او عائے منکر الزمانی کا ہو سکتا ہے کہ اس عبارت میں سوائے خدمہ کے اور کسیکا نام بھی نہیں ہی۔ اگلی پچھلی سب کسر شاہجہاں بادشاہ کی بدولت نکل گئی۔ شاہجہان کیا آئے منکر دکی بھاگ آئے اور صاحب منتخب التواریخ نے بھی باقتصار ذکر خدمہ گویا قلم ہی توڑ دیا۔ غالب کہ بدلیے بزعم منکر کسی اور دلیل و کتاب کی حاجت ہی نہ رہی ہوگی۔ مگر ایسا خیال منکر صاحب کا بر بنائے تجاہل یا حسد کے ہی۔ جہل و تجاہل کی نسبت اسواسطے صحیح ہے کہ منکر الزمانی کو کتب تواریخ پر نظر نہیں ہے۔ اگر دیکھ بھال کر رسالہ منکرہ لکھنے بیٹھتے تو بہتر تھا یا دیکھے ہو مطالب سے قطع نظر نہ فرماتے۔ اہل انصاف نظر فرماویں کہ شاہجہان بادشاہ سے جیسے فردعطیات لگے کا زمانہ حاتم مثل تقویم پارینہ چاک ہی اور گنج قارون اسکے خزائن احسان کے شرم سے پانی کیطرح زیر خاک ہی جناب منکر صاحب صرف ایک عبارت نقل فرماتے ہیں کہ خادم صاحبوں کو شاہجہاں نے دس ہزار روپیہ دیئے اور اسپر اتراتے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ جملہ کتب مستندہ منکر الزمانی کی عبارات سے ایسی نذورد انعام و خیرات و صدقات کا عامہ مستحقین کو حاصل ہونا صاف صاف ثابت ہو چکا ہے۔ کسی ایک کتاب میں بھی فقط خادم صاحبوں کو ملنا نذور وغیرہ کا موافق مراد منکر صاحب کے نہیں لکھا۔ باایں ہمہ اس عبارت سے بسبب مندرج ہونے نام خدمہ کے استنباط منکر صاحب کا اسبات پر کہ خادموں ہی کو روپیہ ملے تھے۔ عجب لغویات اور بیہودہ گمان اور بے اصل خیال ہی کیا کوئی عاقل منصف بروئے زمین پر تسلیم کریگا کہ شاہجہان ایسے جواد و فیاض بادشاہ نے زیارت حضرت اجمیر کے دس ہزار روپیہ فقط خادم صاحبوں کو دیے اور کسیکو کچھ بھی نہ دیا۔ کیا بادشاہ موصوف بیخبر تھا کہ اس شہر کرامت بھر میں اولاد امجاد حضرت خواجہ کے موجود اور اُن میں سے ایک صاحب سجادہ اور متولی آستان پاک بھی جی و قائم ہیں جیسکے ثبوت فرزندی حضرت خواجہ پر ایسے بادشاہ سلطنت پناہ کا فرمان مہری و دستخطی شاہد عدل ہی کیا کوئی وجہ منکر الزمانی پیش کر سکتے ہیں کہ باوجود تحریر فرمان کے اور اُس تحقیقات و ثبوت کے رو بخاص عہد دولت

شاہجہان میں نسبت اولاد امجاد حضرت خواجہ کے ہوا تھا۔ اور جسکی تصدیق میں ایک پورانی نقل اُس جواب نامہ
منکر کی منقولہ میں تحریر ہوئی ہے) فلاں امر بادشاہ ممدوح کے نزدیک قادح ہے در باب فرزندی ان حضرات کے
اور مانع پیشکش نقود و مہرات کا تھا۔ حاشا و کلا۔ اور نسبت لفظ خدمہ مزار کے جو سیر المتاخرین سے نقل کیا
گیا ہے اگر منکر صاحب بُرا نہ مانیں تو کہا جا سکتا ہے کہ اسکے معنی میں عموماً اہل خدمات (متولی صاحب سجادہ سے
لگا کر تا چراغچی و نقارچی) سب مراد ہو سکتے ہیں یعنے کہ جسقدر آدمی آستانہ میں خدمات انجام دینے والے تھے
پر روپیہ سب کو ملا اور اکتفا کرنا مصنف سیر المتاخرین کا فقط خدمہ مزار پر بظاہر بربنائے تعمیم معنی اس لفظ
کی ہے مصنف کی مراد اس سے فقط خادمان اصطلاحی (منکر صاحب کے حسب مراد) نہیں ہو سکتے واللہ اعلم
کیونکہ جس مصنف نے ایک مجموعی تعداد نذر و نیاز و انعام وغیرہ کے خواہ بنام مجاوران یا بنام خادمان یا بالفاظ
خدمہ مستحقین وغیرہ لکھدی اُسپر منصبی فرض یہ نہیں کہ تشریح وار لکھے کہ منجملہ ہزار کے مثلاً پانچہزار سجادہ نشین و
اولاد کو اور چار ہزار خادمان مزار شریف کو اور پانچسو روپیہ فلاں فلاں مثل قوالان و فراشان و چراغچیان و
چوکیداران کو اور پانچسو روپیہ فقیروں محتاجوں گوشہ نشینوں دیسیوں پردیسیوں کو عطا ہوئے۔ ایسی
تفصیلوں کا حوالہ دفتر بادشاہی میں ہو سکتا ہے نہ کہ کتاب تاریخ میں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس طرح زمانہ
حال میں یہ دستور ہے کہ نذرانہ جو درگاہ شریف میں دیا جاوے نصف دیوانجی صاحب سجادہ اور نصف جملہ
خادم صاحبوں کو ملتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے اور سنا بھی گیا ہے کہ یہ دستور قدیمی ہے۔ پس اُسوقت
بھی اسی دستور کے مطابق یا اُسی قاعدہ کے موافق جو کچھ کہ اُس زمانہ میں رائج ہوگا زر نذرانہ بطور معمول
مقررہ کے تقسیم ہوجاتا ہوگا۔ الغرض تفصیلوار ایک کتاب میں نام مستحقین کا درج نہونا اور مورخ کا لفظ خدمہ
مزار پر اکتفا کرنا کچھ مانع استحقاق کسی ادنٰے مستحق کا بھی نہیں ہوسکتا چہ جائے صاحب سجادہ و اولاد امجاد۔
کیا جناب منکر اور عامہ خادمین اور تمامی زائرین حضرت اجمیر کو تعداد اُنکی سوائے خداوند عالم آفرین کسیکو معلوم
نہیں ہے اس خیال سے شاہد ہ باخبر نہیں ہیں کہ ہر ادنٰے مقدرت والا زائر بھی اپنے مقدور کے موافق نہ فقط

خادموں بلکہ ضعفا و بیوگان و گوشہ نشینان وغیرہ ارباب استحقاق تک اپنے خلوص و محبت و ارادت سے دینے میں کمی نہیں کرتا ہے فلیف کہ ایک بڑا شاہنشاہ فقط خادموں کا دس ہزار روپیہ دیکر اوروں کو محروم رکھے۔ بندۂ درگاہ کی عرض یہ ہے کہ مورخین کے ان الفاظ مثلاً (دس ہزار روپیہ مجاوروں و معتکفوں کو دیئے یا پچیس ہزار روپیہ فقراء و خدمہ کو دیئے یا بیس ہزار روپیہ معتکفین و مستحقین کو عطا کئے یا پچاس ہزار روپیہ اہل استحقاق و اہل حاجات کو دیئے وغیرہ) سے ہرگز یہ لازم نہیں کہ معتکفوں کو دیئے تو خادم صاحبان محروم رہ گئے یا مستحقین کو دیئے تھے تو معتکفین کو کچھ نہ ملا یا خادمین کو دیئے تو سجادہ نشین دیکھتے رہ گئے۔ کیونکہ عملدر آمد قدیم و رواج معمولہ امروزہ اور عموماً قرائن عطایائے بادشاہان عالیشان اور شہادت کتب مستندہ منکر الزمان بلکہ عامہ کتب تواریخ کے مقصد و تصریح و مقتضا سے خلاف اور قیاس سے باہر ہے اور منکر صاحب کے خیالات فاسدہ کوئی حجت عند العقلاء نہیں ہو سکتے ہیں۔ علی الخصوص درحالیکہ خلاف اسقدر نظائر و قرائن مذکورہ بالا کے ہوں اور اگر غلبہ حسد و تعصب سے یہ وجوہ و قرائن مسکن تعطش منکر صاحب کے نہوں اور سیر المتاخرین کی عبارت اجمالی سے ہی دس ہزار روپیہ منجملہ نذور و خیرات و انعام شاہجہانی بحق خادم صاحبان کے ذہن نشین منکر صاحب کے ہوں اور سوائے خدمہ کے اور کسی کو ملنا عطیۂ شاہجہانی کا قرین قیاس و قابل تسلیم منکر الزمانی کے نہو سکے تو بندۂ درگاہ بفضل اللہ شہادت تصریحی منقولہ کتاب مرآت الاسرار کہ خاص عہد سلطنت شاہ جہاں کی تصنیف سے پیش کرتا ہے اسمیں جو تفصیل بادشاہ موصوف کے عطایا و نذور کی لکھی ہے وہ دونوں آنکھیں کھولکر منکر صاحب پڑھیں اور پاس تعصب نہو تو بمقابلہ اسکے سیر المتاخرین کی عبارت کو بوجوہ کوئی وثوق و اعتماد نہیں ہو سکتا ہے (عبارت منقولہ مرآت الاسرار کی یہ ہے کہ) خلیفۂ وقت سلطان العادل شہاب الدین محمد شاہجہان صاحب قران ثانی در عمر سی و ہفت سالگی بر تخت سلطنت اجلاس فرمود پس در سال اول جلوس از کمال اخلاص سعادت زیارت خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ را دریافت و فرزندان و مجاوران و سائر ارباب حاجت را از بخشش بے اندازہ خوشدل و معزز ساخت و از ہر اقسام اخراجات آستانہ را از دستور سابق افزودہ مسجد عالی تمام از سنگ مرمر

متصل روضۂ منورہ طرح انداخت کہ در مدت چہاردہ سال بانصرام رسید طولش نود و ہفت گز شرعی و عرض
ہژدہ گز شرعیست و چبوترہ پیش ایوان مسجد نیز از سنگ مرمر بعرض بست و ہفت گز شرعی واقع شدہ انتہی منتخباً
قولہ صفحہ ۲۰۴۔ حال شاہجہاں بادشاہ سال بست و ہشتم مطابق سنہ ہزار و شصت و چہار ہجری دریں سال
بخطۂ فیض آباد و جمع بیت زیارات شاہی شد اقول اس فقرہ میں فقط سفر شاہجہاں بادشاہ کا بقصد زیارت
اجمیر شریف لکھا ہے حصول زیارت کا بھی اسمیں بیان نہیں تا بعطیات ذکر خدام چہ رسد قولہ صفحہ ۲۳۳
ذکر جنگیدن عالمگیر با دارا شکوہ۔ عالمگیر شکر خداوند قدیر بجا آوردہ از کشتہ شدن شیخ میر کہ نہایت مخلص
بود بسے دلگیر شد و حسب الامر نعش او را شاہ نواز خاں مرحوم باعزاز و احترام بر داشتہ در مزار خواجہ معین الدین
چشتی مدفون کردند و سلخ جمادی الاخرے بطواف مزار مذکور رفتہ پنجہزار روپیہ بعملہ آنجا انعام فرمود و برتالاب
اناساگر در عمارات بادشاہی منزل نمود حاشیہ منکرہ۔ عالمگیر بادشاہ دارا شکوہ سے لڑکر سلخ جمادی الآخر
کو زیارت کیواسطے درگاہ میں آئے اور پانچہزار روپیہ یہاں کے عملہ یعنے خادمونکو دیئے اور اناساگر پر ڈیرہ ہوا
اقول ناظرین کو یاد ہوگا کہ بوجہ شدت انکار کے جو اوائل میں اکبر بادشاہ کو نسبت جناب شیخ حسین اجمیری
کے تہا کہ وہی باعث سلب تولیت ہوا تہا جناب منکر اشد المنکرین نے غالباً بیس جگہ اس رسالۂ منکرہ میں
بادشاہ ممدوح کو بلفظ حضرت محمد اکبر بادشاہ و حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ و حضرت جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ غازی یاد فرمایا ہے۔ لیکن جہانگیر بادشاہ و شاہجہان و عالمگیر بادشاہ میں سے کسی ایک بادشاہ
کے نام پر لفظ حضرت کا ضم نہیں فرمایا۔ یہ اقتضاء طبع جناب منکر المخدومین کا ظہور ہے اور لفظ عملہ کو جو بمعنی
خادم صاحبان کے لکہا ہے یہ افادہ جدیدہ بہی نتائج طبع نقاد جناب انکار مآب کا منجملہ کتاب منکرۃ اللغات کے
لائق یادگار ہے۔ ہر چند کہ لفظ عملہ جو فی الواقع بمعنی کارکنان کے ہے جسمیں متولی و سجادہ نشین و طائفہ خادمین و
جماعۂ اہل خدمات مثل چراغچی و نقارچی و قوال وغیرہ سب شامل ہیں۔ لیکن مصطلحات منکرہ میں کسیکو جائے
انکار نہیں ہے لان لا مناقشۃ فی الاصطلاح فافہم۔ الغرض دعوی ناطرفداری کو اور وعدہ تحقیق بے رعایت

کو جناب منکر نے ہر موافق و مخالف کے روبرو اسطرح ثابت کر دیا ہی کہ اگر جناب منکر شدید الانکار کو جناب حافظ بے رعایت و محقق ناطرفدار مخاطب کیا جاوے تو زیبا ہے حق تعالے ایسی ناحق کوشی اور عداوت بے معنی سے سب مسلمانوں کو محفوظ رکھے جسمیں کہ علانیہ تفضیح و ہر طرح کی تقبیح ہو ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

لمعہ دہم

قال المنکر ۔ تاریخ ہند۔ خلاصہ اس کتاب کا یہ ہی کہ حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ حضرت خواجہ صاحب سے نہایت اعتقاد رکہتے تھے اور چشتیہ خاندان میں مرید تھے اور آخر وقت تک ثابت قدم رہے **اقول** اول تو تاریخ ہند کا موضوع اور محصول جناب منکر نے بیان نہ فرمایا نہ اُسکے مصنف کا نام و نشان بتایا نہ تاریخ طبع لکھی جیسا کہ اور کتابوں کے واسطے تاریخ طبع درج کی ہے پس ایسی مجہول کتاب سے استنباط اور مونس الارواح جیسی مشہور کتاب سے قطع نظر کمال بے رعایتی منکر پر دال ہے ۔ دوم خالص اعتقاد اکبر بادشاہ کا نسبت معین الاسلام بدرگاہ حضرت خواجہ عالیمقام رضی اللہ عنہ کے ابتدا سے انتہا تک بشہادت کتب قدیمہ مشہورہ کہ بعض میں بشہادت چشم دید درج ہے سابق اس سے لمعہ اول میں درج ہو چکا ہی ۔ اور مرید ہونا خاندان چشت میں منکر صاحب نے کسی اور کتاب سے نقل نہیں فرمایا نہ تاریخ ہند سے نام پیر و مرشد شہنشاہ ممدوح کا نقل کیا اور جو کچھ بندہ درگاہ نے بعض نسخ اور منتخب التواریخ میں دیکھا وہ یہ ہی کہ بادشاہ ممدوح باوائل حال مرید شیخ امان اللہ تکانی سہروردی امروہی کے یا حضرت شیخ محمد غوث گوالیری کے ہوئے تھے ۔ مگر بالآخر اُنسے بہی منحرف ہو گئے تھے واللہ اعلم دلی تصدیق اور اعتقاد مسلمانی کی توثیق پر انسان کا خاتمہ ہو جاوے تو بفضلہ تعالی بیڑا پار ہی اور آدمی رستگار کہ پہر قباحت اخروی سے نجات ہی ۔ پس ہماری تحریرات سابقہ جو متعلق فساد اعتقاد اکبر بادشاہ سے ہیں بجاے خود صحیح ہیں کہ جس سے فقط اظہار قباحت غلطی کاروائی تحقیقات باطلہ اکبر شاہی کا بسبب انکا فرزندی جناب شیخ حسین اجمیری کے مقصود ہی اور جو حسن خاتمت اور اقرار کلمہ شہادت و دین مسلمانی کہ دم آخر اکبر بادشاہ سے بشہادت تاریخ ہند ظاہر ہوا وہ تحریرات سابقہ میں قادح نہیں ہو سکتا ہی بلکہ بوجوہ مدیدہ ہم

بدریافت ثابت قدمی جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کی اور دم آخر اقرار حقیت دین اسلام کے کمال
خوشی اور دلی مسرت حاصل ہوئی۔ الحمد للہ **مصرع** چشم ما روشن دل ما شاد ؎ حق تعالیٰ اکبر بادشاہ کو
بہشت بریں میں مقام عالی عطا کرے اور سب مسلمانوں کو توفیق خیر بخشے آمین **قولہ** انتخاب تاریخ ہند مطبوعہ
مطبع (ندارد) سنہ (ندارد) اکبر کا مذہب صفحہ ۱۵۶ - دینداری اور خوش اعتقادی کا دریا جوش میں آیا لاکھوں
روپیہ درگاہوں میں چڑھا دیئے۔ فقرا کی خدمت بہت کچھ کی۔ قبروں کی زیارت سے شرف حاصل کیا۔
اجمیر شریف میں کئی دفعہ پیادہ پا گیا خاندان چشتیہ میں مرید تھا۔ اور اعتقاد اسی سے رکھتا تھا۔ جب
لڑائیوں میں جاتا تو یا معین یا معین خود نعرہ مارتا اور اپنے لشکر سے بھی کہلاتا۔ اسمیں یہ صنعت ایہام تھی کہ
خواجہ معین الدین چشتی کے نام میں بھی لفظ معین تھا **اقول** اسمیں جب کہ کوئی بحث متعلق اولاد امجاد
نظر نہیں آتی ہے۔ ایسا ہی ذکر خدام عالیمقام سے بھی یہ عبارت خالی ہے۔ یا رب مگر لاکھوں روپیہ کا درگاہوں
پر چڑھانا جو درج ہے اس سے مراد منکر یہ ہوگی کہ لاکھوں روپیہ خادمان درگاہ حضرت اجمیر کو ملے۔ تاکہ
دعوائے سابقہ منکر الزمانی کے لیے یہی فقرہ ایک سند ہو سکے واللہ اعلم **قولہ** اکبر کی وفات صفحہ ۱۶۴
۱۶۴ - روز چہارشنبہ وقت شب ۱۳ جمادی الاخری ۱۰۱۴ھ کو ایک بڑے مولوی کو بلا کر کلمہ شہادت
کئی دفعہ پڑھا۔ اور جنتی مسلمانوں کی طرح اس دنیا سے سدھارا اور سکندرہ میں جو آگرہ کے قریب ہے مدفون ہوا۔
عمر تریسٹھ سال اور مدت سلطنت انچاس سال آٹھ ماہ **اقول** حسن خاتمت اکبر بادشاہ اور پھر کلمہ شہادت
کے محل خوشی اور شکر کا ہے ثم الحمد للہ۔ اور بعض فسادات سابقہ سے اس حسن خاتمت کو کوئی خلل لازم
نہیں آتا۔ کما سبق۔ پس وہ حالات بجائے خود صحیح اور یہ کیفیت بجائے خود صحیح متصور ہو سکتی ہیں۔ مگر
ان فقرات تاریخی اکبر بادشاہ کی نقل سے کوئی مطلب متعلق بحث اولاد کے یا کوئی تعلق درگاہ شریف
یا خادم صاحبان سے نہیں ہے پس یہ شخص طول اور سراپا فضول ہذیانات منکر الزمانی سے کہ اس خوبی
تفصیل کے ساتھ اُسکا خاتمہ ہو گیا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک ۔

خاتمۃ الکتاب

بندہ درگاہ وہ مختصر مضمون بطور خلاصہ اس جواب کے بعد حذف اسانید کے بخدمت ناظرین انصاف پسند کے
عرض کرتا ہے **مضمون اول** یہ ہی کہ مجموعہ رسالۂ منکرہ شامل ہی اوپر بحث خاص یعنی انکار مطلق اولاد
حضرت خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ کے۔ اور یہ انکار مبنی ہے صرف ایک اصل خاص پر یعنی تحقیقات سنہ جلوس اکبر
شاہی جس سے بزعم منکرین بے اصل ہونا دعوے فرزندی جملہ اولاد امجاد کا عموماً اور دعوے جناب شیخ حسین سجادہ
نشین کا خصوصاً استنباط کیا گیا ہے۔ اور اس مضمون پر دس کتابوں سے جناب منکر المخدوم نے استناد کیا ہی اکبر نامہ
آئین اکبری۔ طبقات اکبری۔ تاریخ فرشتہ۔ منتخب التواریخ۔ توزک جہانگیری۔ اقبالنامہ جہانگیری۔ سفینۃ الاولیاء
سیر المتاخرین۔ تاریخ ہند فقط لیکن منجملہ ان دس کتابوں کے دعوی منکر الزمانی۔ عی انصاف کا استناد ان چھ کتابوں
سے اسلیئے باطل ہی کہ انمیں ہرگز کوئی مضمون متعلق نفی اولاد حضرت خواجہ کے درج نہیں ہی۔ آئین اکبری طبقات
اکبری۔ توزک جہانگیری۔ سفینۃ الاولیاء۔ سیر المتاخرین۔ تاریخ ہند۔ ساتویں کتاب تاریخ فرشتہ مستندہ
منکر ہی۔ کہ اُسنے سروش غیبی کی طرح سے ذکر حضرت خواجہ کے شادی کرنیکا اور اولاد امجاد پیدا ہونیکا بزبان منکر
صاحب سُنا دیا۔ آٹھویں کتاب منتخب التواریخ میں صاف صاف حقیقت ناراضی اکبر بادشاہ کی جناب شیخ حسین سے
اور معاندین اور مشائخ فتحپور کی دہوکہ بازی اور صدور و قضاۃ کی زمانہ سازی درباب تحقیقات اکبری کے مفصل
درج ہے۔ پس یہ آٹھ کتابیں منجملہ دس کتب مستندہ منکر صاحب ہرگز مفید منکرین نہیں ہیں۔ بیثمنهم وَلَا
يُغْنِي مِنْ جُوعٍ۔ نویں کتاب اقبالنامہ جہانگیری ہی کہ وہ کَانَّہٗ هُوَ (بجنسہٖ) اکبرنامہ کا انتخاب ہے ذرہ
ہے وہ آفتاب ہے۔ اسکا قول گویا اکبرنامہ کا قول ہی (وسیاتی ذکرہ) دسویں کتاب اکبرنامہ ہی جسکو شیخ ابو الفضل
وزارت پناہ نے تالیف فرمایا ہے اور چونکہ بادشاہ کو اوائل حال نسبت صاحب سجادہ ممدوح کے اعراض تھا
اور وزیر بے دبیر کو عداوت۔ ہرگاہ کہ بادشاہ معترض تحقیقات کرانیوالے تھے۔ یاران زمانہ ساز تحقیقات کرنیوالے

وزیر عالم اکبر نامہ لکھنے والے تو وہ تحقیقات اور وہ تحریرات ہرگز نہ لائق اعتماد ہے نہ قابل استناد کما قیل
مصرع باطل آنچہ مدعی گوید + علی الخصوص کہ اکبر نامہ پر دوسرے مورخین نے الزام صریح حب و تعصب وغیرہ
کا اسی زمانہ اکبر شاہی و بعد اسکے عہد شاہجہانی میں اسکے پیچھے قائم کر دیا تھا اور یہ احوال ان کتابوں مستند
منکر صاحب کا ہے جس سے کہ مطابق مثل مشہور منکر صاحب کے زوئش بار دست ان بیکار ہوگئے۔ اور اس کتاب
لوامع (لمعات الانوار) میں اثبات ہے تاہل و توالد حضرت خواجہ کا اس طرح پر کہ حضور نے شادی کی اور دو
محل حضرت کے تھے دونوں سے اولاد ہوئی اور اثبات ہے وجود اولاد امجاد کا اس تفصیل سے کہ حضرت خواجہ
رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی بی بی حافظہ جمال اور تین صاحبزادے تھے بنام سید ضیاء الدین ابو سعید و
خواجہ فخر الدین و شیخ حسام الدین۔ صاحبزادی صاحبہ کی اولاد صرف دو فرزندوں پر ختم ہوگئی کہ وہ دونوں
چھوٹی چھوٹی عمر میں اس عالم سے چلے گئے۔ او منجملہ صاحبزادوں کے جو سلسلہ اولاد امجاد کا خواجہ قمر الدین سے
جاری ہوا وہ یہ ہے کہ اُنکے فرزند خواجہ حسام الدین سوختہ ہوئے جنکے دو فرزند ہوئے بنام شیخ معین الدین خورد اور
شیخ قیام الدین۔ شیخ معین الدین خورد کی اولاد میں سے شیخ قطب الدین المخاطب بہ چشت خاں بعہد دولت
سلطان محمود خلجی جسکا زمانہ سلطنت ۸۷۳ھ تک تھا مالوہ میں بارہ ہزار سوار کے مالک تھے اور شیخ قیام الدین
کی اولاد سے شیخ بایزید تخمیناً ۹۶۰ھ میں بڑے عالم و مدرس اجمیر میں تھے۔ اُنکی نسبت فرزندی کا بھی بعض
حضرات نے انکار کیا تھا کیونکہ سالہائے دراز کے بعد تحصیل علوم کرکے بغداد شریف وغیرہ بلاد سے واپس آئے
تھے لیکن بڑے بڑے علماء و اولیاء کی گواہی سے اُنکا دعوے فرزندی ثابت ہوا۔ انہیں خواجہ قیام الدین
کے پوتوں میں سے بعہد سلطنت اکبر بادشاہ کے خواجہ حسین نامی صاحب سجادہ بڑے بزرگ عابد زاہد
صائم الدہر قائم اللیل پاک طینت پاک صورت موجود تھے کہ چشم بد دور تو وہ نور نظر آتے تھے۔ خدمت تولیت
موروثی درگاہ شریف کی اور سجادگی اُنکی ذات سے مزین تھی۔ اور بھی کتنے بھائی بھتیجے حضرت خواجہ حسین کے
اُسوقت میں موجود تھے۔ لیکن جائے افسوس ہے کہ اوائل میں اکبر بادشاہ کو صاحب سجادہ ممدوح الشان سے انکار

ہوگیا تھا۔ اُسی زمانہ میں بعض خادم صاحبوں نے ازراہِ حسد و شرارت کے جھوٹی نالش تصرف زرنذرانہ کی
نسبت اُنکے پیش کی اور اُنکی فرزندی کا بھی انکار کر دیا۔ جیسا کہ آجکل منکر الزمانی اُنکی اولاد سے اور عموماً اولاد امجاد
سے برسر انکار ہیں۔ يُرِيدُونَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ +

اسی ضمن میں شیخزادگان فتحپور کے بہکانیسے بعض دشمنوں نے گواہیاں خلافِ واقعہ دیں اور
بعض صدور و قاضیان نے بادشاہ کے دباؤ سے جس طرح کہ ۹۸۷ھ میں اکبر بادشاہ کے مجتہد فی الدین ہونے
کا محضر لکھدیا تھا۔ اُسیطرح ایک محضر کر دیا کہ حضرت خواجہ کی پیچھے اولاد امجاد ہی باقی نہ رہی تھی۔ دعوے
فرزندی جناب شیخ حسین کا بے اصل ہی فقط بادشاہ چونکہ پہلے سے ناخوش تھے اسوقت میں کہ بہ سبب مصالح
جج ہوگیا منصب مع موروثی تولیت کا جناب شیخ حسین کا سلب کرکے اور ونکو دیدیا۔ پھر بملاحظہ رجوع خلائق
اور اُنکی عظمتِ شان کے انکا اجمیر میں رہنا خلافِ مصلحت ملکی و مخالف غیرت سلطانی متصور ہو کر واسطے
حج کے رخصت کیے گئے۔ جب واپس حج بیت اللہ سے آئے تو تسلیم و کورنش نئے قانون کے موافق ادا
نہ کرکے اُسکی تعزیر میں قلعہ بکر میں بھیجے گئے۔ کبھی لاہور میں رہے۔ آخر سنہ ۴۶ جلوسی میں خود اکبر بادشاہ نے
اُنکو بدستور اُنکے منصب تولیت موروثی پر کہ فرع اصل فرزندی کی تھی مقرر کرکے اجمیر میں بھجوا دیا کہ وہ
جہانگیر بادشاہ کے عہد سلطنت تک زندہ رہے تھے۔ چنانچہ جہانگیر بادشاہ نے دوسری نئی سند تولیت
کی اُنکو سنہ جلوسی میں لکھدی تھی کہ ان سب باتوں پر کافی شہادت اس کتاب میں موجود ہے اور بعد صحت
فرزندی جناب شیخ حسین کے یہ گزارش کرنا ضروری ہی کہ شیخ المشائخ دیوان سید غیاث الدین علیخان صاحب
سجادہ زمانہ حال چونکہ خود منکر الزمانی کے اقرار سے وارث صحیح جناب سید خواجہ حسین کے ہیں پس جیسا کہ
دیوان صاحب ممدوح وارث صحیح جناب شیخ حسین کے ہیں اسیطرح بطریق ارث وارث صحیح و فرزند اصل
و سجادہ نشین حضرت خواجہ بزرگوار کے رضی اللہ عنہ و رحمۃ اللہ اجمعین۔ والحمد للہ رب العالمین ۔

مضمون دوسرا یہ ہی کہ بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتداے سنہ ۶۳۳ ہجری کہ وہ تاریخ رحلت حضرت

خواجہ بزرگ رضی اللہ عنہ کی ہے اب تک کہ ساڑھے چھ سو برس گزر چکے صرف چند ہی منکر اولاد حضرت خواجہ کے گزرے ہیں کہ اصحاب کہف کیطرح انکی تعداد مختلف خیال میں آتی ہے۔ باعتبار زمانہ اگر ہر ایک طبقہ کو ایک ہی عدد شمار کیا جاوے تو وہ تین فریق متیقن ہوتے ہیں۔ اول وہ حضرت جنہوں نے حضرت خواجہ بزرگ کو حصور اور بے شادی کے بیان کیا اور انکی غلطی پر اخبار الاخیار و مونس الارواح گلزار ابرار و سیر العارفین وغیرہ میں اچھیطرح سے خدمت گزاری قدمائے مؤلفین نے فرمائی ہے دوسرے وہ حضرات منکران نسبت فرزندی شیخ بایزید کہ جنکی وجہ سے عہد دولت سلطان محمود خلجی میں تحقیقات ہوئی۔ تیسرے منکران عہد اکبر شاہی۔ اس بناپر جناب منکر الزمانی فقط رابعھم بنکر چوتھے منکر ہیں اور اگر اسمیں تفصیل کردیجاوے تو پانچ منکرین سابقین ہونگے۔ دو تو وہی قائلان حصور حضور خواجہ اور منکران عہد سلطان خلجی اور تیسرے حاویان عہد اکبری جنہوں نے جناب شیخ حسین کی نسبت انکار کیا چوتھے شہزادگان فتحپور وغیرہ۔ پانچویں علامی فہامی شیخ ابو الفضل۔ اس صورت میں سادس سھم یعنی چھٹے منکر جناب منکر الزمانی ہیں۔ اور اگر پوست کندہ تشریح اور تفصیل اس سے زیادہ عمل میں آوے تو مجموعہ منکرین سات قسم ہوگا۔ دو تو وہی اولین مذکورین تیسرے خدمار منکر عہد اکبری چوتھے متائح فتحپور پانچویں قضاۃ و صدور چھٹے عالیجناب حضرت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ۔ مگر بالآخر انکو رجوع نصیب ہونے کی شہادت موجود ہی۔ ساتویں جناب وزارت مآب شیخ ناگوری۔ گویا یہ سبعہ سیارہ آسمان تحقیق اور ہفت قلزم ابن کلک کے ہیں۔ اس حالت میں ثامنھم یعنی آٹھویں منکر جناب منکر الزمانی ہیں کہ ذات شریف نے بھی دو بردہ تحقیق اظہارہ صلہ انکار اولاد حضرت خواجہ امجاد کا علی الاعلان فرمایا ہے۔ اور بہ ہمنونی نئی روشنی کے بہ تائید انکار وجود آسمان و انکار وجود شیطان مثل سرسید احمد خان بہادر نجم الہند کے جناب نے بھی اپنے پایۂ تحقیق کو فلک فرسا بنایا ہے **مصرع** آسماں اتنا ہوا اونچا کہ تارا ہوگیا ٭ اب دوسری جانب بمقابلہ ہفوات منکرین اور اوقوات منکرین کے ایسے ایسے اقوال معتبرہ اور شہادات معتمدہ درباب ثبوت اولاد

حضرت خواجہ کے اور پھر اسقدر تو اتر اور تکاثر سے نظر آتے ہیں کہ مزید برآں متصور نباشد اور یقین ہے کہ کسی مسلمان بایقین کو اسمیں محل تردد و مجال انکار باقی نہیں ہوگی +

سب سے اول اور افضل قول خود حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کا ہے کہ فرمایا اولاد معین الدین و حمید الدین یکے است اور پھر ایسا ہی فی الواقع ظاہر ہوا۔ دوسرے یہ قول حضور موصوف کا بخطاب حضرت سلطان التارکین کہ حمید الدین چون ہست کہ وقتی کہ ما جوان[1] بودیم الخ۔ تیسرے یہ قول حضرت ممدوح کا کہ ہرکہ مرید فرزندان معین الدین باشد الخ یعنے اسکی تشریح میں تقریرہ جود اولاد امجاد۔ چوتھے قول حضرت سلطان التارکین کا بجواب ارشاد حضور کے کہ خواجہ را روشن ہست الخ پانچویں قول حضرت گنجشکر کا بخطاب خواجہ وحید الدین نبیرہ حضور غریب نواز کہ مادر یوزہ از خانوادہ شما آوردہ ایم۔ چھٹے قول حضرت سلطان المشائخ کا بابت بیعت خواجہ وحید الدین موصوف کے۔ ساتویں قول حضرت سلطان المشائخ کا بابت ذکر صلاح خواجہ احمد نبیرہ حضرت خواجہ کے۔ آٹھویں قول سید محمد کرمانی صاحب سیر الاولیاء کا کہ فرزندان خواجہ را برآں آوردند کہ در شہر بروند و از بادشاہ متقرر داشت بیارند الخ۔ نویں قول حضرت سید محمد گیسو دراز کا درباب فرزندان حضرت خواجہ کے کہ کونسے محل کے بطن مبارک سے ہیں۔ دسویں قول حضرت سید شمس الدین طاہر کا بابت اختلاف قول سابق الذکر بطن فرزندان حضور کے۔ گیارہویں قول حضرت خواجہ حسین ناگوری کا درباب تصدیق ولدیت حضرت شیخ بایزید کے۔ بارہویں قول مولانا رستم اجمیری کا درباب شیخ ممدوح کے۔ تیرہویں قول دوسرے علماء نامدار اُس عہد کے درباب جناب شیخ بایزید ممدوح۔ چودہویں قول مولانا احمد خادم خاص حضرت خواجہ بزرگ کا۔ پندرہویں قول مولانا جمالی[2]

---

[1] وہ پورا فقرہ یہ ہے۔ چوں خواجہ را قدس سرہ فرزنداں شدند روزے از من فرمود کہ حمید الدین چون ست پیش ازیں کہ قوی و جوان بودیم ہرچہ از درگاہ ایزدی میطلبیدم زود مییافتم۔ اکنوں کہ پیر و ضعیف شدہ ایم چوں حاجت بدعا میشود کار بدرنگ میکشد۔ ۱۲

[2] فرمایا میکہ ایں فقیر بدولت زیارت مرقد پر طلعت حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ مشرف گشت از فرزندان ایشان صاحب سجادہ شیخ المشائخ شیخ بایزید محمد ثانی بود رحمۃ اللہ علیہ ۱۲

ادہلوی کا سولہویں قول مولانا احمد مجدد علیہ الرحمۃ کا۔ جامع مونس الارواح جنکا ذکر خیر اخبار الاخیار میں ہے[۵۵] سترہویں کئی اقوال حضرت شیخ اجل عبد الحق محدث دہلوی کے اٹھارہویں قول محمد قاسم ہندو شاہ صاحب تاریخ فرشتہ کا۔ انیسویں قول حضرت شیخ محمد غوث گوالیری پیر و مرشد اکبر بادشاہ کا بیسویں قول شیخ عبد القادر بدایونی کا۔ اکیسویں قول شیخ عبد النبی قدوسی صدر الصدور عہد اکبری کا بائیسویں قول سید عبد الواحد بلگرامی کا تئیسویں قول حضرت مولانا نور الحق محدث دہلوی کا چوبیسویں قول شیخ عبد الرحمن علوی چشتی صاحب مرآت الاسرار کا۔ پچیسویں صاحب سیر الاقطاب کا چھبیسویں قول جہاں آرا بیگم بنت شاہجہاں بادشاہ کا ستائیسویں قول سید محمد بولاق صاحب مطلوب الطالبین کا اٹھائیسویں قول صاحب بہار گلشن محمد شاہی کا انتیسویں قول صاحب مجموعۃ الروایات کا تیسویں قول شاہ نجم الدین چشتی سلیمانی کا اکتیسویں قول مفتی غلام سرور لاہوری کا۔ ناظرین غور فرماویں کہ کہاں وہ چند منکرین کہ اکثر اُسمیں مجاہیل ہیں جنکے نام و نشان بھی معلوم نہیں اور کہاں یہ حضرات مشائخ کاملین اور اکابرین و فضلائے دین متین و علمائے محدثین قدس اللہ اسرارہم و افاض علینا انوارہم و رحمۃ اللہ علیہم اجمعین[۵۶] اور سوائے اسکے چند اسناد صحیحہ و فرامین معتمدہ سلاطین نامدار کی بابت ثبوت و صحت نسب فرزندان حضرت خواجہ کے عموماً اور جناب شیخ حسین اجمیری اور انکے جانشینوں کے خصوصاً اس کتاب میں درج کی گئی اور

---

[۵۵] بابت صحت نسب شیخ بایزید کے ۱۲ [۵۶] اسی قسم کی ۵۵ دلیلیں جزو ثانی میں بالتفصیل قابل دید اور باعث اطمینان مزید موجود ہیں نیز اولاد امجاد حضرت خواجہ بزرگوار کے علاوہ اجمیر کے ناگور، شیخاواٹی، بوندی، نارنول، ہولکوٹ، سہنہ (میوات) پورب، پشاور، دہلی، ارکاٹ، ملک مالوہ اور دکن میں بھی جابجا سکونت پذیر ہوچکی ہے چنانچہ دکن والوں کا نسب نامہ ۱۲۸۶ھ ہجری تک درج ہے۔ سید خواجہ حسن برادر شاہ سید خواجہ محی الدین ہر دو پسران خواجہ احمد بن سید خواجہ حسن بن سید محمد بن خواجہ مودود بن سید محی الدین بن خواجہ امین الدین ابن سید فضل احمد بن خواجہ سعد اللہ سرمست لاابالی بن خواجہ غیاث الدین فضل اللہ کمکری بن خواجہ احمد چشتی بن خواجہ عرض الدین بن خواجہ ابراہیم بن خواجہ سید قطب الدین المعروف چشت خاں مالوی الخ علاوہ ازیں خواجہ حسن مجذوب برادر خواجہ حسین سے ایک گروہ فقرا کا نکلا ہے

نواسہ یہ ہیں اور عبد الستار عرف سید سوندہا کے نام سے سوندہا شاہی فقیر مشہور ہیں۔ یہ سید صاحب فرزند دیوان ولی محمد بن خواجہ ابو الخیر کے اور نواسہ سید خواجہ حسن مجذوب سے معروف کے ہے ۱۲ محمد مصباح الدین غفرلہ

اگر جناب منکر ہل من مزید فرماوینگے تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ علاوہ اسناد منقولہ مذکورہ کے اور بھی اسناد صحیحہ معتبرہ عہد سلطنت حال تک بطور سند متصل پیش کرینگے۔ وباللہ التوفیق وہو حسبی وعلیہ اعتمادی ٭

مجھے امید ہے کہ جناب منکر اور انکے معتقدین و حوارین بتوفیق آلہی بعد ملاحظہ اس جواب کے حقیت و صداقت دعوے فرزندان و سجادہ نشینان حال و استقبال اولاد حضرت خواجہ بزرگوار کو تصدیق و تسلیم فرماوینگے اور آیندہ ایسے حق صریح کے ضد اور نفسانیت سے باز آوینگے۔ اور میری التجا ہی کہ یہ محنت میری بابت تحریر اس کتاب کے اور ترتیب اس جواب کے عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوگی۔ اور ناظرین ناسخین ارباب علم و تمکین و اہل دانش و بینش اسکے ملاحظہ سے حقیقت حال سے کما ہی مطلع ہوجاینگے اور از راہ مہربانی و ذرہ نوازی دعاے خیر بحق راقم اثم یاد رکھیں گے۔ اور یہ بھی گزارش ہی کہ باوجود مشاغل کثیرہ و ضیق فرصت کے بندہ درگاہ نے یہ جواب قلم برداشتہ دس دن کے عرصہ میں لکھا ہی اور بتاریخ ١٨ ماہ ربیع الاول ١٢٩٥ھ قدسی ہجری روز چہارشنبہ سواد سے بیاض پر تحریر ہوا ہے اس سرعت تحریر و رجوع کتب اور ہجوم مشاغل متنوعہ سے کہ جو کوئی اس شغل تحریر کو انجام کرتا ہی وہی خوب جانتا ہے۔ جہاں کہیں لفظی یا معنوی سہو و خطا کہ لازمہ بشریت ہی ملاحظہ میں گزرے ناظرین اسکو معاف اور اصلاح سے درست فرماوینگے۔ جزاہم اللہ تعالیٰ خیراً۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی الْاِتْمَامِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِ الْاَنَامِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الْبَرَرَۃِ الْکِرَامِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامِ ٭

تمت

قطعہ تاریخ طبع از جناب محشی

ور ذکر اولاد نسب	از خواجہ سنجر وطن	
	شد نام و سال طبع آں	
این نامہ صادق بیاں	گلدستۂ چشتی ۲۵	د کرده [illegible]

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ و المنۃ کہ آج یہ کتاب فیض انتساب زیور طبع سے آراستہ ہو کر حسن اختتام کو پہنچی اور حسب طرح
مولف رحمہ اللہ نے باوجود ضیق فرصت کے دس روز میں (۶۸) کتب[سلہ] مندرجہ حاشیہ اور کتبہ ہائے عبارات قدیمہ
سے اخذ اور انتخاب کرکے مرتب کیا تھا اب اسطور سے باوجود قلت فرصت کے فقط چند ہفتوں میں
باضافہ حواشی مفیدہ ملاحظہ ناظرین کیا جاتا ہے۔ الغرض اسے رد اور جواب حافظ محمد حسین صاحب
مرحوم کے رسالہ باطلہ (تحقیقات اولاد خواجہ صاحب) کے پہلے حصہ کا سمجھنا چاہیئے جو مطبع
انتصار عام دہلی میں سراپا اغلاط چھپا تھا۔ چنانچہ اس کتاب میں **قولہ** کے نیچے فارسی عبارتوں میں جا بجا
اسمیں ضعیف و صریح غلطیاں نظر آتی ہیں وہ سب نقل کالاصل کا مصداق ہیں کہ انکا اشارہ بعض
جگہ حواشی میں مندرج ہے ورنہ ہماری کتاب کا اسمیں کوئی قصور نہیں ہے گو بعض جگہ ضرورتاً بخوف طول
کو چھوڑکر صرف انتخاب کافی سمجھا گیا ہے۔ لیکن بوجہ عجلت تصحیح یا صرف نظر مصحح سنگ کے جو کہیں کہیں کچھ
فروگذاشت ہماری کتاب میں رہگئی ہے اسکا زیر طبع صحت نامہ عند الطلب ہدیۂ ناظرین ہوگا۔ اس کتاب میں
لفظ رسالہ منکرہ سے مراد اسی رسالہ تحقیقات مولفہ حافظ صاحب مرحوم سے ہے اور الفاظ جناب منکر
و منکر نکیر یا مخدوم المنکرین انکی ذات مجمع آیات متصفت ہے۔ یقین ہے کہ ارباب تحقیق عند المطالعہ
اسکے مطالب حقیقی کی واقعی تصدیق فرماکر حظ وافر اٹھائینگے اور حضرت خدام صاحبزادگان والا مقام
بھی لفظی مباحثہ و مجادلہ سے قطع نظر کرکے بچشم انصاف بلا تعصب نفس مضمون کو اپنی غور میں لاکر ہمہ
لایعنی سے باز آئینگے ع گر قبول افتد زہے لطف و کرم ◆ آیندہ ہماری کتاب کا دوسرا مفید حصہ
بھی بصورت حوصلہ افزائی ناظرین با تمکین کی پیشگی دو سو درخواستیں وصول ہونے پر علی الفور شائع
ہو سکتا ہے جسمیں فرامین شاہان و اکابر سلف کے پورے چربے اور دیگر عبارات قدیمہ اور کتب مستند
کے صحیح حوالے اور خاندانی شجرہ اور حکام وقت کے فیصلے جا بجا ثبت ہیں اور مزید برآں نہایت کے بعد

سلہ اکبرنامہ - آئین اکبری
اقتباس الانوار - احسن السیر
اسرار الاقطاب - احوال
جناب خواجہ بزرگ
تحریۃ الحالات - تذکرۃ الاولیاء
احوال ائمہ اثنا عشر - احوال
بہشت چشت - اقبالنامہ
جہانگیری - افضل الفوائد
بحر الانساب - بوستان
خواجہ - بادشاہ نامہ
تزک جہانگیری - تذکرۃ
دہلی - تاریخ فرشتہ
تاریخ ہندوستان ڈاکٹر
منشی ذکاء اللہ خان بہادر
تذکرہ اولیاء حضرت عطار
تواریخ امیر - تذکرۃ السلاطین
بادشاہی - چہار گلشن
مہر شاہی - حسامیہ
التواریخ - دود ملوک - حریۃ
الاصفیاء - دلیل العارفین
روزنامہ صد تہمیہ -
روضۃ الاقطاب - قرۃ
القلوب - رسالہ احوال
حضرت قاضی حمید الدین
ناگوری - رپورٹ حاکمان
امیر شریف مترجم - رقعات
شیخ مبارک و فیضی - کتاب
زبدۃ التواریخ - سیر
العارفین - سیر الاقطاب
سیر المتاخرین
سفینۃ الاولیاء - سلسلۃ
السادات قاسمی - سبائک
الذہب - سیر الاولیاء
طبقات اکبری - عمل صالح
عمدۃ الطالب فی انساب
آل ابی طالب

…یرے (۵۵) دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ باثبات وجود اولاد امجاد حضرت خواجہ…
مندرج ہیں "برکریماں کارہا دشوار نیست" پھر یقین رکھیئے کہ یہ دونوں حصے جو ایک…
گیا، کے مصداق ہونگے نوید جاوید کیطرح تا قیام قیامت واسطے اثبات امر معلومہ…
کافی وافی ہوسکتے ہیں۔

اُمید ہے کہ صاحبان شوق اور مالکان مطابع اِسکے تمام حقوق محفوظ سمجھکر حفظ ماتقدم کا…
رکھیں گے اور بقدر ضرورت اسی مطبع فضل المطابع دہلی کی معرفت یہ کتابیں منگائینگے…
جلدوں کی خریداری کے لیے مناسب عایت میں دریغ نہوگا۔ اسی لحاظ سے بیشمار جلد…
سجادہ دیوان صاحب درگاہ مقدسہ دار الخیر اجمیر کے خاندان میں پیشکش کیگئی ہیں جنکے پا…
اور میلان طبع سے اس کتاب کی تالیف اور اشاعت ظہور میں آئی ہے۔

آخر کار حضرات اہل دل سے امید ہے کہ بوقت مطالعہ عفو و صلاح فرماکر مؤلف و مہتمم…
مطبع کے حق میں دعاے خیر و فلاح دارین سے دریغ توجہ نہ رکھیں گے واللہ ولی التو…
وھو المعین المستعان۔

العبد محمد مصباح الدین دتی — المرقوم ۲۷ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۵ ہجری قدسی

مقام دہلی (شاہجہان آباد)

فوائد الفواد۔ تحفۃ التوالیف۔ فرع اثنا عشر۔ اصل الکاشف۔ فوائد السالکین۔ کلمات الصادقین۔ گلزار ابرار۔ لطائف اشرفی۔ مرآۃ الاسرار۔ مناقب الحبیب۔ مناقب المحبوبین۔ مونس الارواح۔ مآثر الکرام۔ منتخب التواریخ۔ مآثر عالمگیری۔ مرآۃ سکندری۔ مطلوب الطالبین۔ اخبار الاخیار۔ معمولات مہمین۔ مجموعۃ الروایات۔ نفحات الانس۔ وقائع حضرت خواجہ معین الدین۔ وقائع راجپوتانہ۔ ہفت اقلیم۔